مرتب : حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

واعظین کے لیے بے مثال تحفہ

سوم

مرتب:

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

40 اردو بازار لاہور فون 7246006

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

نام کتاب -------- اسرارِ خطابت (جلد سوم)

مصنف -------- مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور

بہ تعاون -------- صاحبزادہ محمود احمد مفتی (سابق مشیر خصوصی وزیراعظم پاکستان)
صدر مسلم لیگ (ق) فیصل آباد سٹی

کمپوزنگ -------- محمد مظہر (فیصل آباد)

صفحات -------- ۳۳۶

قیمت -------- روپے

ملنے کا پتا

مکتبہ مجددیہ لاثانیہ

عقب پٹرول پمپ نڑوالا روڈ شیرانوالہ چوک غلام محمد آباد فیصل آباد

فہرست مضامین جلد سوم

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
تیسرا خطبہ	۳۴۹	دعائے محبوب	۳۶۳
غزوۂ بدر	"	اجابتِ دعائے محبوب	۳۶۴
خطبہ	۳۵۰	ملاں سے پوچھئے	۳۶۵
جہادِ افضل و جہادِ اکبر	۳۵۱	سرکار نے پہلے ہی بتا دیا	"
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۳۵۲	سردارانِ قریش مارے گئے	۳۶۶
خدائی فوج	۳۵۳	وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا	"
صحابہ کرام کا جذبۂ جہاد	۳۵۴	حضرت عباس ایمان لے آئے	"
تم کامیاب رہو گے	۳۵۵	معلوم ہوا	۳۶۷
اگر تم سو ہو تو	۳۵۶	وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ	۳۶۸
اگر تم سچے ہو تو	"	چوتھا خطبہ	۳۶۹
ہم کیوں ذلیل و خوار ہیں؟	"	مولائے کائنات	"
لشکر کی تیاری	۳۵۸	خطبہ	۳۷۰
کامل مومنوں کی جماعت	"	درود شریف	"
قطعی جنتیوں کی جماعت	۳۵۹	جمعۃ الوداع	"
صادقین کی جماعت	"	مسجد میں آتے رہیے	۳۷۱
مجاہدین کی عظمت و شان	۳۶۰	ارشادِ نبوی	۳۷۲
وعدۂ حسنیٰ	"	اللہ مولانا ہے	"
اجرِ عظیم	"	ملاں مولانا ہے	۳۷۳
جو چاہیں کریں	۳۶۱	علی مولانا ہے	"
صحرائے بدر کی دعا	"	نبی کس کا مولا ہے؟	"
دُعا کی قبولیت	۳۶۲	نبی مومنوں کا مولا ہے	۳۷۴
عریشہ	۳۶۳	تمام انبیاء مومن ہیں	"

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

اسرارِ خطابت (حصہ سوم)

خطباتِ ماہِ رجب المرجب

پہلا خطبہ : تفسیر آیت اسریٰ

دوسرا خطبہ : فلسفۂ معراج

تیسرا خطبہ : مسجد اقصیٰ تک

چوتھا خطبہ : مسجد اقصیٰ سے آگے

پہلا خطبہ

زمعراجش چہ می پرسی کہ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی

تفسیر آیت اَسۡرٰی

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمِ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

وہ سرور کشور رسالت ﷺ جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرش کے مہماں کیلئے تھے
اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے

حضرات گرامی!

یہ ماہ رجب المرجب شریف کا پہلا جمعتہ المبارک ہے اس لیے اس میں معجزۂ معراج النبی (علیہ السلام) کے متعلق (آیت مبارکہ جسے آیت اسریٰ کہتے ہیں) عرض کیا جائے گا دعا ہے کہ اللہ کریم قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

محترم سامعین حضرات!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۱)

"(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گردونواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

چھ (۶) سوالات اور جوابات:

حضرات محترم! جب سیر کی جائے تو یہ سوالات ذہن میں جنم لیتے ہیں کہ سیر کرنے والا کون ہے؟

ابتدائے سیر کہاں سے ہوئی؟

انتہائے سیر کہاں ہے؟

سیر کی غرض و غایت کیا ہے؟

کیا سیر کرنے میں کوئی اور ساتھی بھی تھا؟

سیر کا وقت کیا تھا؟

اس آیت میں ان سوالات کے جوابات موجود ہیں۔

۱- پہلا سوال سیر کرنے والا کون ہے؟

فرمایا: بِعَبْدِهٖ سیر کرنے والے عبد خاص جناب محمد رسول اللہ علیہ السلام ہیں۔

۲- دوسرا سوال ابتدائے سیر کہاں سے ہوئی؟

فرمایا: مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ ابتداء مسجد حرام سے ہوئی۔

۳- تیسرا سوال انتہا سیر کہاں ہے؟

فرمایا: اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى۔ انتہاء سیر مسجد اقصٰی ہے۔

یہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ تم تو کہتے ہو کہ آسمانوں کی سیر کی اور لقاء الٰہی سے مشرف ہوئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ معراج ہے۔ سیر نہیں کیونکہ اس سفر کے تین حصے ہیں۔

۱- پہلا: سیر جو مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک ہے جس کے متعلق فرمایا:

"مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى."

۲- دوسرا: اعراج جو مسجد اقصٰی سے پہلے آسمان تک ہے جس کے متعلق فرمایا:

لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا.

۳- تیسرا معراج ہے جو آسمانوں سے قصر دنٰی تک ہے جس کے متعلق فرمایا: والنجم اذھویٰ۔ دنٰی ۔فتدلّٰی ۔تو پہلے مرحلہ یعنی سیر کی انتہا مسجد اقصٰی ہے۔

۴- چوتھا سوال ہے کہ سیر کی غرض و غایت کیا ہے۔

فرمایا: لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا تاکہ ہم اپنے عبد خاص کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔

۵- پانچواں سوال ہے کہ سیر کا وقت کیا تھا؟

فرمایا: لَيْلًا رات کے قلیل حصے میں سیر کرائی۔

۶- چھٹا سوال ہے کہ کیا سیر کرنے والا اکیلا تھا یا کوئی اور ساتھی بھی ہمراہ تھا۔

فرمایا: اَلَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ سیر کرانے والا بھی ساتھ ساتھ تھا کیونکہ اَلْبَاءُ

لِلْمُصَاحِبَةِ بامصاحبت کے لیے ہے اور اسریٰ کا فاعل وہ ضمیر ہے جو سُبْحَان کی طرف لوٹتی ہے یعنی جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو تو وہ سیر کرانے والا اپنے بندے کے ساتھ ساتھ ہی تھا۔

تفسیر آیت اسریٰ:

حضرات محترم!

اب میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتا ہوں جس میں از خود فلسفہ معراج اور ضروری ضروری فوائد معراجیہ بھی بیان ہو جائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحَانَ:

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان سفر معراج کو اپنی پاکی سے بیان کرنا شروع فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی۔ یہ علم مصدر ہے باب تفعیل سے سَبَّحَ يُسَبِّحُ تَسْبِيْحًا باب تفعیل ہے اور یہ لفظ سُبْحَانَ اس باب سے علم مصدر ہے اس کا معنی ہے کہ سیر کرانے والا ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے اور مبرا و منزہ ہے۔

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"عَلَمٌ لِلتَّسْبِيْحِ كَعُثْمَانَ لِلرَّجُلِ وَانْتِصَابُهُ بِفِعْلٍ مُضْمَرٍ وَدَلَّ عَلَى التَّنْزِيْهِ الْبَلِيْغِ ، جَمِيْعِ الْقَبَائِحِ الَّتِيْ يُضِيْفُ اِلَيْهِ."

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوئم ص ۲۲۵)

یعنی یہ تسبیح مصدر کا علم ہے جس طرح عثمان (اس کا ہم وزن) کسی شی کا علم ہوتا ہے اور یہاں فعل مضمر ہے جو اس کو نصب دیتا ہے یعنی سُبْحَانَ منصوب ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کمزوریوں عیبوں اور کوتاہیوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے جن سے کفار اللہ تعالیٰ کو متہم کرتے تھے۔

قانون قدرت:

قانون قدرت کہ جب بھی منکرین ذات باری تعالیٰ نے اس کی ذات کو کسی ایسے وصف سے متہم کیا جو اس کی ذات کو زیبا نہیں تو اس نے فوراً اس کا رد فرماتے ہوئے اس وصف سے اپنی پاکی کا اعلان فرمایا: مثلاً کفار یہود و نصاریٰ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں (معاذ اللہ) چنانچہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا جس کا قرآن پاک میں واضح بیان موجود ہے کہ

"وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ" (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۰)

"اور یہودیوں نے کہا عزیز اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔"

جب یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کو اس نازیبا وصف سے متہم کیا تو اس نے اپنے قانون قدرت کے تحت بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہونے کا اعلان فرمایا۔

اللہ بیٹوں سے پاک ہے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ"

(پ۱۸ سورۃ المومنون آیت نمبر ۹۱)

نہیں بنایا اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ لے جاتا ہر خدا ہر اس چیز کو جو اس نے پیدا کی اور غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے وہ خدا ایک دوسرے پر پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نازیبا باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں، یعنی لفظ سبحان سے اپنی پاکی کا بیان

فرمایا کیونکہ سبحان کا معنی ہے ہر عیب اور نقص سے پاک لہٰذا وہ اس عیب سے بھی پاک ہے۔

اللہ اپنے شریکوں سے پاک ہے:

اسی طرح مشرکین نے جب کئی خداؤں کا اعلان کیا اور ان کی پرستش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان اپنے شریکوں سے پاک ہونے کا یوں اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ" (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۲۲)

"اگر ہوتے زمینوں آسمانوں میں کوئی اور خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے پس پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عرش کا رب ہے ان تمام نازیبا باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔"

یہاں بھی لفظ سُبْحَانَ سے اپنے شریکوں سے پاک ہونے کا بیان فرمایا کیونکہ سُبْحَانَ کا معنی ہے ہر نقص اور عیب سے پاک لہٰذا وہ اس عیب سے بھی پاک ہے۔

اللہ ہر عیب سے پاک ہے:

اسی طرح معراج جسمانی پر جتنے بھی اعتراض ہو سکتے تھے وہ اعتراض بھی ذات باری پر نازیبا اعتراض تھے کیونکہ معراج کروایا ہے ذات باری نے اس لیے لفظ سُبْحَانَ سے ہی یہ بیان فرما دیا کہ میں ان اعتراضات سے پاک ہوں مثلاً یہ منکرین معراج کہتے ہیں کہ

جسم کثیف ہے اور آسمان کا کوئی دروازہ نہیں تو حضور ﷺ کیسے آسمانوں کے پار تشریف لے گئے۔

معراج روحانی ہے جسمانی نہیں کیونکہ جسم کا اتنی بلندی پر جانا محال ہے۔

معراج کی کوئی حقیقت نہیں یہ مسلمانوں نے ایک افسانہ گھڑ لیا ہے۔

سیر ہی تھی جو کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی معراج نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا رد فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ اعتراض تو تم تب کرو جب میرا محبوب از خود گیا ہو۔ جب اسے میں نے سیر کرائی ہے تو پھر میں ایسی نازیبا باتوں سے عیوب ونقائص سے پاک ہوں۔

وہ اپنے محبوب کو لے گیا:

ارشاد فرمایا:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ." (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص کو سیر کرائی۔ حضرت ابر وارثی مرحوم نے یہ تمام تقریر ایک شعر میں بیان فرمادی۔ وہ فرماتے ہیں کہ

سی معراج اک راز محبتاں دانئیں سی کسے دی سمجھ وچہ آون والا
سدیا طالب نے اتے مطلوب گیا جبرئیل سی سد کے لیجان والا
بعضے آکھدے نے بناں دروازیاں تو کیویں گیا اوہ عرشاں تے جان والا
اے پر عقل نوں ابر کیہہ دخل ایتھے جانے جان والا یا لیجان والا

لہٰذا منکرین معراج نے جس قدر بھی شوشے اڑائے ان کا رد لفظ سُبْحٰنَ سے ہوگیا کہ تم یہ جو اعتقاد رکھتے ہو، کہ ایسا نہیں ہوسکتا اور ایسا نہیں ہوسکتا۔ سو اللہ ان تمہارے تمام اعتراضات سے پاک ہے کیونکہ

اس کی شان یہ ہے۔

"تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ."

(پ۲۹ سورۃ الملک آیت نمبر۱)

''منزہ و برتر ہے وہ جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چاہت پر پوری طرح قادر ہے۔''

لہٰذا جس طرح اس نے چاہا اپنے محبوب کو معراج پر لے گیا اور سیر ملکوت کروائی

چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْ اَسْریٰ:

جس نے سیر کرائی۔ یعنی اسریٰ کا فاعل سیر کرانے والا وہ ہے سُبْحَانَ جو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے۔ اب اَلَّذِیْ اسم موصول ہونے کے ساتھ ساتھ فاعل ہے اسریٰ کا اور اگلا حصہ اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ الخ یہ سب موصول ہے الذی کا.....
تو اسم موصول کی خصوصیت اور اَلَّا اَسْریٰ کی فاعلیت نے ایک انفرادیت اپنے فعل میں پیدا کردی کہ اپنے محبوب کو سیر کروانے والی وہ ذات خداوندی منفرد ہے کیونکہ وہی ہر عیب ونقص سے پاک ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اے منکر وتمہارے انکار واعتراض کی گنجائش نکل سکتی تھی اور یہ اعتراض و انکار قابل قبول ہوسکتا تھا مگر اب جبکہ خصوصاً ذات باری تعالیٰ اس سیر کے کروانے میں منفرد ہے تو وہ ان اعتراضات وشبہات سے پاک ہے اور محبوب کو لے جاسکتا ہے۔

رات کو سیر کروانا:

حضرات گرامی!

اَسْریٰ کے معنی ہیں رات کو سیر کروانے کے جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ
''فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلاً اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ.''

(پ۲۵ سورۃ الدخان آیت نمبر۲۳)

''پس لے چلو میرے بندوں کو راتوں رات تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔''

یعنی کہ..... ان میرے بندوں کو راتوں رات لے کر آپ روانہ ہو جائیں لیکن یہ خیال رہے کہ فرعونی آپ کا تعاقب کریں گے رات کو سفر کرنے کی دو حکمتیں ہوتی ہیں تاکہ گھر سے نکلتے ہی نہ پکڑے جائیں یا دن کو گرمی میں سفر کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اس لیے ٹھنڈے رات کو ہی سفر کریں تاکہ سورج طلوع ہونے سے پہلے اپنی

منزل پر پہنچ جائیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۴۳۹)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ

اسریٰ کا معنی راتوں رات لے جانا ہے۔

رات کو سیر کروانے کی حکمتیں:

عین ممکن ہے کہ رات کو سفر معراج کروانے میں بھی یہ حکمت ہو کہ دن کی گرمی میں سفر دشوار ہوگا۔ لہٰذا محبوب علیہ السلام کو اس دشواری سے بچایا جائے اور سورج طلوع ہونے سے قبل واپس اپنی منزل پر پہنچایا جائے۔ چنانچہ ایسا کہ راتوں رات سرکار دو عالم ﷺ اتنا طویل و عریض سفر فرمانے کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اپنی منزل مقصود پر جلوہ فرما ہوگئے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں کہ

؎ خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل پہ جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

اور حضرت اکبر وارثی فرماتے ہیں کہ

؎ ہر مراد دلی حق سے ملتی رہی واپس آئے کلی دل کی کھلتی رہی
بستر ہ گرم زنجیر ہلتی رہی یہ عجب معجزہ آج کی رات ہے

فرقِ کلیم وحبیب:

رات کو معراج کروانے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ پتہ چل جائے۔ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے کیونکہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

"اِلٰهِی جَعَلْتَنِیْ كَلِیْمًا وَجَعَلْتَ مُحَمَّدًا حَبِیْبًا فَمَا الْفَرْقُ بَیْنَ الْكَلِیْمِ وَالْحَبِیْبِ." (نزہت المجالس جلد دوئم ص ۷۴)

الٰہی تو نے مجھے کلیم بنایا اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حبیب بنایا

(مجھے یہ ارشاد فرما کہ) کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہوتا ہے۔ فرمایا:
''اَلْکَلِیْمُ یَعْمَلُ بِرَضَاءِ مَوْلٰی وَالْحَبِیْبُ یَعْمَلُ مَوْلَاہُ بِرَضَائِہٖ.''
کلیم وہ ہے جو ایسا کام کرے جس میں میری رضا ہو اور حبیب وہ ہے کہ میں ایسا کام کروں جس میں اسی کی رضا ہو۔
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام سے فرمایا:
کُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیَ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ یَا مُحَمَّدُ

(محبوب رب العالمین ص ۴۷)

جس کا لفظی ترجمہ اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ہے کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

گویا کہ فرمایا: اے کلیم۔ فرق یہ ہے کہ
کلیم وہ ہے جو دن کو روزہ رکھے رات کو نوافل پڑھے چالیس دن اس طرح ارنے کے بعد وہ طور سینا پر آئے تا کہ مجھ سے کلام کرے۔
اور ...... حبیب وہ ہے جو اپنے بستر مبارک پر آرام سے استراحت فرما ہو۔ ل آ جائے اور باادب بیدار کر کے براق پر سوار کر کے دربار الٰہی میں لے آئے۔

لاڈلے تھے خدا کے کلیم خدا فرق ہے پر کلیم اور محبوب میں
وہ کلام حق کا لینے گئے طور پر ان کے گھر خود خدا کا کلام آ گیا

یب الوردہ میں شارح قصیدہ بردہ لکھتے ہیں کہ
انما جَعَلَہٗ لَیْلاً تَمْکِیْنًا لِلتَّخْصِیْصِ لِمَقَامِ الْمُحَبَّۃِ لِاَنَّہٗ تَعَالٰی اِتَّخَذَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حَبِیْبًا وَخَلِیْلاً وَاللَّیْلُ اَخَصُّ زَمَانٍ لِجَمْعِ حَبِیْبَیْنِ فِیْہِ الرَّاحَۃُ فِی الْخَلْوَۃِ مُتَحَقِّقَۃٌ بِاللَّیْلِ.''

(طیب الوردہ ص ۳۹۰)

''رات کو معراج کے لیے یوں مخصوص فرمایا کہ رات مقام محبت کے ساتھ مخصوص ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا حبیب اور خلیل بنایا اور رات دوستوں کو جمع کرنے کے لیے بنائی گئی ہے اور مقام خلوت جو رات کو حاصل ہوتا ہے دن کو حاصل نہیں ہوتا۔

(درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج ص ۷۲)

رات اور دن کا مناظرہ:

بعض علماء کرام نے لکھا کہ رات نے دن کو کہا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں اور دن نے رات کو اپنی فضیلت جتلائی۔

دونوں نے اپنی اپنی دلیل پیش کی۔ آخر دن نے رات کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھ میں سورج کا طلوع موجود ہے تو رات سہم گئی، پریشان ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے دن

''لَا تَفْتَخِرْ اِنْ كَانَ شَمْسُ الدُّنْيَا تُشْرِقُ فِيْكَ فَسَيَخْرُجُ شَمْسُ الْوُجُوْدِ فِي اللَّيْلِ اِلَى السَّمَآءِ.''

''فخر نہ کر اگر دنیا کا سورج تجھ میں طلوع ہوتا ہے تو وجود کائنات کا سورج رات میں آسمان پر طلوع ہوگا۔'' (طیب الوردہ ص ۳۹)

؎ کہا دن نے طلوع ہوتا ہے مجھ میں شمس نورانی
تو بولی رات مجھ میں آئے گا محبوب سبحانی

اللہ کریم نے معراج کے لیے رات کو منتخب فرما کر...... دن پر سرفراز کر دیا۔ اب رات دن پر فخر کرنے لگی۔

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ:

رات عالم غیب سے ہے اور دن عالم شہادت سے...... رات کو اسی لیے معراج کروایا گیا کہ پتہ چل جائے صدیق کون ہے اور زندیق کون

...... بے دیکھے ایمان لانے والا کون ہے اور منکر کون۔

چنانچہ جب نبی کریم نے بیان فرمایا کہ میں رات کو ایک طویل وعریض سفر کر کے آیا ہوں۔ ابوجہل نے انکار کر دیا۔ ابوبکرؓ نے تصدیق فرمادی۔ اسی لیے ابوجہل سب سے بڑا زندیق ہے اور ابوبکرؓ سب سے بڑا صدیقؓ ہے۔

اسی تصدیق کی وجہ سے ان کا لقب صدیق ہوا۔

رات کو بلانے کی خصوصیت:

رات کو معراج اسی لیے ہوئی کہ بادشاہ رات کو اپنے پاس خاص اور راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لیے اسی کو بلاتے ہیں جو ان کے نزدیک ساری مملکت اور ساری رعیت میں خاص اور منظورِ نظر آدمی ہوتا ہے۔

اب جو احکم الحاکمین یعنی سارے بادشاہوں کا بادشاہ تھا اس نے بھی راز و نیاز کی خصوصی باتیں کرنے کے لیے اپنے خاص بندے بلکہ اپنے محبوب کو رات اور وہ بھی رات کے پچھلے پہر بلایا۔

رات کا پچھلا پہر وہ وقت ہے کہ

؎ پچھلی راتیں رحمت رب دی کرے بلند آواز
بخشش منگن والیو آؤ کھلا اے دروازہ

اللہ تعالیٰ بھی رات کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

''اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ.'' (پ۲۳ سورۃ الزمر آیت نمبر۹)

''بھلا وہ، جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں۔''

نیز فرمایا:

''لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ.'' (پ۳۰ سورۃ القدر آیت نمبر۳)

شب قدر ہزار ماہ سے افضل ہے۔

''اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ.'' (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر۲۷۴)

''وہ لوگ جو صدقات کو رات میں خرچ کرتے ہیں۔''

"يَتْلُوْنَ ايَاتِ اللّٰهِ انَاءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ."

(پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۳)

''وہ لوگ جو قرآن مجید کی آیات کو رات کے اوقات میں پڑھتے ہیں۔''

"وَجَعَلْنَا الَّيْلَ سَاكِنًا." (پ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۴)

''ہم نے رات کو ڈھانپنے والی بنایا۔''

" وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ." (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۹)

''اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو۔''

رات ہی — ہزار ماہ سے بہتر

رات ہی — صدقات خرچ کرنے کے لیے

رات ہی — تلاوت قرآن کے لیے

رات ہی — باعث سکون

رات ہی — ڈھانپنے کے لیے

رات ہی — تہجد کے لیے

اس لیے پھر رات ہی

محبوب کو بلانے کے لیے۔

سیر کروانے کے لیے۔

راز و نیاز فرمانے کے لیے

؎ اس رات دے تارے دسدے نے اج عرش سجایا جانا ایں
غاراں وچ رو دن اسے نوں مہمان بلایا جانا ایں
راہ مل کے بہنا ملکاں نے صفاں بنھ کھلونا نبیاں نے
محبوب دا سارے عرشیاں نوں دیدار کرایا جانا ایں

فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات سیر کرائی کیسے؟

بِعَبْدِہٖ:

فرمایا بِعَبْدِہٖ...... اپنے خاص بندے کو
عبد مضاف اور ہٖ ضمیر مضاف الیہ قانون یہ ہے کہ
"اَلاِضَافَۃُ لِلتَّخْصِیْصِ."
اضافت تخصیص کے لیے ہوتی ہے پتہ یہ چلا کہ یہ عبد دوسرے عباد سے مختلف ہے اور بے مثال ہے لہٰذا ان کی اضافت نے حضور کی بے مثلیت کو واضح فرما دیا۔

؎ عبد دیگر عبدہ ، چیزے دگر!
ما سراپا انتظار او منتظر!

عبد	کلیم اللہ بھی	علیہ السلام
عبد	روح اللہ بھی	علیہ السلام
عبد	خلیل اللہ بھی	علیہ السلام
عبد	ذبیح اللہ بھی	علیہ السلام
عبد	صفی اللہ بھی	علیہ السلام
عبد	نجی اللہ بھی	علیہ السلام

مگر ان میں سے کوئی عبد۔ کوہ طور پر۔ کوئی عبد چوتھے آسمان پر۔ کوئی عبد چھٹے آسمان پر۔ کوئی عبد سدرۃ المنتہیٰ تک مگر بِعَبْدِہٖ وہ ہے کو جو دَنٰی فَتَدَلّٰی کے پردوں کو چیر کر فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ کی منزلوں کو طے کر کے اَوْ اَدْنٰی کی اسٹیج پر پہنچے اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی گفتگو سے نوازا جائے۔

؎ طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے
؎ وہ فقط طالب تھے یہ طالب بھی ہیں مطلوب بھی
وہ کلیم اللہ تھے اور یہ میرے محبوب بھی

سب سے زیادہ عابد:

حضرات گرامی!

عبد مشتق ہے عبادت سے جس کا معنی ہے عبادت کرنے والا اور حضور علیہ السلام خاص عبادت کرنے والے ہیں جس پر دلیل یہ ہے کہ کسی عبد نے ایک نماز پڑھی...... کسی نے دو...... کسی نے تین...... کسی نے چار۔ کسی نے پانچ...... امت مصطفویہ پر پانچ فرض ہیں مگر حضور پر چھ(۶) نمازیں فرض تھیں۔ پانچ فرضی نمازوں کے علاوہ حضور پر تہجد کی نماز بھی فرض تھی۔

ارشاد باری ہے کہ اے محبوب علیک السلام

"وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ."

(پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۹)

"اور رات کے بعض حصہ میں اٹھو اور نماز تہجد پڑھو یہ نماز زائد ہے آپ کے لیے۔"

معلوم ہوا کہ عبادت میں بھی اس عبد اعظم کا ایک علیحدہ ہی مقام ہے لہٰذا حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تمام عابدین میں سے خاص، افضل اور اعلیٰ عبد ہیں ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ایک خاص مقام حضور علیہ السلام کو بروز محشر عطا کیا جائے گا جس کی گرد راہ کو کوئی دوسرا عبد نہ پاسکے گا تو ایسا مقام ایسے عبد کی ایسی ہی عبادت کا ثمر ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محبوب تہجد ادا فرمایئے تو پھر:

"عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا."

(پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۹)

"یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔"

؎ فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اور

بروزِ محشر نبی علیہ السلام بھی سارے پکار اٹھیں گے نفسی نفسی
قدم قدم پر میرے نبی ﷺ کا نیا ہی ظاہر کمال ہوگا
نہ ہوگا کوئی کسی کا حامی نہ ہوگا کوئی کسی کا یاور
بنے گا محشر میں جو سہارا وہ آمنہؓ ہی کا لال ہوگا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اب ذوق عبادت نے آپ کو اتنا لطف اندوز کیا کہ آپ ساری ساری رات عبادت میں بسر فرمانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمایا:

"یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً. نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً. اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً."

(پ۲۹ سورۃ المزمل آیت نمبر ۴۔۳۔۲۔۱)

"اے چادر مزمل لپیٹنے والے رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کرلیا کریں، اس سے بھی تھوڑا سا یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو۔"

اے محبوب میں آپ کو یہ بھی نہیں فرماتا کہ میری عبادت نہ کرو۔ کیونکہ جب آپ نبوت والی زبان سے میری تسبیح پڑھتے ہوئے۔

"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی."

کہتے ہو تو میں لطف اندوز ہوتا ہوں۔

کائنات کے تمام

عابدوں کی تسبیح — ایک طرف
زاہدوں کی تسبیح — ایک طرف

نمازیوں کی تسبیح	ایک طرف
ولیوں کی تسبیح	ایک طرف
نبیوں کی تسبیح	ایک طرف اور
آپ کی تسبیح	ایک طرف

جو لطف آپ کی مبارک اور پیاری زبان سے میری تسبیح کا آتا ہے وہ دوسری زبانوں میں کہاں؟

اس لیے یہ عبادت ضرور کیا کرو مگر ساری ساری شب نہیں کیونکہ جب ساری شب قیام فرما ہوتے ہو اور قدمان مقدسہ متورم ہو جاتے ہیں تو میرے عرش کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔

اس لیے عبادت کرو مگر نصب شب سے کچھ کم یا کچھ زیادہ تا کہ میرا لطف بھی دوبالا ہوتا رہے اور آپ کا ذوق عبادت بھی۔

اور قرآن خاص انداز سے خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

عبد خاص:

قرآن	کتاب خاص
تہجد	نماز خاص
خداوند قدوس	معبود خاص
کملی والے آقا ﷺ	عبد خاص
نہ اس کتاب خاص کی	مثال
نہ اس نماز خاص کی	مثال
نہ اس معبود خاص کی	مثال
نہ اس عبد خاص کی	مثال

فرمایا: بِعَبْدِہٖ

سیر کرائی اپنے خاص عبد کو

عبد اعظم کو

عبد اعلیٰ کو۔

عبد بے مثال کو۔

عبد کا اطلاق روح مع الجسم پر ہے:

عبد روح اور جسم کے مجموعہ کا نام ہے کیونکہ عبادت کرنا روح مع الجسم کا کام ہے۔

یوں نہیں کہ روح انسان میں نہ ہو۔

وہ عبادت کرے۔

مردہ عبادت کیسے کرسکتا ہے؟

معلوم ہوا عبد روح اور جسم کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔:

''اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی. عَبْدًا اِذَا صَلّٰی.''

(پ۳۰ سورۃ العلق آیت نمبر ۱۰۔۹)

اے حبیب آپ نے دیکھا اسے جو منع کرتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر اس نے پھر حضور کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو (عیاذاً باللہ) وہ حضور کی گردن کو روند دے گا اور آپ کے منہ کو خاک آلود کردے گا۔

ایک دن اس نے حضور علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھا تاکہ اپنی قسم پوری کرے۔ جب اس بری نیت سے ڈگ بھرتے ہوئے نزدیک پہنچا تو

لوگوں نے دیکھا وہ پیچھے ہٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔ پوچھا کیا ہوا؟ کیوں پیچھے ہٹ آئے؟ کہنے لگا جب میں نزدیک ہوا تو مجھے ان کے اور اپنے درمیان خندق دکھائی دی جو آگ سے بھری ہوئی ہے اور اس سے شعلے اٹھ رہے ہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: اگر وہ میرے نزدیک آنے کی جرأت کرتا تو فرشتے اس کا انگ انگ جدا کر دیتے۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۶۱۴)

معلوم ہوا کہ یہ عبد نماز پڑھنے والے حضور علیہ السلام تھے۔ اور روح مع الجسم کے نماز ادا فرما رہے تھے تو ثابت ہوا کہ عبد روح مع الجسم کو کہتے ہیں۔

فرشتے بھی عبد ہیں:

بعض لوگوں نے بڑا غل مچایا کہ دیکھو جی عبد ہیں نا تو عبد تو ہمارے جیسا بشر ہی ہوسکتا ہے نور نہیں ہوسکتا؟ حالانکہ ان کا یہ عقیدہ بھی دیگر عقائد کی طرح باطل ہے کیونکہ عبد مانع نورانیت نہیں ہے بلکہ ملائکہ جو سراپا نور ہیں ان کے لیے قرآن کریم میں لفظ عبد کا اطلاق موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ." (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۲۶)

"بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں۔"

حضرات گرامی! عرب کے کئی قبائل مثلاً: بنی خزاعہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے اس بہتان صریح کی نفی کی جارہی ہے کہ یہ محض بکواس ہے اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کی ضرورت نہیں بلکہ جنہیں وہ اللہ کے بیٹے بیٹیاں کہتے ہیں وہ تو اس کے معزز ومکرم بندے ہیں:

معلوم ہوا کہ عبدیت مانع نورانیت نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو کبھی عباد

مکرمون نہ فرماتا اگر فرشتے نور ہو کر عباد ہو سکتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نور ہو کر عبد کیوں نہیں ہو سکتے ؟

فرشتوں کا جسم نوری ہے:

اب ہمارے اس جواب سے منکرین نورانیت نے ایک اور جہت اعتراض نکالی کہ اگر عبد روح مع الجسم کا نام ہے تو فرشتوں کا جسم ثابت کرو۔ اگر جسم ثابت نہیں کر سکتے تو مانو کہ وہ صرف نور اور روح ہیں اور بس حالانکہ ملائکہ بھی جسم نوری رکھتے ہیں۔

اصولی علماء نے فرشتہ کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ

"هُوَ جِسْمٌ نُوْرِيٌّ يَتَشَكَّلُ بِاَشْكَالٍ مُخْتَلِفَةٍ." (کتب اصول)

''وہ ایسا جسم نوری ہوتا ہے جو مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتا ہے۔''

چنانچہ حضرت جبرائیل امین جو سید الملائکہ ہیں اور روح الامین سے ملقب ہیں بارگاہ رسالت مآب میں اشکال مختلفہ کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ لہٰذا وہ عبد بھی ہیں اور جسم نوری بھی اسی طرح حضور عبد بھی ہیں اور جسم نور بھی بِعَبْدِهٖ کے مصداق بھی ہیں اور "مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" بھی......

جیسے جبرائیل علیہ السلام سراپا نور ہو کر شکل بشری میں تشریف لاتے تھے ایسے ہی حضور ﷺ سراپا نور ہو کر لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے۔ ورنہ حقیقت محمدیہ بشر نہیں ہیں بلکہ

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا
مزمل بن کے آئے ہیں وہ طٰہٰ بن کے نکلیں گے

معراج جسمانی:

سامعین محترم! اب ترجمہ یہ بنا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے خاص بندے کو...... اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ زید کا دوست کراچی سے آیا

اور اس نے کہا کہ زید صاحب مجھے ذرا گھنٹہ گھر کی سیر کرالاؤ۔ تو بتایئے زید اپنے دوست کو کیا کہے گا؟..... یہی کہے گا کہ چلو میں تمہیں سیر کروالاتا ہوں۔

اب بتایئے سیر کرنے زید کے دوست کی روح ہی جائے گی یا روح مع الجسم؟

..... یقیناً روح مع الجسم ہی جائے گا۔

اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے روح مع الجسم کے سیر کرائی۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ جسم ثقیل کیسے آسمان کو عبور کر سکتا ہے۔ درمیان میں کرۂ ناری بھی ہے وغیرہ وغیرہ تو آیئے میں آپ کو قرآن وحدیث سے یہ بات سمجھا دوں۔

جنت سے زمین پر:

دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اماں حوا علیہا السلام کے ساتھ جنت میں رکھا اور جب انہوں نے دانہ تناول فرمالیا تو پھر فرمایا:

قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَّلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ. (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۶)

”اور ہم نے فرمایا: اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانہ ہے وقت مقررہ تک۔“

اب بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے بتایئے درمیان میں وہی کرۂ ناری نا اور وہی آسمان ہیں کہ نہیں۔

زمین سے آسمان پر:

سنیئے: عیسائیوں نے مشہور کر دیا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے یا سولی چڑھا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

"وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا:"
(پ ٦ سورۃ النساء آیت نمبر ١٥٧-١٥٨)
"یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور وہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔"
آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر موجود ہیں۔

زمین سے آسمان پر:

اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق فرمایا:
"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا." (پ ١٦ سورۃ مریم آیت نمبر ٥٦-٥٧)
"اور ذکر فرمایئے کتاب میں (ادریس) علیہ السلام کا بے شک وہ بڑے راستباز نبی علیہ السلام تھے اور ہم نے بلند کیا تھا ان کو بڑے اونچے مقام تک۔"
معلوم ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام بھی آسمانوں پر موجود ہیں:
حضرات محترم! ذرا غور کیجئے اگر

حضرت آدم علیہ السلام — آسمانوں سے زمین پر آسکتے ہیں۔
حضرت ادریس علیہ السلام — زمین سے آسمانوں پر جاسکتے ہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام — زمین سے آسمان پر جاسکتے ہیں۔

تو پھر:
میرے آقا ﷺ لامکاں تک کیوں نہیں جاسکتے؟
حالانکہ

آدم علیہ السلام مقتدی — میرے آقا ﷺ امام
ادریس علیہ السلام مقتدی — میرے آقا ﷺ امام

عیسیٰ علیہ السلام مقتدی   میرے آقا ﷺ امام

تو جب مقتدی آسماں پر جا بھی سکتے ہیں۔ آ بھی سکتے ہیں۔ تو ان کا امام کیوں جا آ نہیں سکتا؟

آسمانوں ہی پر سب نبی رہ گئے
عرش اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی ﷺ
جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی ﷺ
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ!

(صلی اللہ علیہ وسلم)

پتہ چلا کہ آسمانوں پر جانا یا آسمانوں سے آنا محال نہیں ہے۔

اب تو سائنس دانوں نے چاند پر پہنچ کر دکھا دیا ہے مگر ملاں ابھی اسی چکر میں پھنسا ہوا ہے کہ آ سکتا نہیں۔ جا سکتا نہیں۔

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ. لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ. فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ.

(پ۳۰ سورۃ انشقاق آیت نمبر: ۲۰۔۱۹۔۱۸)

"اور قسم ہے چاند کی جب وہ ماہ کامل بن جائے البتہ ضرور بالضرور سواری کرو گے تم ایک مدار سے دوسرے مدار پر مگر کیا ہوگیا انہیں یہ ایمان نہیں لاتے۔"

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ:

حضرات گرامی! غور کیجئے!

لَتَرْكَبُنَّ صیغہ جمع مذکر حاضر لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ کا ہے کہ وہ ایک مدار

سے دوسرے مدار پر چڑھنے والے کم از کم تین ہوں گے کیونکہ عربی میں دو سے اوپر پر جمع بولی جاتی ہے اور مدار زمین و آسمان کے کنارے کو کہا گیا کہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر تم چلے جاؤ گے مگر لوگ ایمان نہ لائیں گے۔

تو جو قوم ان انبیاء کا آسمانوں پر جانا تسلیم نہیں کرتی وہ ان انگریزوں کا جانا کیسے تسلیم کر لے۔

لیکن تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ یہ واقعہ قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال قبل بیان کر دیا تھا۔ اور وہ بھی دو تاکیدوں کے ساتھ اگر کوئی کہے کہ طبق کا معنی تم نے غلط کیا ہے تو وہ مصباح اللغات ص ۵۰۵ پر ملاحظہ کرے طبق کا معنی سطح زمین۔ طبق کا معنی پردہ۔

تو ترجمہ یہ بنا کہ

''تم البتہ ضرور بالضرور ایک سطح سے دوسری سطح تک جاؤ گے۔''

یا یہ کہ

''تم البتہ ضرور بالضرور ایک پردے سے دوسرے پردے تک جاؤ گے۔''

اب ہر سطح اپنے نیچے والوں کے لیے ایک مدار ہے پتہ چلا کہ ایک مدار سے دوسرے مدار تک جانا مراد ہے۔

اب ترجمہ یہ ہوا:

''تم البتہ ضرور بالضرور (دو سے زیادہ آدمی) چڑھو گے ایک مدار سے دوسرے مدار تک مستقبل میں لیکن لوگ اسے تسلیم نہیں کریں گے۔''

اب واقعتہً یہی کیفیت ہمارے ساتھ ہوئی کہ جانے والے زمین سے کئے۔ سوار ہو کر گئے اور دو سے زیادہ گئے اور دوسرے مدار میں گئے لیکن لوگ اسے تسلیم نہیں کرتے۔

اگر تسلیم کر لیں تو آسمانوں پر جانے کا امکان ثابت ہو جائے گا۔

اسی لیے سرے سے انکار کرتے ہیں۔

مگر خداوند قدوس نے انسان کو یہ طاقت دے کر پھر اسے اس کا مشاہدہ کروا کر ثابت فرما دیا کہ اگر ایک بے ایمان شخص یہ خلائی سفر کر کے چاند تک پہنچ سکتا ہے تو مدینہ کا چاند علیہ السلام بھی لامکاں تک پہنچ سکتا ہے مگر فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ کے مصداق اسے کیسے تسلیم کر سکتے ہیں۔

کرۂ ناری:

رہی بات کرۂ ناری کی کہ اسے انسان عبور کر نہیں سکتا اگر کر لے تو جل جائے گا۔ میں کہتا ہوں پاگلو۔

اپنی عقل کا علاج کسی اہل نظر سے کراؤ۔

پھر قرآن پڑھوتو۔

تمہیں پتہ چل جائے گا کہ آگ تو ان اہل اللہ کو جلا ہی نہیں سکتی بلکہ ان پر گلزار ہو جایا کرتی ہے۔

ملاحظہ ہو جب کہ

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق!

تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو خطاب فرما کر ارشاد فرمایا:

"قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ."

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۹)

"ہم نے فرمایا: اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ابراہیم (علیہ السلام) پر۔"

حضرات سامعین!

اگر ابراہیم علیہ السلام کو آگ نہ جلا سکی۔

تو ابراہیم علیہ السلام کے آقا ﷺ کو بھی آگ نہ جلا سکی۔

اگر ابراہیم علیہ السلام پر آگ　　　　گلزار ہوگئی
تو ابراہیم علیہ السلام کے آقا ﷺ پر کرۂ ناری　　　　گلزار ہوگیا

فرمایا:
پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات اپنے بندے کو سیر کرائی۔

لَیۡلاً نکرہ ہے:

مگر کیا ساری رات سیر ہوتی رہی۔
نہیں بلکہ فرمایا: "لَیۡلاً"
رات کے قلیل ترین حصہ میں کیونکہ لَیۡلاً نکرہ ہے اور اس پر تنوین بھی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ
"اَلتَّنۡوِیۡنُ لِلتَّقۡلِیۡلِ."
تنوین قلت کا فائدہ دیتی ہے اور تنوین ہو نکرہ پر تو معنی یہ بنا کہ "رات کے قلیل ترین حصہ میں" سیر کرائی یعنی آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے اور تشریف لے بھی آئے۔ شاعر کہتا ہے کہ

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

حضرات گرامی!
لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ رات کے قلیل ترین حصہ میں اتنا طویل و عریض سفر کیسے ہوسکتا ہے اور پھر واپسی پر زنجیر ہل رہی ہو۔
بستر گرم ہو اور پانی بھی چل رہا ہو۔
ان سے پوچھئے کہ مولانا
بتائیے قیامت کا دن کتنا طویل ہوگا۔

یوم قیامت کی طوالت:

گرامی سامعین! یہ یوم وہ ہے کہ جس دن ساری نسل انسانی کا حساب کتاب لیا جائے گا۔ لیکن کتنی مدت میں۔

سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ."

(پ۲۹ سورۃ المعارج آیت نمبر۴)

''ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

اس کا اختصار:

"قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا اَطْوَلُ هٰذَا الْيَوْمَ."

نبی کریم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ دن تو بہت طویل ہوگا۔ جس کا طول پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنْ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا."

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ دن مومن کے لیے بڑا مختصر کردیا جائے گا یہاں تک کہ جتنا وقت اس دنیا میں فرض نماز کے ادا کرنے میں لگتا ہے اس سے بھی مختصر معلوم ہوگا۔''

(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۳۶۰)

حضرات گرامی!

دن ایک ہی ہے۔

وقت ایک سا ہی ہے۔

مدت ایک سی ہی ہے۔

مگر بے ایمانوں کے لیے پچاس ہزار سال کا دن اور ایمان والوں کے لیے چند لمحوں میں بدل جائے گا اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ اس کا مشاہدہ کریں گے۔

اگر خداوند عالم اتنا طویل دن اتنے مختصر وقت میں بند فرما سکتا ہے تو اتنا طویل سفر بھی چند سیکنڈ میں کروا سکتا ہے وہ ہر چاہت پر قادر ہے کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ

"اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ." (پ۲۹ سورۃ الملک آیت نمبر۱)

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

حضرت سلیمان علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ."

(پ۲۲ سورۃ السباء آیت نمبر۱۲)

"اور ہم نے مسخر کر دی سلیمان کے لیے ہوا اس کی صبح کی منزل ایک ماہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی ہوتی۔"

جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی وسیع و عریض مملکت کے دورے پر جاتے تو آپ کے تخت کو ہوا اپنے کندھوں پر اٹھا کر بڑی سرعت سے روانہ ہو جاتی اور وہ بڑی تیز رفتاری سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے۔ صبح کے وقت وہ اتنا سفر کر لیتے جتنا ایک سوار سریع السیر گھوڑے پر ایک ماہ میں طے کرتا۔ اسی طرح شام کے وقت بھی۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۱۱۵)

یعنی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک ماہ کا سفر صبح سے دو پہر تک اور اسی طرح ایک ماہ کا سفر دو پہر سے شام تک فرما لیتے تو اگر سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر ہو سکتی ہے اور ایک ماہ کا سفر آدھے دن میں اور دو ماہ کا پورے دن میں ختم ہو سکتا ہے تو سلیمان کے آقا علیہ السلام بھی چند لمحوں میں سفر معراج فرما سکتے ہیں۔

؎ زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

حضرت عزیر علیہ السلام:

حضرات گرامی! حضرت عزیر علیہ السلام سو سال تک سوتے رہے جب انہیں بیدار کر کے پوچھا گیا کہ

"قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ." (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۹)

"فرمایا: کتنی دیر یہاں ٹھہرے رہے ہو عرض کیا ٹھہرا ہوں گا۔ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا نہیں بلکہ ٹھہرا رہا ہے تو سو سال۔"

حضرات محترم!

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ اگر جان نکال لی جائے تو انسان اسی حالت میں سو سال تک رہ سکتا ہے۔ جس حالت میں جان نکالی گئی۔ جب جان ڈالو گے تو وہ وہیں سے آگے چلے گا جہاں سے رکا تھا۔

گھڑی کی مثال:

علماء کرام نے گھڑی کی مثال دی ہے کہ اس کی چابی نکال دو تو سوئیاں کھڑی ہو جائیں گی۔ اگر ہزار سال کے بعد بھی چابی ڈالو گے تو سوئیاں وہیں سے چلیں گی جہاں رک گئی تھیں۔

اسی طرح جان کائنات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جب اس کائنات ارضی سے سفر

معراج پر تشریف لے گئے تو ہر چیز جہاں تھی وہیں رک گئی اور جب واپس تشریف لائے تو جہاں جو چیز رکی تھی، وہیں سے چل پڑی۔

؎ زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ:

ابتدائے سیر کہاں سے ہوئی۔

فرمایا: مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. مسجد حرام سے۔

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان اور مسجد حرام کی مشترکہ دیوار ہے۔ اسی مکان میں حضور علیہ السلام آرام فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

"أَنَا بَيْنَ النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ."

"میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا۔"

"أَنَا فِي الْحَطِيْمِ."

میں حطیم میں تھا۔

عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ۔ حجر اسود کے پاس۔

عِنْدَ الْحَرَمِ. حرم شریف کے پاس۔

یہ تمام مقامات حضرت ام ہانی کے گھر کے ساتھ ہی تھے اس لیے احادیث مبارکہ میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کو بیجایا حضور ﷺ نے:

حضور علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی میں سوائے غزوات اور حج کے کوئی شب اپنے بیت مبارک سے باہر نہ گزاری، آج حضور ﷺ اپنے مکان پاک کو چھوڑ کر حضرت ام ہانی کے گھر کیوں تشریف لے گئے؟ ...... اس لیے کہ حضور علیہ السلام کو

معلوم تھا کہ اللہ کریم اس قانون کو نافذ فرمانے والا ہے کہ

"لَا تَدْخُلُوا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ."

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۳)

"نہ داخل ہونا نبی کے گھروں میں بجز اس کے کہ وہ تمہیں اجازت دیں۔"

مگر آج جبرائیل علیہ السلام نے تمام عمر میں پہلی اور آخری مرتبہ بغیر اجازت داخل ہونا تھا اس لیے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا تا کہ جبرائیل علیہ السلام اس قانون کی گرفت میں نہ آ جائے۔ لہٰذا وہاں آرام فرماتے تو سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام یہ پیغام خداوندی لے کر حاضر ہوئے۔

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَآئِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

(نزہت المجالس جلد ثانی ص ۷۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے یا رسول اللہ۔"

ہوئے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر
پیام حق سنایا جارہا ہے
شب معراج محبوب خدا کو
ہوا دے کر جگایا جا رہا ہے

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى:

مسجد حرام سے سفر شروع فرمایا اور منتہائے سفر کیا ہے۔

"اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِىْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ."

"مسجد اقصیٰ تک وہ مسجد اقصیٰ جس کے اردگرد ہم نے برکت فرمائی۔"

یعنی سیر کی انتہا مسجد اقصیٰ تھی اور پھر وہاں سے اگلا آسمانی سفر شروع ہونا تھا۔ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام محو انتظار تھے جو اپنی اپنی قبروں کو چھوڑ کر

مسجد اقصیٰ میں پہنچے تھے۔

مسجد اقصیٰ کے فضائل:

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"اَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ."

"یہ مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے۔ جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھ دی ہے۔"

کیا مسجد کے اندر برکت نہ رکھی تھی؟

ضرور رکھی تھی مگر اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اندر کی برکات کو تو تمام لوگ تسلیم کریں گے مگر اردگرد کی برکات کو ایک قوم تسلیم نہ کرے گی۔ کیونکہ مسجد اقصیٰ کے اردگرد ستر ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

اس لیے فرمایا:

"اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ."

پھر اس کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ الْاَقْصٰی لِلصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی فِیْہِ الْخَمْسَ الْمَفْرُوْضَۃَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْ اُمُّہٗ."

(المعراج مصنفہ حضرت افتخار ملت علیہ الرحمۃ ص ۱۰۲)

"جو شخص بھی مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہو اور وہ اس میں پانچ فرضی نمازیں پڑھ لے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ اس کی ماں نے اسے آج جنا ہے۔"

"وَمَنْ ذَارَ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ شَوْقًا اِلَیْہِ زَارَہٗ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ فِی الْجَنَّۃِ."

''جس نے بیت المقدس کی شوق کے ساتھ زیارت کی تو جنت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس کی زیارت کریں گے۔''

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں:

''مَنْ مَّاتَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ جَاذَ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ.''

''جو بھی بیت المقدس میں فوت ہوا وہ پل صراط سے بجلی کی تیزی کی طرح گزر جائے گا۔''

''اِنَّ اللّٰهَ بَابًا مَفْتُوْحًا مِنْ سَمَآءِ الدُّنْيَا اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَيَنْزِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ اَتٰى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَصَلّٰى فِيْهِ.''

''اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کا ایک دروازہ بیت المقدس کی طرف کھول رکھا ہے جس سے ہر روز ستر ہزار فرشتہ بیت المقدس میں آ کر نماز پڑھنے والے کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔''

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ ذَارَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ مُحْتَسِبًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِيْدٍ.''

''جو بھی ایمان واحتساب کے ساتھ بیت المقدس کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک ہزار شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے۔''

(تمام مضمون المعراج مصنفہ حضرت افتخار ملت رحمتہ اللہ علیہ ص ۱۰۲۔۱۰۳)

اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ:

حضرات گرامی یہ ہے مفہوم
''اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ''

مسجد اقصیٰ وہ ہے جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔
اس مسجد پر سیر کی انتہا ہوئی۔

لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا:

"لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا"

تا کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، ضمیر غائب کا مرجع وہ عبد ہے جسے سیر کرائی گئی اور یہ سیر کی غرض و غایت ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا:

آیات کبریٰ:

"لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى" (پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۱۸)
"یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

آیات کبریٰ کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں کہ

"وَالْمُرَادُ بِالْاٰيٰتِ الْعَجَائِبِ الْمَلَكُوْتِيَةِ الَّتِيْ رَاٰهَا فِيْ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ فِيْ مَسِيْرِهٖ وَعَوْدِهٖ مِنَ الْبُرَاقِ وَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالسِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَجَنَّةُ الْمَاْوٰى." (تفسیر مظہری)

یعنی آیات کبریٰ سے مراد عالم ملکوت کی وہ عجیب و غریب چیزیں ہیں جن کا مشاہدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر معراج پر جاتے ہوئے اور واپسی کے دوران کیا جیسے براق سماوات انبیاء فرشتے سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ وغیرہا۔" (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۲۵)

حضور ﷺ خود آیت کبریٰ ہیں:

میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام سے بڑی اللہ تعالیٰ کی اور کوئی آیت نہیں۔
حضور علیہ السلام کے بالمقابل ان آیات کبریٰ کی کبریت کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ

حضور ﷺ انبیاء کے بھی	امام
حضور ﷺ سماوات کے بھی	امام
حضور ﷺ ملائکہ کے بھی	امام
حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ کے بھی	امام
حضور ﷺ جنت الماویٰ کے بھی	امام (صلی اللہ علیہ وسلم)

لہٰذا سب سے بڑی آیت تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر نتیجہ یہ نکلا کہ آیت کبریٰ نے آیت کبریٰ کو دیکھا۔ اب حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی آیت اللہ ہو تو حضور اسے ملاحظہ فرمائیں تو اس سے پتہ چلا کہ خود رب کریم کو ملاحظہ فرمایا: کیونکہ اس کائنات میں

سب سے بڑا	مصطفیٰ ﷺ
مصطفیٰ ﷺ سے بڑا	خود خدا

لہٰذا جب اتنے قریب ہوئے کہ جیسے دو کمانیں قریب ہو جاتی ہیں تو دیدار جمال الٰہی فرمایا:

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

"رَئَیْتَ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ" (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۱۵۵)

"میں نے اپنے رب کو بڑی احسن صورت میں دیکھا۔"

تو جب آمنے سامنے ہوئے تو

خدا نے دیکھا	مصطفیٰ ﷺ کو
مصطفیٰ نے دیکھا	خدا کو
اللہ نے دیکھا	من اللہ کو
مِنَ اللّٰہِ نے دیکھا	اللہ کو
اللہ نے دیکھا	وجہہ اللہ کو اور

وجہ اللہ نے دیکھا   اللہ کو

مومن شیشہ ہے مومن کا:

کیونکہ اللہ فرماتا ہے میں مومن ہوں

''اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ''

(پ ۲۸ سورۃ الحشر آیت آخری سے پہلی)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مومن ہوں اور ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ

''اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ،''

''مومن دوسرے مومن کا شیشہ ہے۔''

لہٰذا حضور ﷺ آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ سے اپنا آپ دیکھا جاتا ہے۔

اقبالؒ فرماتے ہیں:

مصطفیٰ ﷺ آئینہ روئے خدا!
منعکس در وے ہمہ خوئے خدا

رخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اللہ بھی مومن۔

حضور ﷺ بھی مومن۔

مومن شیشہ ہے مومن کا۔

لہٰذا حضور ﷺ نے اس شیشے میں اپنا حسن دیکھا اور اللہ کریم نے اس شیشے میں اپنا حسن دیکھا۔

خدا کو مصطفیٰ ﷺ میں اپنا آپ اور مصطفیٰ ﷺ کو خدا میں اپنا آپ نظر آیا۔

پھر کہا حق نے جلوہ میرا دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے، دیکھنے کا مزا آج کی رات ہے

اب کبھی یہ دیکھتے تھے اسے اور وہ دیکھتا تھا انہیں اور یہ بصیر تھے اس کے اور وہ بصیر تھا ان کا اسی طرح یہ بات کرتے تو وہ سنتا اور وہ بات کرتا تو یہ سنتے یہ سمیع تھا ان کا اور وہ سمیع تھے اس کے، اس لیے فرمایا:

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ:

"اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ"

"بے شک وہی سمیع و بصیر ہے۔"

علماء نے لکھا کہ ہو ضمیر کا مرجع ذات خداوندی بھی ہوسکتا ہے۔ اور ذات مصطفوی بھی بلکہ حضور ﷺ کو اگر مرجع ضمیر تسلیم کیا جائے تو زیادہ انسب ہے کیونکہ قانون ہے کہ مرجع انسب واعلیٰ وہی ہوتا ہے جو قریب ہو اور لِنُرِیَهٗ کی ضمیر حضور کی طرف راجع ہے اور یہی اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ کے زیادہ قریب ہے۔

اگر انسان سمیع و بصیر ہوسکتا ہے تو حضور علیہ السلام تو بطریق اولیٰ ہو سکتے ہیں، ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا۔

"فَجَعَلۡنٰهُ سَمِیۡعًا بَصِیۡرًا." (پ ۲۹ سورۃ الدھر آیت نمبر ۲)

"پس ہم نے بنا دیا ہے اس کو سمیع و بصیر۔"

اگر اس طرح نہیں تو اس طرح ہی مان لو کہ حضور ﷺ نے آیات کبریٰ کو ملاحظہ فرمایا: کیونکہ یہ نص قطعی ہے۔

"وَلَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِ الۡکُبۡرٰی." (پ ۲۷ سورۃ والنجم آیت نمبر ۱۸)

"اور البتہ تحقیق انہوں نے دیکھا اپنے رب کی آیات کبریٰ کو۔"

تو اس دیکھنے کے لحاظ سے وہ بصیر ہیں۔

اسی سورۃ النجم میں فرمایا:

"فَاَوۡحٰی اِلٰی عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰی." (پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۱۰)

"پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عبد خاص کی طرف جو وحی کی۔"

اللہ تعالیٰ نے جو کلام فرمایا: اسے اللہ کے حبیب ﷺ نے سنا۔ لہٰذا وہ سمیع ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ سمیع و بصیر سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام اس ذات سمیع و بصیر کے مظہر کامل بھی ہیں۔ اس لیے بھی سمیع و بصیر ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

محمد ﷺ مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا!
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

وہ بھی اور یہ بھی:

وہ بھی واحد	یہ بھی واحد
وہ خدائی میں واحد	یہ مصطفائی میں واحد

اور جس نے اس سے نسبت پیدا کر لی وہ بھی واحد چنانچہ

ابوبکرؓ بھی واحد	صداقت میں
عمرؓ بھی واحد	عدالت میں
عثمانؓ بھی واحد	سخاوت میں
علیؓ بھی واحد	شجاعت میں
حسنؓ بھی واحد	ریاضت میں
حسینؓ بھی واحد	شہادت میں
فاطمہؓ بھی واحد	عصمت میں
عائشہؓ بھی واحد	طہارت میں

وہ ایسے حسین یکتا ہیں اللہ رے شان یکتائی!
جس وصف کو ان سے نسبت ہو وہ وصف بھی یکتا ہو جائے

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

دوسرا خطبہ

فلسفہ معراج النبی

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین حضرات!

ہر فعل کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔

ہر کام کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔

عقلندوں کا ایک مقولہ ہے کہ

"فِعْلُ الْحَكِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ"

حکیم کا کوئی فعل حکمت سے اور دانا کا کوئی کام دانائی سے خالی نہیں ہوا کرتا تو جو سارے حکیموں کا حکیم اور سارے داناؤں کا دانا ہے اس کا اپنے حبیب کریم کو حکمت کے بغیر اتنا طویل وعریض سفر کرانا محالات سے ہے کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ

اللہ حکمت والا ہے:

”وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.“

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۲)

”اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بے شک اللہ ہی غالب ہے اور حکمت والا۔“

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات گرامی حکیم ہے۔ لہٰذا اس کا بھی کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔

ثابت ہوا کہ معراج النبی ﷺ کی بھی کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی۔ ایک حکمت تو میں نے پچھلے جمعۃ المبارک میں بیان کی تھی کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

پہلی حکمت:

”لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا.“ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱)

”تاکہ ہم اسے (حضور علیہ السلام کو) دکھائیں اپنی نشانیوں میں سے۔“

حضرات محترم!

اس آیت کریمہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض نشانیاں دکھائیں اور بعض نہ دکھائیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ آیت کریمہ میں صرف رویت کا ذکر ہے اور رویت ایک حصہ ہے۔ سفر معراج کا اور اس سیر کا کچھ تعلق رویت سے ہے۔ کچھ کا سماعت سے، کچھ کا افہام سے۔

لہٰذا چونکہ یہاں رویت کا ذکر ہے۔ سماعت کا یا فہامت کا ذکر نہیں اور رویت کا ذکر سیر کا بعض حصہ ہے۔ اس لیے مطلب یہی ہوگا کہ ہم نے تمام نشانیوں میں سے دیکھنے والی نشانیوں کے لیے سفر کرایا اور باقی سماعی افہامی آیات اور تمام تر نشانیاں سیر کے ساتھ ساتھ ضمن میں آ ہی گئیں۔

سب سے بڑی بات رویت باری تعالیٰ ہے۔ میں نے پچھلے جمعہ کو ترمذی جلد ثانی ص ۱۵۵ کے حوالہ سے حضور علیہ السلام کی رویت باری تعالیٰ کا ثبوت پیش کیا تھا تو جب ذات باری کو ہی دیکھ لیا۔ پیچھے کیا رہ گیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود

دوسری حکمت:

حضرات محترم، معراج کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ
عالم ارواح تھا کہ خالق کائنات نے ایک مرتبہ فرمایا:
جبرائیل علیہ السلام!
عرض کی لَبَّیْکَ یَا جَلِیْلُ۔
کیا حکم ہے۔
فرمایا: میں نے آج ایک جلسہ کرنا ہے۔
ہاں ہاں شانِ رسالت کا یہ جلسہ جس میں تقریر میں خود فرماؤں گا۔ اور سامعین تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔
سوائے انبیائے کرام کے اس جلسہ میں کوئی اور نہیں آئے گا۔ اور سوائے میرے اور کوئی تقریر نہ کرے گا۔
جاؤ اور سارے انبیاء کرام کو دعوت دے دو کہ وہ اس جلسہ میں ضرور شریک ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام کا اعلان:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو یہ اعلان فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام۔

ابھی ابھی اسی مقام پر عظیم الشان جلسہ شان رسالت ﷺ منعقد ہوگا۔ اس میں خود حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ، شان رسالت ﷺ کے عظیم و رفیع موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔ آپ حضرات سے التماس ہے کہ تمام انبیاء کرام ہمہ تن گوش ہو کر خطاب مستطاب کو سماع فرمائیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تقریر شروع فرمائی۔ جیسے جیسے تقریر ہوتی رہی لوح محفوظ میں قرآن کریم کی صورت میں ریکارڈ ہوتی رہی۔

اس طرح پوری تقریر ریکارڈ ہو کر ہم تک پہنچ گئی۔

خطاب باری تعالیٰ:

انبیاء کرام کا مجمع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا: قرآن کریم نے نقشہ کھینچا کہ

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ"

"اور یاد کیجئے اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پکا وعدہ لیا کہ جب تمہیں کتاب وحکمت دیدی جائے۔"

اے گروہ انبیاء علیہم السلام مجھ سے وعدہ کرو یہ وعدہ پکا وعدہ ہو کہ جب تم نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لیے نبوتوں اور کتابوں سے سرفراز کر دیئے جاؤ تو پھر تم اپنی نبوت و کتاب کے مطابق لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدایت دے رہے ہو تمہاری نبوتوں کا دور شباب ہو تمہارے کلمے پڑھے جا رہے ہوں۔ تمہاری شریعتیں لاگو ہو چکی ہوں لوگ تمہیں اپنا ملجی و ماوی تسلیم کر چکے ہوں تو ایسے وقت اور ایسے دور شباب میں میرا محبوب علیہ السلام تمہارے پاس تشریف لے آئے۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

پھر آ جائے تمہارے پاس عظمت و شان والا ایسا رسول کہ جو تمہاری نبوتوں اور کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو تو وعدہ کرو میرے ساتھ کہ

"لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ"

''البتہ ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور ضرور تم اس کی مدد کرو گے۔

یہ خطاب فرمانے کے بعد فرمایا:

''قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ."

''فرمایا: کہ تم نے اقرار کر لیا اور اٹھالیا تم نے اسپر میرا بھاری ذمہ۔''

سب نے عرض کیا:

''قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ."

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر۸۱)

''سب بولے ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا تم گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔''

وعدۂ باری تعالیٰ و وعدۂ انبیاء علیہم السلام:

حضرات محترم!

اس تقریر میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے وعدہ فرمایا: کہ

''ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ."

تم سب کے پاس میرا محبوب علیہ السلام ضرور تشریف لائے گا۔

اور سب انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ فرمایا کہ جب تیرا محبوب ہم میں تشریف لائے گا تو

''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ'' کے مطابق ہم ضرور ضرور اس محبوب پر ایمان لائیں گے اور اس رسول اعظم ﷺ کی مدد بھی فرمائیں گے۔

اللہ ان پر اور یہ اللہ پر گواہ بھی ہو گئے۔

ادھر انبیاء محو انتظار رہے کہ وعدہ کے مطابق حضور علیہ السلام ہمارے پاس

تشریف لائیں گے، کیونکہ ہمارے ساتھ اللہ کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ

"ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ."

ادھر امت مصطفویہ ﷺ کو فرمایا:

"لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ." (پ ۱۱ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

"البتہ تحقیق آ گیا تمہارے پاس تم میں سے بڑی عظمت وشان والا رسول۔"

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں منتظر رہے کہ کب حضور علیہ السلام جلوہ فرما ہوں اور ہم اپنا وعدہ پورا کریں۔

حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی اور بارگاہ رب العزت میں عرض کیا:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ." (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۳)

"اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول ﷺ انہیں میں سے۔"

یا الہ العالمین، اب اسے بھیج دے ہم محوِ انتظار ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی نبی علیہ السلام کے عصر ظاہرہ میں حضور ﷺ کو مبعوث نہ فرمایا: اور انہیں محوِ انتظار رکھا۔

ہم میں مبعوث فرما دیا۔

اب ہم ان سے بروز محشر یہ کہہ سکتے تھے کہ اے انبیاء کرام تمہارے ساتھ تو وعدہ کیا اور تم میں محبوب ﷺ کو مبعوث نہ فرمایا۔

ہمارے ساتھ وعدہ نہ تھا مگر ہم میں انہیں مبعوث فرما دیا تو یہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے عرض کر سکتے تھے کہ

اے مولا! ہم تو تیرے نبی علیہ السلام ہیں اور نبی علیہ السلام بہر حال امتی سے افضل ہوا کرتے ہیں اور تو اپنے نبیوں کو محروم تو نہیں فرماتا۔ اگر کل قیامت کے میدان میں امت مصطفویہ ﷺ ہمیں یہ کہے کہ دیکھو تمہارے ساتھ وعدہ تھا مگر تم میں اللہ نے اس

رسول اعظم ﷺ کو نہ بھیجا اور ہمارے ساتھ وعدہ نہ تھا مگر ہم گنہگاروں میں بھیج دیا تو اس سے ہمارا ناموس نبوت برقرار نہ رہے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے وعدے کبھی بدلتے نہیں...... فرمایا:

"لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ" (پ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۴)

"نہیں بدلتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں۔"

تو ناموس رسالت ﷺ کو برقرار رکھنے اور اپنا وعدہ پورا فرمانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات مقرر فرمادی اور فرمایا:

اے نبیو، رسولو!

لو میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب تم اپنا وعدہ پورا کرو۔

انبیائے کرام علیہم السلام نے سرکار ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ کر اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

اللہ کا وعدہ تھا کہ

"ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ."

پھر میرا رسول تم میں تشریف لائے گا۔ چنانچہ سب کو مسجد اقصیٰ جمع فرما کے سرکارؐ کو مسجد اقصیٰ میں جلوہ آراء کیا گیا اور انبیاء کرام کو فرمایا گیا۔ اَب دیکھ لو کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ

"لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ."

تم میں میرا محبوب ﷺ تشریف لے آیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا وعدہ تھا کہ "لتؤمنن به"

ہم ضرور ایمان لائیں گے اس رسول ﷺ پر جب انہوں نے نماز سرکار علیہ السلام کے پیچھے پڑھی اور نماز کی التحیات میں پڑھا۔

"اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ."

تو سرکار کی رسالت پر گواہی دے کر وہ ایمان لے آئے اور ان کا وعدہ بھی پورا ہوگیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

؎ نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرعیاں ہو معنی اول آخر!
ہیں دست بستہ وہ پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

تیسری حکمت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ." (پ۲۸ سورۃ الصف آیت نمبر۹)

"وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ غالب کردے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند ہو یہ مشرکین کو۔"

حضرات گرامی!

توجہ فرمایئے، اللہ تعالیٰ اپنی عظمت وکبریائی کا بیان فرمارہا ہے کہ

ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ:

"وہی تو ہے جس نے بھیجا۔"

یعنی کہ میں وہ صانع کامل ہوں جس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسی مصنوع کو رسول بنا کر بھیجا۔

ہر صانع اپنی مصنوعات سے پہچانا جاتا ہے اور جب اسے اپنا صنعتی تعارف مقصود ہو تو وہ اپنی سب سے اچھی مصنوع بطور نمونہ پیش کر کے کہتا ہے کہ میں وہ کاریگر ہوں جس نے اس مصنوع کو بنایا۔

بلاتشبیہ ومثال اللہ کریم جل وعلا شانہ، اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث

فرما کر اپنی قدرت کاملہ اور صنعت مکملہ کا اظہار فرما رہا ہے کہ دیکھو اس محبوب کی طرف۔

میں وہ قادر مطلق اور صانع کامل ہوں جس نے ایسا محبوب بنایا کہ اسے دیکھو تو اس کی عظمت و شان سے اندازہ ہو جائے گا۔ اس کا صانع کتنا عظمت و شان والا ہوگا۔

؎ وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

فرمایا:

میں بھیجنے والا	یہ بھیجا ہوا
مجھے دیکھنا ہو تو	اسے دیکھو
اسے دیکھو گے تو	مجھے ہی دیکھو گے۔

کیونکہ یہ میرا ہی جلوہ ہے۔

میرے حسن کا آئینہ ہے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

؎ اس پہ گواہ هُوَ الَّذِیْ شیشہ حق نما نبی
دیکھ لو جلوۂ نبی شیشہ چار یار میں!

رَسُوْلَهٗ:

''اپنے رسول کو'' رسول مضاف اور ہ، ضمیر مضاف الیہ ہے مرکب اضافی ہے جس کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی کہ اس عظمت و شان والے رسول کو خاص میں ہی بھیجنے والا ہوں اور یہ میرا بھیجا ہوا رسول خاص ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ دوسرے رسل کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے ہی بھیجا تھا اس میں آپ کی تخصیص کیوں؟

تو بارگاہِ لَمْ یَزَلْ سے جواب آتا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی رسول نہ ہوتا۔ اسی

کی خاطر تو سارے رسول بھیجے ہیں تا کہ وہ اپنے اپنے وقت میں اس کی عظمت و شان کے ڈنکے بجاتے رہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
فیض ہستی کی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

یہ خاص رسول ہے کیونکہ یہ برق غضب بن کر باطل کو خاکستر کرنے نہیں آیا بلکہ ابر رحمت بن کر اپنے اخلاق مجسم سے دنیا کو ہدایت کے جام پلانے آیا ہے۔

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ."

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔"

یہ سراپا رحمت ہے مجھے اس پر فخر ہے کہ اس سراپا رحمت اور مجسم اخلاق کا بھیجنے والا میں ہوں۔

میں نے اس کو بھیجا ہے۔

بِالْهُدٰى:

"ہدایت کے ساتھ" ساری نسل انسانی کے لیے تا قیام قیامت یہ ہادی بن کر تشریف لایا ہے۔ اب اگر اس سے تصور ہدایت مفقود ہو جائے تو پھر اور کہاں سے ملے۔

معلم خدائی کا وہ بن کے آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہدایت تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ اگر رسول ﷺ کے پاس ہدایت ہوتی تو اپنے چچا کو ہدایت دیتے؟

قرآن کہتا ہے:

"اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ." (پ۲۰ سورۃ القصص آیت نمبر ۵۶)

"بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند فرمائیں۔"

تو پتہ چلا ہدایت نبی ﷺ کے قبضہ میں نہیں، صرف اللہ کے ہی قبضہ میں ہے۔

ہدایت کے دو (۲) معانی ہیں:

حضرات! ان جاہلوں کو یہ معلوم نہیں کہ دو معانی ہیں ہدایت کے

حضرت علامہ تفتازانی علیہ الرحمتہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب شرح تہذیب میں لکھتے ہیں کہ ہدایت کے دو معنی ہیں۔

۱— اراءۃ الطریق.

۲— ایصال الی المطلوب.

اراءَۃُ الطَّرِیْق:

"رستہ دکھانا۔"

سو جتنی آیات میں حضور علیہ السلام کو ہادی فرمایا گیا ہے وہ انہیں معانی کے ساتھ ہے۔ مثلاً

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ."

(پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۵۲)

''اور بلاشبہ آپ رہنمائی فرماتے ہیں، صراط مستقیم کی طرف۔''

''وَاِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ.''

(پ۱۸ سوۃ المومنون آیت نمبر۷۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ آپ ہادی ہیں اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔

اَيۡصَالِ اِلَى الۡمَطۡلُوۡبِ:

''مطلوب تک پہنچانا۔''

سو جتنی آیات میں لَاتَهۡدِىۡ ہے وہاں یہی معنی مراد ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے ذمہ صرف ''ارائۃ الطریق'' ہے۔''اِيۡصَالِ اِلَى الۡمَطۡلُوۡبِ'' اللہ کی مرضی ہے وہ فرمائے یا نہ فرمائے۔

اسی لیے مفسرین نے معترضین کی پیش کردہ آیت کی یہ تصریح فرمائی ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ چاہتے ہیں کہ تمام کائنات مسلمان ہو جائے تو آپ کا کام صرف راستہ دکھانا ہے۔

رہا مطلوب تک پہنچانا تو وہ ہماری مرضی ہے۔ ہم پہنچائیں یا نہ پہنچائیں، اس لیے آپ اپنی رحمت کی بنا پر سب کو راستہ دکھاتے رہیے۔ کیونکہ آپ عالمین کے لیے رحمت ہیں۔

بایں وجہ سب کو مستفیض فرماتے رہیے۔

جیسے بارش رحمت کی برستی ہے ہر جگہ پر برستی ہے لیکن اچھی زمین پر برستی ہے تو اس سے پھول اگتے ہیں، خوشبو آتی ہے، بری جگہ پر برستی ہے، تو اس سے بدبو آتی ہے۔ جس میں بارش کا کوئی نقص نہیں ہوتا بلکہ اس جگہ میں بارش سے مستفید ہونے کی صلاحیت نہیں ہوتی اسی طرح سرکار ﷺ کی ہدایت و رحمت کی بارش ہر مقام پر برستی ہے۔

مگر اس سے مستفید صرف وہی ہوتے ہیں جن کے قلوب و اذہان اچھے اور پاکیزہ ہیں، دوسرے لوگ اس سے مستفید نہیں ہوسکتے کیونکہ ان کے قلوب و اذہان میں مستفید ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ محروم رہتے ہیں۔

اب دیکھیے قرآن کریم تو ہادی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ.'' (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

''ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا۔ قرآن یہ راہ حق دکھاتا ہے لوگوں کو اور روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی۔''

''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ.''

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲)

''یہ ذیشان کتاب ذرا شک نہیں اس میں یہ ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لیے۔''

مگر یہی قرآن پاک فرماتا ہے:

''يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ.''

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶)

''گمراہ کرتا ہے اللہ (اس قرآن سے) بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے بہتیروں کو اور نہیں گمراہ کرتا اس سے مگر نافرمانوں کو۔''

معلوم ہوا نافرمانوں کو تو اللہ بھی۔

قرآن بھی، حضور بھی،

ہدایت نہیں دیتے، کیونکہ ان کے اندر وہ قلب مطمئنہ نہیں جو ہدایت قبول کرے۔ اس میں حضور ﷺ کے ہادی ہونے پر کوئی نقص وحرج نہیں ہوسکتی۔ حضور

ﷺ کی ہدایت ورحمت کی بارش تو ان منافقین پر بھی برس رہی ہے۔

رہی بات یہ کہ اس آیت سے یہ مفہوم مراد لینا حضور ﷺ اپنے چچا کو ہدایت نہ دے سکے تو یہ بات اسی آیت کی تفسیر بالرائے کے مترادف ہے کیونکہ آیت کے سیاق وسباق عبارۃ النص، دلالت النص اقتضاء النص اور اشارۃُ النص سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

ویسے بھی سرکار دو عالم ﷺ نے تو ان کو تبلیغ فرما کر اپنی "ارائۃ الطریق" کی ذمہ داری پوری فرمادی۔ لہٰذا وہ ایمان بھی لے آئے تھے۔

یہ ایک طویل مضمون ہے بخوف طوالت اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ صرف مفسر قرآن ضیاء الامت، حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب، علیہ الرحمتہ نے اس آیت کے تحت جو کچھ لکھا ہے نذر سامعین کرتا ہوں۔

ملاحظہ ہو پیر صاحب لکھتے ہیں کہ

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کا آخری وقت آ پہنچا تو حضور ﷺ نے جا کر کہا:

چچا تم صرف اتنا کہہ دو "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ" تا کہ میں اپنے رب سے تیری شفاعت کرسکوں، لیکن انہوں نے ایسا کہنے سے انکار کردیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے یہ بات بھی مروی ہے کہ آخری وقت میں حضرت ابوطالب کے ہونٹ ہل رہے تھے۔

ایمان ابو طالب:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ، نے کان لگا کر سنا۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا کیا کہہ رہے تھے تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ وہی کہہ رہے تھے جس کا آپ نے ان سے مطالبہ فرمایا تھا۔ (سیرت ابن ہشام)

اگر کوئی تسلیم نہیں کرتا:

لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایتیں، اس روایت سے زیادہ قابل اعتبار ہوں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ معاوضہ ہماری طرف سے نہیں دیا جانا چاہیے کہ ہم منبروں پر کھڑے ہو کر اپنا سارا زور بیان ان کو کافر ثابت کرنے اور ان کو کافر کہنے اور کہتے چلے جانے پر ہی صرف کرتے رہیں اس سے بڑھ کر ناشکری اور احسان فراموشی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی کا فرمان:

"مَسْئَلَةُ اِسْلَامِهٖ اِخْتِلَافِيَّةٌ...... ثُمَّ اِنَّهٗ عَلَى الْقَوْلِ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ لَايَنْبَغِيْ سَبَّهٗ وَالتَّكَلُّمُ فِيْهِ بِفَضُوْلِ الْكَلَامِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يَتَاَذّٰى بِهِ الْعَلَوِيُّوْنَ بَلْ لَّا يَبْعُدُ مِمَّا يَتَاَذّٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَطَقَتْ بِهِ الْاٰيَةُ بِنَاءٌ عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ بِحُبِّهٖ اِيَّاهُ وَالْاِحْتِيَاطُ لَايَخْفٰى عَلٰى ذِيْ فَهْمٍ."

"حضرت ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی ہے۔ جو لوگ ان کے ایمان کے قائل نہیں، انہیں یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت ابو طالب پر سب کریں اور ان کے بارے میں فضول کلام نہ کریں۔ کیونکہ اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد کو اذیت پہنچتی ہے۔ بلکہ کوئی بعید نہیں کہ اس سے حضور علیہ السلام کو بھی اذیت پہنچتی ہو۔ حضور علیہ السلام کی ان سے خصوصی محبت کی وجہ سے اور احتیاط اس مقام پر کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں۔" (تفسیر ضیاء القرآن، جلد سوئم ص ۵۰۰)

حضرات سامعین!

حضرت آلوسی کا قول آپ نے سنا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ سرکار علیہ السلام کو ایذا رسانی ایسا جرم شنیع ہے کہ جس کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ موذی رسول کو لعنتی قرار دیتا ہے۔

ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا." (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

"بے شک وہ لوگ جو ایذاء پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو لعنت کرتا ہے۔ اللہ ان پر دنیا و آخرت میں اور اس نے ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

چنانچہ ثابت ہوا کہ یہ آیت کریمہ جسے معترضین نے پیش کرنے کی مذموم جسارت کی ہے نہ تو ہدایت رسول کو مانع ہے اور نہ ہی اس کا تعلق ایمان ابو طالب سے ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہدایت رسول ﷺ کا معنی ہے۔

"ارائة الطريق" یعنی کہ راستہ کی رہنمائی کرنا۔

یہی عقیدہ ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا

عقیدۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

چنانچہ شب ہجرت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے رات کے اندھیرے میں کسی یہ پوچھنے والے (کہ یہ شخص تمہارے ساتھ کون ہے) کے جواب میں فرمایا:

"هذا رجل يهديني." (الریاض النضرہ جلد اوّل ص)

"یہ وہ شخص ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے۔"

یعنی حضور علیہ السلام اس راہ کے ہادی ہیں وہ مجھے ہدایت راہ فرماتے ہیں تو میں ان کے فرمودہ راستہ پر چلتا ہوں۔ پتہ چلا کہ ہدایت کا معنی ہے راستہ دکھانا۔ فرمایا:

"هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی."

(پ۲۸ سورۃ الصف آیت نمبر۶۱)

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔
راہ دکھانے والا بنا کر بھیجا۔"

اب راہ وہی دکھا سکتا ہے جو خود پہلے اس راہ سے واقف ہو۔

اوراس نے منزل تک پہنچنے کے سب راستے اور منزل کو ملاحظہ کیا ہو۔ حضور علیہ السلام راہ حق کی رہنمائی فرماتے ہیں تو اگر آپ نے حق اور حق تک پہنچنے والے تمام راستوں کو ملاحظہ فرمایا ہوگا تو رہنمائی فرمائیں گے۔ اسی لیے شب معراج حق تعالیٰ نے اپنا اور اپنے تک پہنچنے والے تمام راستوں کا مشاہدہ کروانے کے لیے مقرر فرمادی اور جب حضور ﷺ نے یہ مشاہدہ فرمالیا تو

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا."

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر۴۵)

"اے غیب کی خبریں دینے والے یقیناً ہم نے آپ کو مشاہدہ فرمانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اورحضور علیہ السلام نے مشاہدۂ ذات باری تعالیٰ کا اعلان یوں فرمایا:

"رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ."(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۱۵۵)

وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ:

"اور دین حق کے ساتھ۔"

یعنی اپنے محبوب کو ہادی اور دین حق کا معلم و مبلغ بنا کر بھیجا۔

کیوں؟

کس لیے؟

''تا کہ وہ غالب کردے اس دین حق کو تمام دینوں پر۔''

یعنی کہ مخاصمت کی سبیل پر نہیں بلکہ ایسی سبیل کہ جس پر سب دین جمع ہو جائیں اور تمام شریعتیں اس میں ایسے ہی آ جائیں، جیسے سمندر میں قطرات آ جاتے ہیں۔

جب قطرات سمندر میں آ جائیں تو ان کی اپنی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور ان کی شناخت گم ہو جاتی ہے۔

حالانکہ ان کا وجود اس سمندر میں موجود ہوتا ہے۔ جیسے ستارے آسمان پر موجود ہوتے ہیں مگر سورج کے طلوع ہونے پر نظر نہیں آتے۔ اسی طرح سب دین موجود بھی ہوں گے۔

مگر دین مصطفویہ ﷺ کے سامنے نظر نہیں آئیں گے اور ان کی اپنی شناخت ختم ہو جائے گی اور ان سب کا وجود دین مصطفویہ ﷺ کے اندر موجود رہے گا کیونکہ وہ اجزا تھے اور یہ دین ان سب اجزاء کا مجموعہ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں!
شمع وہ لے کے آیا ہمارا نبی ﷺ

دین کامل ہو گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.'' (پ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳)

''آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین۔''

فلسفہ معراج:

حضور علیہ السلام کی شب معراج مسجد اقصیٰ میں امامت انبیاء اسی کا اظہار تھا کہ نماز دین محبوب ﷺ کی۔ امام خود محبوب ﷺ۔

تمام ادیان کے رہنماؤں نے حضور کی اقتداء میں نماز پڑھ کر اسی بات کا اظہار کیا کہ دینِ مصطفیٰ ﷺ دینِ کامل ہے۔ اور مصطفیٰ ﷺ امام کامل ہے۔

یہ جامع و خاتم ادیان ہے اب تا قیام قیامت اسی کا دین چلے گا اور اسی کی ختم نبوت حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جلوہ گر ہوں گے تو اسی کی نبوت اور دین کی پیروی کریں گے۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ:

''خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک۔''

یعنی حضور علیہ السلام کا تمام انبیاء کی امامت کروانا اور دین مصطفیٰ ﷺ کا سب ادیان پر غالب ہونا اگرچہ مشرکوں کو اچھا نہ لگے۔

اگرچہ وہ اس معراج جسمانی اور نماز کی امامت اور غلبہ دین حق کا انکار ہی کریں، پھر بھی ہم نے اسے بھیجا ہے اور ہم اس (محبوب ﷺ) کی شان بلند کرتے ہی رہیں گے۔

پانچویں حکمت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

''يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا'' (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۵)

''اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔''

حضور علیہ السلام ذات باری۔ جنت۔ ملائکہ۔ وغیرہ کے گواہ ہیں اور گواہی اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک گواہ چشم دید نہ ہو۔

مثلاً میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جسے سن کر آپ اندازہ فرمائیں گے کہ گواہی چشم دید گواہ کی کامل ہوتی ہے۔

ماہ شعبان المعظم کی انتیس تاریخ تھی۔

رمضان المبارک کا چاند نظر آنے یا نہ آنے کا شور وغوغا تھا۔

علماء کرام اپنی اپنی جگہ رویت ہلال کی عینی شرعی گواہی کے لیے دو شاہد و عادل حضرات کے منتظر تھے۔

میں بھی اپنے مقام پر بیٹھا تھا اسی بات کا منتظر کہ شریعت کے مطابق دو گواہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کی گواہی دیں تو میں لاؤڈ سپیکر میں اعلان کروں کہ چاند نظر آ گیا ہے۔

لہٰذا نماز تراویح ادا کی جائے گی۔

نمازی حضرات جلدی مسجد میں پہنچیں۔

اچانک ایک آدمی بالغ عاقل شریعت کا پابند آیا اور اس نے کہا۔

''مولانا چاند نظر آ گیا ہے، میں گواہی دیتا ہوں۔''

میں نے عرض کیا حضور آپ گواہی دیتے ہیں تو فرمایئے آپ نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے؟

اس نے کہا:

''نہیں مولانا میں نے تو کسی سے سنا ہے کہ چاند نظر آ گیا ہے۔''

میں نے اعلان نہ کیا اور پھر منتظر رہا کہ شاید کوئی شرعی وعینی گواہی مل جائے۔

ایک اور صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بھی وہی کچھ فرمایا:

جو پہلے صاحب نے کہا تھا۔

تب میں اعلان کرنے کے لیے اٹھا ہی تھا کہ آواز آئی۔

''مولانا ٹھہریے ابھی اعلان نہ کیجیے۔''

وہ میرے استاد محترم تھے۔

میں نے عرض کیا، کیوں نہ کروں؟ فرمایا:

''اس لیے کہ ابھی شرعی عینی گواہی میسر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شہادت جس پر آپ اعلان کر رہے ہیں۔ سماعی ہے۔ عینی نہیں ہے۔''

عشاء کی اذان کے وقت پھر ایک صاحب نے گواہی دی اور کہا کہ چاند نظر آ گیا ہے۔

تقریباً عشاء کی نماز تک بیسیوں آدمی آئے اور گواہی دیتے رہے کہ چاند نظر آ گیا ہے۔

سب سے پوچھا آپ نے چاند کو دیکھا ہے۔

سب نے کہا نہیں، بلکہ کسی سے سنا ہے۔

اب اس قدر شہادتوں کے بعد بھی میں اعلان نہ کر سکا کیوں کہ وہی آواز پھر آئی۔ ''رکیے مولانا۔'' کیوں؟

میں نے کہا: اب تو بیسیوں شہادتیں مل چکی ہیں۔

اب اعلان کیوں نہ کروں؟

آواز آئی: اس لیے کہ اب تک شہادت عینی میسر نہیں ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ

''سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا.'' (بخاری اول ص ۲۵)

میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم خود چاند دیکھو تو روزہ

رکھو اور خود دیکھو تو افطار کرو۔

اسی طرح ترمذی شریف میں بھی ہے کہ

"صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا بِرُؤْيَتِهٖ."

(ترمذی شریف جلد اول ص ۸۷)

لہٰذا آپ بغیر دیکھے اعلان نہیں کر سکتے خواہ آدھی رات سے زیادہ گزر جائے۔

لہٰذا انتظار کرو شاید وہ گواہ آ جائے جس نے اپنی آنکھوں سے چاند کو دیکھا ہو؟

تھوڑی دیر گزری؟

دو آدمی باشرع تشریف لائے اور انہوں نے کہا۔

"مولانا اعلان کیجئے، ماہ رمضان اور نماز تراویح کا۔"

میں نے کہا؟...... کیوں! کہا:

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے۔"

میں نے پوچھا:

"کیا تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

کہا: "جی ہاں، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

میں اٹھا اور اعلان کر دیا۔

"حضرات چاند نظر آنے کی عینی اور شرعی گواہی مل گئی ہے۔ لہٰذا اب شہادت کی تکمیل ہو چکی ہے۔ آئیے اور نماز تراویح ادا کریں۔"

بلاتشبیہ و مثال ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء کرام علیہم السلام نے گواہی دی۔

"لوگو اللہ ایک ہے۔"

قوم نے پوچھا: کیا آپ نے دیکھا ہے؟

آپ جو گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ ایک ہے تو گواہی عینی معتبر ہوتی ہے کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے؟

جواب آتا نہیں۔
ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

قوم موسیٰ علیہ السلام کا مطالبہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ
لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۵)
''ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تم پر جب تک ہم دیکھ نہ لیں گے۔ اللہ کو ظاہر۔''
موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:
یا اللہ یہ قوم تجھے دیکھنا چاہتی ہے۔
اس کے بغیر ایمان لانے پر راضی نہیں۔
فرمایا: پیارے کلیم ان میں سے بندوں کو چن کر کوہ طور پر لے آؤ۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے ستر (۷۰) ہزار پھر سات (۷) ہزار پھر سات (۷) سو۔ اور پھر ان میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کو چنا اور ان کو ساتھ لے کر کوہ طور پر حاضر ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام کی درخواست:

عرض کیا: باری تعالیٰ ان ستر آدمیوں کو ساتھ لے آیا ہوں۔ لہٰذا اب ہمیں اپنا مشاہدہ کروا۔
قرآن کریم اس واقعہ کو نقل فرماتا ہے کہ عرض کیا۔
''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ.'' (پ ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)
اے میرے ربّ! مجھے دیکھنے کی قوت دے تا کہ تجھے دیکھ سکوں۔
؎ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں!
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

اللہ کریم کا جواب:

جواب آیا، اے کلیم اللہ

"لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ."

(پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

"تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے، البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف۔"

نکتہ:

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نہیں دکھاتا۔

کیونکہ اگر یہ فرماتا تو پندرہویں صدی کے بے دین ملاؤں کو یہ دلیل مل جاتی کہ دیکھو پیغمبر کو جھڑک دیا اور دعا قبول نہ کی۔

اس لیے فرمایا: اے کلیم علیہ السلام میں تری دعا کو قبول کرتا ہوں اور تجھے اپنا جمال مشاہدہ کرواتا ہوں، مگر تیری آنکھ میرے جمال کی متحمل نہ ہو سکے گی، اس لیے پہاڑ کی طرف دیکھو وہاں میری تجلی کا ظہور ہوگا۔

وہ اپنا جلوہ اولیاء اکرامؒ سے بھی دکھا سکتا ہے:

بے دین ملاں بتا اگر وہ اپنا جلوہ پہاڑ سے دکھا سکتا ہے تو اولیاء کرام سے کیوں نہیں دکھا سکتا۔

سچ فرمایا: مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے کہ

پیر کامل صورت ظل الٰہ!
یعنی دید پیر دید کبریا

فرمایا:

اے میرے کلیم علیہ السلام پہاڑ کی طرف دیکھو۔

"فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ."(پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

"اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو ضرور تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔"

حضرت کلیم اللہ نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو رب نے تجلی فرمائی۔

قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ

"فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا."

(پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

"پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر۔"

تین (۳) کام ہوئے:

نور صفاتی کی ایک معمولی تجلی سے تین (۳) کام ہوئے۔

۱- پہاڑ ہلا۔

۲- بشر مرا۔

۳- موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوئے۔

پتہ چلا پیغمبر عام آدمی کی مثل نہیں ہوا کرتے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" ہوتے تو جیسے دوسرے ستر مر گئے وہ بھی مر جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔

آپ مرے نہیں بلکہ بے ہوش ہو گئے پتہ چل گیا۔

صفاتی نور کی تجلی کو دیکھ کر مرنے والے بشر ہوتے ہیں۔

صفاتی نور کی تجلی برداشت کرنے والے پیغمبر علیہ السلام ہوتے ہیں۔

اور

صفاتی نور کی تجلی کو دیکھ کر بیہوش ہو جانیوالا کلیم اللہ علیہ السلام ہے۔

ذاتی نور کو دیکھ کر آنکھ نہ جھپکنے والا حبیب اللہ ﷺ ہے۔

جب حضرت کلیم اللہ ہوش میں آئے تو دیکھا۔ اردگرد ارواح انبیاء علیہم السلام بھی یہ تقاضہ کر رہی ہیں کہ اَرِنِیْ. اَرِنِیْ اَرِنِیْ.

ہمیں بھی دکھا۔

ہمیں بھی دکھا۔

ہمیں بھی دکھا۔

قریب ایک سفید پتھر پڑا ہوا ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے۔

"یَا مُوْسٰی لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ."

"اے موسیٰ مال یتیم کے قریب نہ جاؤ۔"

عرض کیا: یا اللہ!

میں سمجھا نہیں کہ یہ یتیم کون ہے اور مال سے مراد کیا ہے؟

فرمایا: یتیم سے مراد حضرت آمنہؓ کا در یتیم میرا محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اور مال سے مراد یہ خواہش ہے کہ جو تم نے کی ہے۔

ادھر تمام انبیاء بھی یہی خواہش کر رہے ہیں، لیکن سنو!

نہ تیری آنکھ دیکھے اور نہ چشم انبیاء علیہ السلام دیکھے
مجھے دیکھے تو اے موسیٰ علیہ السلام نگاہ مصطفےٰ ﷺ دیکھے

الغرض!

قوم موسیٰ علیہ السلام کو بھی جواب نفی میں ملا۔

"عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ." ہر نبی علیہ السلام کی قوم نے یہی سوال کیا اور جواب نفی میں پایا۔

ابراہیم علیہ السلام کی درخواست:

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا مولا

"رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی، قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی."

(پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

اور یاد کیجئے جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے

اے میرے پروردگار تو دکھا مجھ کو کہ تو کیسے مردے زندہ فرماتا ہے۔
فرمایا کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے۔
عرض کیا کیوں نہیں۔
اے مولیٰ اگر مجھے اس پر یقین نہ ہوتا تو میں نمرود کے بھرے دربار میں یہ کیوں کہتا کہ

"رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِی وَ یُمِیْتُ." (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۸)
"کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔"
لہٰذا اس پر ایمان تو میرا ہے۔
فرمایا: پھر سوال کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا:
"وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ." (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)
"تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔"

اور عاشق صادق محب کامل کا دل تب مطمئن ہوتا ہے جب اسے دیدار محبوب اور وصل معشوق ہو جائے تو گویا کہ عرض کیا مولا

ایمان تو میرا ہے کہ تو مردے زندہ فرماتا ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ عزرائیل علیہ السلام تیرے حکم سے موت دیتے ہیں مگر میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو خود (بے واسطہ کے) مردے کیسے زندہ فرماتا ہے تاکہ جب تو خود میرے سامنے مردے زندہ فرمائے تو تیرا میں دیدار کرلوں اور جب میں تجھے دیکھ لوں گا تو میرا دل مطمئن ہو جائے گا۔

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کے ہاتھ سے مردے زندہ کروائے لیکن دیدار نہ بخشا گویا یہی انہیں بھی فرمایا کہ

نہ تیری آنکھ دیکھے اور نہ چشم انبیاء علیہم السلام دیکھے
مجھے دیکھے تو اے پیارے نگاہ مصطفےٰ ﷺ دیکھے!

اس لیے اللہ تعالیٰ نے شب معراج حضور ﷺ کو اپنے پاس بلوایا کہ اے پیارے محبوب ﷺ آؤ اور اپنے سر کی آنکھوں سے میرا جمال فرمالو۔ تاکہ جب قوم آپ سے پوچھے کہ کیا آپ نے اللہ کو دیکھا ہے۔

تو آپ بے دھڑک فرماؤ ہاں دیکھا ہے۔ اس طرح شہادت عینی سے شہادت کی تکمیل ہو جائے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے قوم اللہ ایک ہے۔

قوم نے کہا کیا آپ نے دیکھا ہے۔ فرمایا ہاں

"رَئَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ." (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۱۵۵)

"میں نے اپنے رب کو بڑی احسن صورت میں دیکھا۔"

اور پھر اعلان باری تعالیٰ ہو گیا کہ

"یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا."

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۵)

"اے محبوب ﷺ بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ فرمانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

انداز خطیبانہ:

افتخار ملت شہنشاہ خطابت میرے مخدوم و محترم حضرت قبلہ صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

"میں نے عالم تصور میں ایک عیسائی سے پوچھا۔

خدا ہے؟

اس نے کہا	جی ہاں ہے۔
میں نے پوچھا	آپ نے دیکھا؟
اس نے کہا	جی نہیں۔
پوچھا:	تو پھر آپ کو کیسے اس کا پتہ چلا؟

اس نے کہا: میں نے اپنے پادری سے سنا ہے کہ خدا ہے۔

میں اس پادری کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا۔

اے پادری صاحب

خدا ہے؟

کہا جی ہاں ہے۔

پوچھا آپ نے دیکھا؟

کہاں جی نہیں

پوچھا پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

کہا میں نے اپنے پوپ سے سنا کہ خدا ہے۔

میں اس پوپ کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا۔

اے پوپ صاحب

خدا ہے؟

کہا جی ہاں ہے۔

پوچھا آپ نے اسے دیکھا؟

کہا جی نہیں

پوچھا پھر آپ کو کیسے اس کا علم ہوا؟

کہا: مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پتہ چلا کہ خدا ہے۔

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا۔

خدا ہے؟

فرمایا ہاں ہے۔

عرض کیا حضور آپ نے دیکھا ہے۔

فرمایا نہیں

عرض کیا پھر آپ کو کیسے پتہ چلا کہ خدا ہے۔
فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا خدا ہے۔
اسی طرح میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس حاضر ہو کر پوچھتا رہا۔
خدا ہے؟
جواب ملا ہاں ہے۔
پوچھا آپ نے دیکھا ہے؟
جواب ملا نہیں
پوچھا پھر آپ کو کیسے پتہ چلا؟
جواب ملا جبرائیل علیہ السلام سے
وہ کہتا ہے خدا ہے تو ہم بھی کہتے ہیں خدا ہے۔
میں نہایت عاجزی اور فروتنی سے اپنے آقا امام الانبیاء علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں پہنچا اور عرض کیا آقا ﷺ
خدا ہے؟
فرمایا ہاں ہے۔
عرض کیا آپ نے دیکھا ہے۔
فرمایا ہاں میں نے دیکھا ہے۔
"رَئَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٌ"(مشکوٰۃ شریف ص ۶۹، ۷۰)
"میں نے اپنے رب کو بڑی احسن صورۃ میں دیکھا ہے۔"
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بول اٹھے

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

اور حضرت اکبر وارثی نے فرمایا:

اور نبیوں کا یہ مرتبہ ہی نہیں!
عرش اعظم پہ کوئی گیا ہی نہیں
ایسا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں!
جیسا رتبہ تیرا آج کی رات ہے

ختم نبوت کا فلسفہ:

لہٰذا اب گواہی کی تکمیل ہوگئی۔

ہمارے آقا ﷺ و مولا اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ آئے اور اس کے بعد اب کسی گواہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔

اسی لیے نبوت آپ پر ختم ہوگئی۔

نبی تو تب آئے جب کسی اور گواہی کی ضرورت ہو۔

جب عدالت ختم۔

گواہی ختم۔

دعویٰ توحید ثابت۔

اب کوئی گواہ کیونکر آئے۔

اور اگر کوئی اپنے آنے کا اعلان کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ کذاب ہے، دجال ہے کیونکہ قرآن کریم نے فرمایا:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ." (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر۴۰)

"نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔"

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: نبوت کے مکان کی پہلی اینٹ حضرت آدم علیہ السلام تھے اور آخری اینٹ میں ہوں۔ (بخاری)

میرے بعد کوئی نبی ﷺ نہیں ہے۔

؎ فتح باب نبوت پہ روشن درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

پانچویں حکمت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ." (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر۲۵۳)

"یہ سب رسول ہم نے فضیلت دی ہے (ان میں سے) بعض کو بعض پر ان میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ اور بلند کئے ان میں سے بعض کے درجے۔"

حضرات گرامی!

تمام انبیائے کرام اور جملہ رسل عظام صاحبان کمالات وفضائل ہیں پھر ان میں سے بعض افضل اور پھر ان میں اللہ کے ساتھ کلام کرنے والے اور پھر ان سے بھی افضل۔

ہمارے آقا و مولا جو کہ تمام انبیاء سے افضل ہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

؎ خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ!
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

حضرات محترم!

نفس نبوت و رسالت میں سب انبیاء رسل برابر ہیں مگر بعض خصوصیات کی وجہ

سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

مثلاً فرمایا:

مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ

ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا۔

اور وہ کون ہیں؟......فرمایا:

"وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا." (پ ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۶۴)

اور کلام فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے خاص کلام۔

شانِ کلیم اللہ علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے ڈائریکٹ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا:

کیونکہ اس آیت میں لفظ تکلیما مصدر ہے۔

اور مصدر کا ذکر یہاں تاکید اور رفع احتمال مجاز کے لیے ہے یعنی کہ کوئی یہ نہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو موسیٰ علیہ السلام سے بذریعہ فرشتہ ہوئی اور کلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجازی ہے بلکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے بغیر فرشتہ کے ان کے ساتھ براہ راست کلام فرمایا۔

بڑی فضیلت و شان ہے مگر فرمایا:

"وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ."

''اور بلند کئے ان میں سے بعض کے درجے۔''

یعنی کہ جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ کلام سے نوازا ان کو مقام مخصوص درجہ عالیہ ورافعہ عطا فرمایا:

اسی طرح ہم نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اپنی نوازشات کی بدولت ایک دوسرے سے بلند و مخصوص مقامات عطا فرمائے۔

اسی طرح جیسے ایک دوسرے پر فضائل عطا فرمائے تو سب کو ان کی شان کے مطابق معراج بھی کروائے۔

دو چار مثالیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

آدم علیہ السلام کا معراج:

حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا:

پیارے آدم علیہ السلام!

جی یا اللہ۔

تمہارے ساتھ ملاقات کرنی ہے۔

مولا: میں حاضر ہوں۔

فرمایا: علیحدہ کرنی ہے۔

یا اللہ: پھر کیا حکم ہے۔

فرمایا:

"يَاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۵)

"اے آدم علیہ السلام رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں۔"

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی معراج جنت میں ہوئی۔

ابراہیم علیہ السلام کا معراج:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا:

پیارے ابراہیم علیہ السلام۔

جی یا اللہ!

تمہارے ساتھ ملاقات کرنی ہے۔

مولا مین حاضر ہوں۔

فرمایا: علیحدگی چاہیئے۔

یا اللہ! پھر کیا حکم ہے۔

فرمایا: تم آگ میں آجاؤ۔

جب یہ آگ میں گئے تو حکم فرمادیا۔

"یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ."

(پ۱۷ سورۃ انبیاء آیت نمبر ۶۹)

اسماعیل علیہ السلام کا معراج:

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا:

پیارے اسماعیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرنی ہے۔

یا اللہ میں حاضر ہوں۔

فرمایا: علیحدگی میں کرنی ہے۔

یا اللہ! حکم۔

فرمایا چھری کے نیچے آجاؤ۔

فرمایا:

"فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ." (پ۲۳ سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۰۳)

"پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کردیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔"

چنانچہ وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو معراج ہوئی۔

حضرت یونس علیہ السلام کی ملاقات:

حضرت یونس علیہ السلام کو فرمایا:

پیارے یونس علیہ السلام۔

یا اللہ! حکم۔

تم سے ملاقات کرنی ہے۔

یا اللہ! حاضر ہوں۔
علیحدگی میں کرنی ہے۔
یا اللہ فرما۔ •
فرمایا: مچھلی کے پیٹ میں آ جاؤ۔
چنانچہ وہ مچھلی کے پیٹ میں آ گئے۔
اللہ فرماتا ہے:
"وَذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا."
اور یاد کرو ذالنون (مچھلی والے) کو جب وہ چلا یا غضبناک ہو کر۔
چنانچہ مچھلی کے پیٹ میں ان سے ملاقات کر کے انہیں معراج کروائی۔
غرضیکہ ہر نبی علیہ السلام کو اس کی شان کے مطابق معراج کرایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو	جنت میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو	نارِ نمرود میں
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو	چھری کے نیچے
حضرت یونس علیہ السلام کو	مچھلی کے پیٹ میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو	کوہ طور پر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو	چوتھے آسمان پر

جب محبوب کی باری آئی تو فرمایا:

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے:

محبوب ہر نبی کو ہم نے اس کی شان کے مطابق معراج کرایا اور اس سے ہم نے ملاقات فرمائی۔
پیارے محبوب تم سے بھی ملاقات کرنی ہے اور خفیہ میں کرنی ہے۔
عرض کی مولا!

آدم علیہ السلام سے جنت میں ملاقات فرمائی۔
کوئی سنے نہ سنے جنت کے پتے تو سنتے تھے۔
ابراہیم علیہ السلام سے نارِ نمرود میں ملاقات فرمائی۔
کوئی سنے نہ سنے آگ تو سنتی تھی۔
اسماعیل علیہ السلام سے چھری اور رسہ کے نیچے ملاقات فرمائی۔
چھری اور رسہ تو سنتا تھا۔
یہ تخلیہ نہ ہوا۔
تنہائی نہ ہوئی۔
راز و نیاز تو تب ہو سکتے ہیں کہ جب یا تو ہو یا میں ہوں اور بس فرمایا محبوب۔

تم نہ جنت میں	آؤ۔
نہ نارِ نمرود میں	آؤ۔
نہ چھری کے نیچے	آؤ۔
نہ مچھلی کے پیٹ میں	آؤ۔
نہ کوہ طور پر	آؤ۔
نہ چوتھے آسمان پر	آؤ۔

بلکہ تم وہاں آؤ جہاں، یہاں، وہاں، کہاں ہے ہی نہیں۔
نہ کوئی سمت۔
نہ کوئی جگہ۔
نہ کوئی مکاں نہ کوئی زماں۔

؎ آنجا کہ جائے نیست تو آنجار سیدہ ای
آں را کہ کس نہ دید توآں رابدیدہ ای!

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ نے نقشہ کھینچا۔

آپ فرماتے ہیں۔

سراغ ایں و متیٰ کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا!!
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

فرمایا: ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی۔ بعض کے ساتھ کلام فرمایا اور بعض اس سے بھی درجہ میں بڑھ گئے کہ ان کے ساتھ کلام ہی نہیں فرمایا بلکہ انہیں اپنے حسن و جمال کا بے حجاب مشاہدہ کروایا۔

اللہ اللہ شہہ کونین جلالت تیری:

حضرات گرامی!

سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر زمین پر اور دو آسمان پر ہوا کرتے ہیں، میرے بھی ہیں۔

"فَاَمَّا وَزِیْرَ ایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلَ وَاَمَّا وَزِیْرَ ایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ۔"

"میرے آسمانی وزیر جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام اور میرے زمینی وزیر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔"

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۰۹)

سرکار علیہ السلام کی حکومت کا ایک صوبہ عرش ہے اور دوسرا فرش۔

اللہ اللہ شہہ کونین جلالت تیری!
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

چھٹی حکمت:

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

محبوب زمین کے صوبے میں تو آپ جلوہ افروز رہتے ہی ہیں، آؤ اور معراج کی شب اپنا دوسرا صوبہ آسمان و عرش بھی دیکھ جاؤ اور عرشیوں کو بھی اپنے حسن لازوال

کے دیدار سے مشرف فرما جاؤ۔

ساتویں حکمت:

سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے اعلان توحید فرمایا۔
کفار نے پتھر مارے۔
راستے میں کانٹے بچھائے۔
سارے محلّہ کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے حضور ﷺ پر ڈالا۔
اوجھ نماز پڑھتے ہوئے سرکار ﷺ پر پھینکی۔
مظالم کے پہاڑ توڑے۔
حتیٰ کہ حضرت ابو طالب سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو روک لو اور کہہ دو کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا نہ کہے ورنہ ہم یہ فیصلہ خود کرلیں گے۔ حضرت ابو طالب نے آپ کو بلایا اور کہا:

؎ بلایا آپ کو نرمی سے بولے جان عم دیکھو
تمہیں لازم ہے ڈالو اس چچا پر بار کم دیکھو
تم اپنے دین کی تلقین کو رہنے دو جانے دو
بڑھاپے میں ہماری شان پر دھبہ نہ آنے دو
میں بوڑھا ہوں اکیلا کل عرب سے لڑ نہیں سکتا
میں اڑ بھی جاؤں تو سارا قبیلہ اڑ نہیں سکتا

سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے جب چچا کی یہ بات سنی تو فرمایا:

؎ قسم اللہ کی سارا جہاں بھی ہو اگر دشمن
یہ سب شیطان کے ساتھی بڑھیں ہو کر بہ شر دشمن
جفا و ظلم کی آندھی چلے طوفان آ جائیں
مٹانے کو میرے شداد اور ہامان آ جائیں

میں سچا ہوں تو بس میرے لیے میرا خدا بس ہے
کسی امداد کی حاجت نہیں اس کی رضا بس ہے
خدا کے کام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا
یہ بت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

حضرت ابو طالب نے یہ جواب سن کر عرض کیا۔

کہا اے جان عم میں اب کسی سے ڈر نہیں سکتا!
جہاں میں کوئی تیرا بال بیکا کر نہیں سکتا!

ادھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غم خواری کیا کرتیں مگر ایک ہی سال میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت ابو طالب کا وصال ہو گیا۔ سرکار ﷺ کو بہت غم ہوا۔ اس سال کا نام عام الحزن رکھ دیا گیا۔

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان توحید نے ایوان باطل میں کھلبلی مچا دی تو سرداران عرب نے بچے سرکار ﷺ کے پیچھے لگا دیئے پتھر برسائے گئے۔

سرکار ﷺ کو اس بات کا غم ہوا کہ میں تو انہیں ایک خدا کی طرف بلاتا ہوں اور یہ مجھے پتھر مارتے ہیں۔

حضرت امیر حمزہؓ کا اسلام لانا:

ایک دن ابو جہل نے سرکار ﷺ کو سر بازار مارا۔

حضرت امیر حمزہ کو پتہ چلا تو ننگی تلوار لے کر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور کہا بھتیجے بتا تجھے کس نے مارا ہے۔ میں اس سے بدلہ لوں گا۔

فرمایا: چچا جان میرے کان سے منہ لگا کر کلمہ پڑھ لو میں سمجھوں گا مجھے بدلہ مل گیا۔

ادھر محبوب دکھوں میں بھی تبلیغ توحید و رسالت فرما رہا تھا کہ ادھر اللہ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام...... وہ دیکھو۔

؎ جانی یار نوں کافراں دکھ دتے
دے تسلیاں دل پر چاؤ ناں ایں
جو وی مال خزانڑا کول میرے
کملی والے دی جھولی وچہ پاؤنا ایں!

جاؤ میرے محبوب ﷺ کو بلا کر لاؤ۔

میں خود اس پر دست رحمت رکھوں گا اور اسے تسلیاں خود دوں گا۔ اسے اپنی امت کا غم ستاتا رہتا ہے۔ میں آج امت کی بخشش کا پروانہ اسے دے کر راضی کروں گا اور وعدہ کروں گا کہ آپ کی امت کو بخش دیا جائے گا۔

؎ تمہیں امت کا غم ہے بخش دیں گے وعدہ کرتے ہیں!
محمد ﷺ ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے!

آؤ آؤ محبوب ﷺ۔

امت کے گناہ تو تم نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ آؤ میری رحمت کے خزانے بھی ملاحظہ فرما جاؤ۔ تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ امت کے گناہ زیادہ ہیں یا میری رحمت کے خزانے۔

اور آؤ آؤ جنت و جہنم پل صراط ہر چیز کا مشاہدہ فرمالو تا کہ کل قیامت کے میدان میں گنہگاروں کی بلا کسی خوف کے شفاعت فرما سکو۔

تمہیں حوض کوثر بھی دکھا دوں۔

اے محبوب ﷺ جس سے تیری امت کو سیراب کیا جائے گا۔ تا کہ امت کا غم تیرے دل سے نکل جائے اور فکر امت نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ سرکار پر درود پڑھنے کی بہت زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

تیسرا خطبہ

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

مسجد
اقصیٰ تک

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِاَھْلِہٖ وَالصَّلٰوۃُ لِاَھْلِھَا

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات محترم!

پچھلے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں فلسفہ معراج بیان کیا گیا تھا اور آج واقعہ معراج شروع کیا جاتا ہے۔ جمعۃ المبارک کےاس مختصر وقت میں جتنا بیان ہوسکا کردیا جائے گا۔

بقایا مضمون انشاء اللہ العزیز اگلے جمعہ کو بیان کردیا جائے گا۔

شب معراج:

حضرات محترم!

آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل رجب کا ماہ مبارک تھا۔ ۲۶ رجب کا دن

گزر چکا تھا اور ستائیسویں شب رجب کی آمد آمد تھی کہ اللہ کریم نے جشن معراج مصطفیٰ کی تیاری کا حکم دے دیا۔

فرمایا: جبرائیل علیہ السلام

عرض کی لبیک یا جلیل۔

کیا حکم ہے۔

آواز آئی، جلدی کرو۔

جنت کو سجا دو۔

جہنم کو بجھا دو۔

چاند اور ستاروں کی لائٹ زیادہ کر دو۔

حورانِ بہشتی سے کہہ دو کہ وہ اپنے رخساروں پر غارہ مل لیں، اور خوب بن سنور جائیں۔

بادِ نسیم سے کہہ دو کہ آج کی شب ٹھنڈی ٹھنڈی اور میٹھی میٹھی ہو کر چلنے لگے دنیا کو سکون و قرار بخشے اور اپنی قدرتی مہک سے کائنات کے گوشے گوشے کو مہکا دے۔

"وَيَا جِبْرَائِيْلُ زِدْ مِنْ ضُوْءِ الشَّمْسِ عَلٰى ضُوْءِ الْقَمَرِ مِنْ ضُوْءِ الْقَمَرِ عَلٰى نُوْرِ الْكَوَاكِبِ." (المعراج ص ۷۵)

"اور اے جبرائیل سورج سے روشنی لے کر چاند کی روشنی پر زیادتی کرو اور پھر چاند کی روشنی سے ستاروں کی روشنی بڑھا دو۔"

"وَيَا جِبْرَائِيْلُ اِفْتَحْ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَارْفَعِ الْعَذَابَ."

(المعراج مصنفہ حضرت افتخار ملت ص ۷۶)

"اے جبرائیل علیہ السلام آج رحمت کے دروازے کھول دو۔ اور عذاب اٹھا لو۔"

اے میکائیل۔

لبیک یا جلیل کیا حکم ہے۔

ارشاد ہوتا ہے آج رزق کی تقسیم موقوف کر دو اور اپنے ماتحت ہوا کے تمام فرشتوں سے کہہ دو کہ آج ایسی ٹھنڈی اور میٹھی ہوا چلائیں کہ کائنات میں بسنے والے تمام زی روح میٹھی میٹھی نیند سو جائیں۔

اے جبرائیل علیہ السلام!

"خُذْعَلَمَ الْهِدَايَةِ وَيَامِيكَائِيلُ خُذْ عَلَمَ الْقَبُوْلِ."

(المعراج ص ۷۶)

"رشد و ہدایت اور حق و صداقت کا پرچم پکڑ لو اور اے میکائیل تم قبولیت کا جھنڈا اٹھالو۔"

اے اسرافیل علیہ السلام۔

جی مولا حکم فرماؤ۔

ارشاد ہوتا ہے۔ اے اسرافیل علیہ السلام صور پھونکنے کا فعل موقوف کر دو اور تم بھی معراج کے دولہا کے استقبال کی تیاری کرو۔

اے عزرائیل علیہ السلام!

یا اللہ! حکم فرما۔

"لاَ تَقْبِضِ الْاَرْوَاحَ هٰذِهِ الَّيْلَةَ." (المعراج ص ۷۷)

"آج رات کسی کی روح قبض نہ کرنا۔"

اور تمام ملائکہ۔

آج تم اپنی اپنی ڈیوٹی چھوڑ دو۔

"لاَ تُسَبِّحْ هٰذِهِ الَّيْلَةَ."

اس رات تسبیح موقوف کر دو۔

اور پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک۔

دوسرے سے تیسرے تک۔

تیسرے سے چوتھے تک۔

چوتھے سے پانچویں تک۔

پانچویں سے چھٹے تک اور

چھٹے سے ساتویں آسمان تک، درمیان میں راستوں کو سجا دو۔

محرابیں بنادو۔

بینرز لگادو۔

دو رویہ ملائکہ کو قطاروں میں کھڑا کر دو اور محرابوں پر بینروں پر یہ لکھ کر آویزاں کیا جائے۔

"اَهْلاً وَّ سَهْلاً مَرْحَبًا."

خوش آمدید۔

ہم آنے والے مہمان گرامی کے لیے چشم براہ ہیں۔

اے باد صبا کچھ تو نے سنا مہمان جو آنیوالے ہیں
پلکیں نہ بچھانا راہوں میں ہم آنکھیں بچھانیوالے ہیں

میلاد اکبر میں حضرت اکبر وارثی نے ان انتظامات کا نقشہ یوں کھینچا کہ

بلا وا ہے شب معراج ہے تفصیل سے کہہ دو
کہا حق نے محمدؐ سے کہے جبرائیلؑ سے کہہ دو
پئے تعظیم حاضر ہو کہ آتا ہے میرا پیارا
ہو قرباں ابروؤں پہ ان کی اسماعیلؑ سے کہہ دو
کہے یوسفؑ سے عاشق ہو زلیخا کی طرح ان پر
رکھے ہاتھوں پہ اپنے صور اسرافیلؑ سے کہہ دو
کرے سامانِ تشریف آوریٔ سرورِ عالم
نہ بانٹے رزق اتنی دیر میکائیلؑ سے کہہ دو

؎ میرا محبوبؐ آتا ہے قدم بوسی کو حاضر ہو!
کرے موقوف قبض روح عزرائیلؑ سے کہہ دو

حکم خداوندی کے مطابق آسمانوں کے رستوں کو سجایا گیا اور ان رستوں میں محرابیں بنائی گئیں، ان محرابوں پر بینرز آویزاں کیے گئے۔ جن پر مختلف آیات جلی قلم سے لکھی گئی تھیں۔

(نزہت المجالس ص ۱۳۲ جلد دوئم پر علامہ صفوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ)

آسمانوں پر بینرز

پہلا (۱) آسمان:

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ."

دوسرا (۲) آسمان:

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ."

تیسرا (۳) آسمان:

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا."

چوتھا (۴) آسمان:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا."

پانچواں (۵) آسمان:

"هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ."

چھٹا (۶) آسمان:

"لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمُ."

ساتواں (۷) آسمان:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی."

اب یہ انتظام و انصرام دیکھ کر۔
فرشتے کہتے ہیں غلمان کو۔
غلمان کہتے ہیں رضوان کو۔
رضوان کہتے ہیں رحمان کو۔
اے مولا!
فلک پھر کیوں سجایا جا رہا ہے۔
آواز آتی ہے تمہیں پتہ نہیں چلا۔
محمد ﷺ کو بلایا جا رہا ہے۔

مہہ و انجم بھی مدہم پڑ رہے ہیں
نقاب رخ اٹھایا جا رہا ہے

جلوس معراج النبی ﷺ

جبرائیل علیہ السلام۔
یا اللہ! حکم۔
فرمایا: جاؤ اور میرے محبوب ﷺ کو میرے پاس لے آؤ۔
اور سنو!

ایسے ہی نہ لے آنا بلکہ۔

میرے محبوب ﷺ کو آبِ کوثر سے غسل دے کر۔

جنتی لباس پہنا کر۔

براق پہ بٹھا کر۔

پوری بارات بنا کر۔

جلوس نکال کر لانا۔ پتہ چلے دولہاء شب اسریٰ کی سواری آرہی ہے۔

درۃ الناصحین ص ۱۱۸ پر یہ تفصیل سے درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے جبرائیل علیہ السلام!

ستر ہزار فرشتہ تم اپنے ساتھ لے لو۔

ستر ہزار فرشتہ میکائیل علیہ السلام اپنے ساتھ لے لیں۔

اسی طرح

ستر ہزار فرشتہ اسرافیل علیہ السلام......اور

ستر ہزار ہی عزرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ لے لیں اور میرے محبوب ﷺ کے در دولت پر حاضر ہو جاؤ۔

ملاں کہتا ہے جلوس نکالنا بدعت ہے اس سے پوچھو شب معراج یہ فرشتوں نے جو دو لاکھ اسی ہزار ملائکہ کا جلوس نکالا۔ کیا یہ بھی بدعتی ہیں۔

مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام علیہم السلام نے بصورت جلوس سرکار ﷺ کا استقبال کیا ان کے متعلق ملاں کا کیا فتویٰ ہے؟

بموقعہ ہجرت مدینہ کے مسلمانوں نے جلوس نکال کر" یا محمد یا رسول اللہ" کے نعرے لگائے کیا وہ جلوس بھی بدعت تھا؟

بیت المعمور میں ملائکہ نے بصورت جلوس شب اسریٰ کے دولہا کا استقبال کیا۔ کیا خیال ہے وہ بھی بدعتی ہو گئے؟

بروز محشر ملاں جی بھی جلوس کے ساتھ ہوں گے۔

سورہ زمر ملاحظہ ہو۔

"وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا."

"اور لیجایا جائے گا کفار کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔"

اب بتائیں کہ جلوس پر کیا فتویٰ ہے؟

اور جنتی بھی جلوس نکالیں گے۔ ملاحظہ ہو۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔

"وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا."

"اور لیجایا جائے گا اپنے رب سے ڈرنے والوں کو جنت کی طرف گروہ در گروہ۔"

بتائیں ملاں جی کہ جنتیوں کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔

کیا وہ بھی بدعتی ہیں؟

کیا صرف ملاں جی ہی سنت کے پیروکار ہیں باقی سب بدعتی۔

؎ یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

براق کا انتخاب:

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بحکم ایزدی جنت میں تشریف لائے تا کہ شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام کے لیے براق (سواری) کا انتخاب کیا جائے۔ جنت میں ہزاروں براق موجود۔

ایک سے ایک حسین۔

ایک سے ایک اعلیٰ۔

ایک سے ایک حسن و جمال کا پیکر براق۔ اور ہر براق خوشی سے اچھل رہا ہے کہ میں ہی حضور علیہ السلام کی سواری کے لیے منتخب کیا جاؤں گا۔

دیکھتے دیکھتے سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک گوشہ میں کھڑے ہوئے ایک ضعیف۔ ناتواں اور کمزور براق کو دیکھا جو زاروقطار رو رہا ہے اور آنسو سیلاب کی طرح بہہ رہے ہیں اور اس کی نظر زمین کی طرف گڑھی ہوئی ہے۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا تو براق کے رونے پر آپ کو شفقت و محبت آ گئی اور اس کے اوپر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

اے براق تم کیوں روتے ہو؟

براق نے جواب میں عرض کیا۔

اے جبرائیل امین علیہ السلام!

ایک طویل عرصہ ہو گیا مجھ کو روتے ہوئے۔

جب سے سنا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ سفر معراج فرمائیں گے اور ان کی سواری کے لیے براق لے جایا جائے گا میں اس وقت سے رو رہا ہوں۔

گویا براق ہجر رسول ﷺ میں روتا تھا اور یہ کہتا تھا۔

یاد نبی ﷺ میں رونا ہر دم اچھا لگتا ہے
اب ہم بھی طیبہ جائیں گے ایسا لگتا ہے
یاد نبی ﷺ میں رونے والا ہم دیوانوں کو!
لاکھ پرایا ہو وہ پھر بھی اپنا لگتا ہے

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے براق یہ خبر کہ معراج کے دولہا سفر معراج میں براق پر سواری فرمائیں گے کوئی ایسی رونے رلانے والی خبر تو نہیں بلکہ یہ تو بڑی خوشی کی خبر ہے تم اس خبر پر کیوں روتے ہو؟

براق نے کہا:

اے جبرائیل امین علیہ السلام میں نے جب سے یہ خبر سنی ہے ایک پل بھی چین سے نہیں بیٹھا مجھے ایسا رونا لگا ہے کہ لحہ بہ لحہ وہ رونا بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

؎ کدی اٹھ اٹھ بہواں کدی بہہ بہہ روواں!
پئی رات فراق والی مکدی نہئیں!!
موت آوندی نہئیں جان جاندی نہئیں!
دلوں آس امید وی ٹٹ دی نہئیں

براق نے ایک لمبی چیخ ماری۔ اور پوچھا۔

اے جبرائیل امین علیہ السلام طویل مدت گزر گئی مجھے روتے ہوئے اور انتظار کرتے ہوئے کیا۔ سفر معراج کا وقت ابھی آیا نہیں؟

اور اگر آ بھی گیا ہے تو سواری کے لیے میرا انتخاب کب ہو سکتا ہے۔

میں ضعیف، کمزور، لاغر ہوں۔

بے حسن اور بے شکل ہوں۔

نہ مجھ میں طاقت نہ حسن۔

نہ ناز و انداز۔

؎ نہ میں سوہنی نہ گن پلے میں کیونکر اس نوں بھاواں

اس انداز براق نے جبرائیل علیہ السلام کو متحیر کر دیا اور وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے کیونکہ براق اپنی عقیدت و محبت کے بحرِ بے کنار سے انمول موتی لٹا رہا۔ اور لٹاتا جا رہا تھا اور جبرائیل علیہ السلام دیکھتے جا رہے تھے کہ یہ انمول خزانہ اور براق کے پاس؟

؎ متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی!
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

دردِ دل......سوز و گداز۔

عشق و محبت کی دولت وہ دولت سرمدی ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے تاجداران ولایت تڑپتے اور ترستے ہیں۔

کیا خوب فرمایا:

میاں محمد صاحب علیہ الرحمتہ نے۔

عشق کرم دا قطرہ ازلی تیں میں دے وس نا ہیں
اکناں لبھدیاں ہتھ نہ آوے اکناں دے وچہ راہیں
اکناں لبھدیاں عمر کھپائی پلّے پیا نہ کائی!
اکناں ہوش جدوں دی آئی ایہہ نعمت گھر پائی

حضرت عطار کی دعا:

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ درد دل کی دولت لازوال مانگتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں۔

کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرہ دردِ دل عطار را!

یا اللہ! کافروں کو کفر دے دے اور دینداروں کو دین بخش دے اور فرید الدین عطار کو درد دل کا ایک ذرہ عطا فرما دے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

سرد آہیں:

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کعبہ میں مشغول تھا۔ کہ میں نے ایک پھٹے پرانے کپڑوں۔

بکھری زلفوں اور زرد رنگ والا ایک فقیر دیکھا۔

درویش باصفا مرد قلندر دیکھا۔

جس کے متعلق درویش لاہوری مرحوم نے فرمایا کہ

؎ خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ان پھٹے پرانے کپڑوں والوں کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھ تجھے کیا خبر کہ اسی گرد میں کوئی سوار ہو۔

کسی عاشق نے کیا خوب کہا کہ

؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو!
یدبیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!

حضرت بسطامی فرماتے ہیں اس درویش نے ایک سرد آہ کھینچی۔ میں نے دیکھا کہ درویش کی یہ آہ ساتوں آسمان کراس کر کے اللہ کے عرش پر پہنچ گئی۔

میں نے اس درویش سے کہا کہ میرا یہ ساتواں حج ہے۔

میرے ساتوں حجوں کا۔

تمام عمر کی تمام نیکیوں کا ثواب تم لے لو اور ایک یہ آہ مجھے دے دو۔ اس نے کہا: بسطامی ایک آہ کی بات کرتے ہو، ایسی کروڑوں آہیں۔

اللہ اکبر!

؎ دل سے جو آہ نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میاں صاحب عارف کھڑی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

؎ جنھاں دلاں وچہ عشق سمانا روون کم اوناہاں
ملدے روندے وچھڑے روندے روندے ٹردیاں راہاں

جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے براق کا حد درجہ کا عشق۔ سوز و ساز۔ اشتیاق محبوب دیکھا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔

یا اللہ! اب میرے لیے کیا حکم ہے۔

کون سا براق لے جاؤں تو

؎ آواز آئی اوہ گوشے وچہ کھڑا روندا!
ایسے نفرتے زین سجاؤناں ایں!
آکھیں پشت تے رکھ کے ہتھ اوہدی
اج عرشیں محمد ﷺ نے جاوناں ایں

لیکن مولا اسے کیوں منتخب کروں؟ فرمایا:

؎ ایہدی عاجزی اساں منظور کرلئی!
روندا چراندا اج ہساؤناں ایں!
جد تیک نہ دیسیں ایہہ خوشخبری
اوتاں سیس نہ اوس نے چاؤناں ایں

پتہ چل گیا کہ بارگاہ رسالت وہ بارگاہ ہے کہ جہاں عاجزی پسند کی جاتی ہے۔

؎ شکلاں والیاں نازو کھاون تے درکاریاں جاون
چکڑ بھریاں عاجز آون قرب حضوری پاون

اگر ہجرت کے بعد مدینہ جلوہ فرمائی ہو تو امیروں کے محلات پسند نہیں آتے بلکہ سب سے غریب حضرت ایوب انصاری کا مکان پسند آتا ہے اور اونٹنی جو کہ مامور من اللہ ہو، اسی مکان کا انتخاب کرتی ہے۔

اگر بوقت ولادت دائیاں اور دودھ پلانے والیاں آجائیں تو پھر سب سے غریب دایہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا انتخاب ہوتا ہے۔

اگر شب معراج ہو تو اچھے اچھے براق چھوڑ کر ضعیف و ناتواں براق کا انتخاب ہو جاتا ہے۔

؎ جسے چاہا در پہ بلالیا جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

سیدنا جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں:

سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام دو لاکھ اسی ہزار کا جلوس نورانی۔ میکائیل و اسرافیل وعزرائیل علیہم السلام۔

جنتی پوشاک   جنتی عمامہ   اور

براق ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لیے جارہے ہیں اور یہ نورانی جلوس درود وسلام کے نعرہ ہائے تحسین وتبریک بلند کرتا ہوا رواں دواں ہے۔

چشم فلک یہ نظارہ دیکھ کر حیران ہے کیونکہ اس سے پہلے ایسا نورانی منظر چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔

ہر کام موقوف۔

نظام کائنات رک گیا ہے صرف اور صرف جشن معراج محبوب کا سماں ہر سمت نظر آرہا ہے۔

ادھر یہ جلوس معراج مصطفےٰ علیہ السلام درگاہ خاتم الانبیاء علیہ السلام کی طرف بڑھ رہا تھا اور ادھر۔

حضور ﷺ محو استراحت

ارشاد محدث اعظم پاکستان:

حضور علیہ السلام محو استراحت ہیں۔

حضرت ام ہانی کے گھر میں آرام فرمارہے ہیں۔

حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ اس مقام پر بیان فرمایا کرتے تھے کہ ......ساری ساری رات جاگنے والا محبوب آج محو استراحت ہے۔

قائم الیل محبوب ﷺ آج آرام فرمارہے ہیں۔

شب بیدار رہ کر امت کے غم میں تمام تمام رات رونے والے حبیب ﷺ آج

سو رہے ہیں۔ کیوں؟

یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ آپ جانتے تھے۔

پہلے میں جاگا کرتا تھا۔

رب کو منایا کرتا تھا۔

آہ وزاری فرمایا کرتا تھا۔

امت کے لیے دعائیں فرمایا کرتا تھا۔

لیکن آج وہ سو گئے تو اس لیے۔ کہ آج عرش والا خود مجھے بلائے گا اور بلا کر منائے گا۔

منائے گا۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ."

سرکار دو عالم ﷺ کے در دولت پر کہ جہاں آپ آرام فرما رہے تھے۔ جلوس معراج پہنچ گیا۔ مگر دروازہ بند ہے۔

اب جبرائیل علیہ السلام سوچتے ہیں کہ کیا کروں۔

آواز دوں تو بے ادبی ہے۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ."

(پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۴)

"بے شک وہ لوگ جو آپ کو حجروں سے باہر آوازیں دیتے ہیں ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں۔"

بالفرض آواز دے بھی دوں تو یہ آواز اونچی ہو جائے گی۔ کیونکہ رات کا وقت ہے جگانے کے لیے آواز دینی ہے اور اگر آواز بلند پکاروں تو کہیں میری آواز مصطفیٰ علیہ السلام کی آواز سے اونچی نہ ہو جائے۔

کیونکہ ارشاد باری ہے کہ:

"لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ."(۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۲)

"نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم علیہ السلام کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو۔"

اب آواز نہیں دیتے دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے۔

واپس بھی نہیں جاتے۔

آواز دیں تو آرام مصطفےٰ ﷺ میں خلل پڑتا ہے۔

نہ دیں تو تعمیل حکم خدا نہیں ہوتی۔

ادھر	حکم خدا
ادھر	آرام مصطفےٰ ﷺ
یا اللہ!	کیا کروں؟

آواز آئی!

چھت کو میرے محبوب ﷺ کے چہرۂ انور کے اوپر سے پھاڑ دے۔ ادھر اے جبرائیل علیہ السلام تم یہ پردہ ہٹا دو۔

ادھر میں تمام حجابات آسمانی ہٹا دیتا ہوں، تاکہ اپنے محبوب ﷺ کو تیاری کرتے ہوئے دولہا بنتے ہوئے میں بھی دیکھوں۔

؎ آواز آئی دریچے کھول دو ایوان قدرت کے!
نظارے خود کرے گی آج قدرت شان قدرت کے

چھت پھاڑی گئی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے بیان فرمایا:

"فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ."

(بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۰)

''پھاڑا گیا میرے گھر کی چھت کو کہ میں مکہ میں تھا۔ پس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔''

مگر مسئلہ پھر وہی کہ اگر آواز دوں تو بے ادبی۔

آواز نہ دوں تو جگاؤں کیسے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں سوچ رہا تھا کہ آقا ﷺ کو کس طرح بیدار کروں تو الہام ہوا کہ

اے جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاؤں مبارک کی تلیوں کو بوسہ دو جب میں نے اپنے لب آپ کے پاؤں مبارک کی کف پر رکھے کافور کی برودت آپ کے پاؤں مبارک کی تلیوں کو محسوس ہوئی اور آپ بیدار ہو گئے۔ میں نے اس وقت معلوم کیا کہ کافور سے میری سرشت کا سبب یہ تھا۔ تاکہ معراج کی رات آپ کو ادب سے بیدار کرسکوں۔ (درۃ التاج ص ۸۱)

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا:

ملاں کہتا ہے کہ ہاتھ پاؤں چومنا بدعت ہے۔

شرک ہے کیونکہ یہ حالت سجدہ سے مشابہ ہے اور غیر خدا کے آگے اس طرح جھکنا شرک ہے۔

اب ملاں سے پوچھیے کہ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے اسی حالت میں حضور علیہ السلام کے مبارک تلوؤں کو چوما۔

بتاؤ ملاں جی ان کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

ہاتھ پاؤں چومنا بدعت نہیں، سنت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے اور ارشاد نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔

ملاحظہ ہو ایک صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ!

میں نے نذر مانی تھی کہ اگر مکہ فتح ہوگیا تو میں خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔

آقا ﷺ اب مکہ فتح ہوگیا ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی نذر پوری کروں۔

ارشاد فرمایا:

"هَلْ لَكَ أُمٌّ."

کیا تمہاری والدہ حیات ہیں،

عرض کیا: نعم یا رسول اللہ: فرمایا:

"اِذْهَبْ اِلٰی دَارِكَ وَقَبِّلْ قَدَمَیْ اُمِّكَ."

(عینی شرح بخاری جلد نمبر ۲۲ ص ۸۲)

اپنے گھر جاؤ اور اپنی ماں کے قدم چوم لو۔

مگر نجدی ملاں کے نزدیک یہ شرک ہے۔

حضرت افتخار ملت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

نہ ہتھ چماں تے کہیاں نوں پیر پیندی
میرا دل کردا اے چماں جتیاں نوں
مجنوں پاک سی پاک سی عشق اوہدا
چم دارہیا اوہ لیلیٰ دیاں کتیاں نوں

مزہ جو محمد ﷺ کی تلیوں میں دیکھا:

سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے سرکار دو عالم علیہ السلام کے مبارک تلوؤں کو بوسہ دیا۔ میں نے عالم تصور میں عرض کیا۔

اے توریت، زبور، انجیل اور قرآن کے حافظ۔

اے سید رسل ملائکہ۔

اے ہر نبی ﷺ کے پاس وحی لے کر جانے والے جبرائیل علیہ السلام تم نے

جنت کی سیر بھی کی۔

نبیوں کے حسن و جمال کو بھی ملاحظہ کیا اور آج۔

میرے آقا ﷺ کی تلیوں کو بھی چوما ذرا فرماؤ کہ لطف کہاں آیا۔

جنت میں یا مصطفےٰ علیہ السلام کے مبارک تلوؤں میں جبرائیل امین علیہ السلام نے بزبان حال یہ جواب دیا کہ

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزا جو محمد ﷺ کی تلیوں میں دیکھا

میرا دل نہیں سوتا:

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

"تَنَامُ عَيْنِىْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ." (بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۰۴)

میری آنکھیں سوتی ہیں دِل نہیں سوتا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے جب سرکار علیہ السلام کے مبارک تلوؤں کو بوسہ دیا تو حضور علیہ السلام جو بظاہر آرام فرماتے مگر بباطن بیدار تھے، نے فرمایا:

کون ہے میرے حجرہ میں؟

جبرائیل علیہ السلام نے دبی زبان سے عرض کی "جبرائیل علیہ السلام"

دوبارہ پھر فرمایا: کون ہے میرے کمرے میں؟

جبرائیل علیہ السلام نے بالکل آہستہ اور بڑے ہی مؤدبانہ لہجہ میں عرض کی جبرائیل علیہ السلام۔

تیسری مرتبہ پھر فرمایا: کون ہے میرے کمرے میں؟

اسی طرح جبرائیل علیہ السلام نے پھر عرض کیا جبرائیل علیہ السلام۔ جبرائیل علیہ السلام ہوں۔

اَنا جبرائیل علیہ السلام نہیں، کہا کیوں؟

اس لیے کہ اَنا کا معنی "میں" ہوتا ہے اور محبوب ﷺ کے ہوتے ہوئے میں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور غلام کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آقا ﷺ کے مقابلہ میں اپنی اَنا یعنی اپنی میں کا اظہار کرے۔

معراج النبی ﷺ کی تمام احادیث میں، اَنا جبرائیل کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہیں بھی نہیں آیا۔ (المعراج ص ۹۴، ۹۵)

اللہ آپکے دیدار کا مشتاق ہے:

فرمایا: جبرائیل علیہ السلام کیسے آئے ہو تو عرض کی اے محبوب علیک السلام

"اِنَّ اللہَ اَشْتَاقَ اِلٰی لِقَآئِكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ."

(نزہت المجالس جلد دوئم ص ۴۷)

"بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔"

وہ حسن ہے اے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا
کیوں دید کے مشتاق نہ ہوں حضرت یوسف
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمہارا

یہی تو فرق ہے:

یہی تو فرق ہے کلیم علیہ السلام اور حبیب ﷺ کا۔

کلیم کوہ طور پر جا کے عرض کرتا ہے۔

"رَبِّ اَرِنِیْ"

یا اللہ مجھے اپنا جمال دکھا۔

جواب آتا ہے۔ "لَنْ تَرَانِیْ"

تم نہیں دیکھ سکتے۔

ادھر محبوب ﷺ خواب راحت میں ہے۔ اور پیغام خداوندی مل جاتا ہے کہ اے محبوب ﷺ میں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔

؎ طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے!

ایک اور عاشق بولا قلم توڑ گیا وہ کہتا ہے کہ

؎ وہاں کل تک جواب "لَنْ تَرَانِیْ"
سر سینا سنایا جارہا ہے

اور

یہاں خود آپ اپنے دیکھنے کو
تقاضوں سے بلایا جارہا ہے
ہوئے ہیں حضرت جبریل حاضر
پیام حق سنایا جارہا ہے
شب معراج محبوب ﷺ خدا کو
ہوا دے کر جگایا جارہا ہے!

حضرت اکبر وارثی صاحب بولے۔

؎ خواب راحت میں تھے ام ہانی کے گھر
آکے جبرائیل علیہ السلام نے یہ سنائی خبر
چلئے چلئے شہنشاہ جن و بشر!
حق کو شوق لقاء آجکی رات ہے
طور پر رفعت لامکانی کہاں
لَنْ تَرَانِیْ کہاں مَنْ رَّاٰنِیْ کہاں

جس کا سایہ نہ ہو اس کا ثانی کہاں
اس کا اک معجزہ آج کی رات ہے

شق صدر نبوت:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فَفُرِجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَشْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ بِحِكْمَةٍ وَاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ."

(بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۰)

"پس میرا سینہ چاک کیا گیا پھر اس سینہ مبارک کو آب زم زم سے دھویا پھر ایک سونے کے تھال میں ایمان و حکمت بھرا ہوا تھا وہ لایا گیا اور اس کو میرے سینے میں ڈالا گیا۔ پھر سینہ بند کر دیا۔" (سی دیا)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ سے سینہ مبارک کو چاک کیا دل مبارک نکالا اور سونے کی طشت میں رکھا اور حضور علیہ السلام اپنے دل مبارک کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والو!:

ملاں دن رات بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی رٹ لگائے رکھتا ہے کہ ہم حضور ﷺ کی مثل اور حضور ﷺ ہماری مثل ہیں۔

ملاں سے کہو کہ اگر تو سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ہے تو اٹھ اور ہمت کر پھاڑ اپنا سینہ اور نکال باہر اپنے دل کو۔ امید ہے کہ صرف مسئلہ سمجھ ہی نہیں آئے گا۔

انشاء اللہ سرے سے ختم ہی ہو جائے گا۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

دل حضور ﷺ کا محتاج ہے:

حضرات گرامی!

جس بشر کی حرکت قلب رک جائے وہ مر جاتا ہے۔ چہ جائیکہ دل نکال ہی لیا جائے۔

دل نکل کر زندہ نہیں رہتا۔

ادھر سرکار ﷺ کا قلب منورہ نکالا گیا۔

سرکار ﷺ بھی زندہ اور دل بھی زندہ۔

ساری کائنات بشر اپنی زندگی میں — دل کی محتاج

اور دل اپنی زندگی میں — حضور ﷺ کا محتاج

میرے آقا ﷺ کو مردہ کہنے والو۔

حضور علیہ السلام بغیر دل کے بھی زندہ اور تم دل سمیت بھی مردہ۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ." (پ ۳۰ سورۃ الم نشرح آیت ۱)

"کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا؟"

اللہ اکبر!

حضرت موسیٰ کلیم اللہ عرض کریں

"رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ" (پ ۱۷ سورۃ الم نشرح آیت نمبر ۱)

اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔ اب اللہ کی مرضی کھولے یا نہ کھولے۔

مگر حبیب ﷺ پاک کو ہاتھ پھیلا کر دعا فرمانے کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی سینہ کھول دیا۔

کیوں؟

اس لیے کہ کلیم اللہ صرف طالب خدا ہیں اور حبیب اللہ طالب خدا بھی ہیں اور مطلوب خدا بھی۔

وہ فقط طالب تھے تم طالب بھی ہو مطلوب بھی
وہ کلیم اللہ تھے اور تم میرے محبوب ﷺ بھی!

حضرت شیخ القرآن ہزاروی الرحمتہ علیہ:

حضرت شیخ القرآن، مفسر پاکستان علامہ ابوالحقائق مولانا پیر عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب کا ایک متن ہوتا ہے اور ایک اس متن کی شرح ایسے ہی اللہ نے فرمایا:

اے محبوب ﷺ تیرا سینہ کتاب کا متن ہے اور اس کا شارح میں ہوں۔

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ."

کیا میں نے تیرے سینہ کی شرح نہیں کی۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب!
گنبد آ بگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

تو جو نبی مکرم ﷺ سینہ مبارک چاک ہونے اور اس کے بعد قلب منورہ مطہرہ نکل جانے کے بعد بھی زندہ رہا وہ آج قلب مطہرہ کے ہوتے ہوئے کیسے مردہ ہوسکتا ہے۔

سینے کی صفت ہے اَلَمْ نَشْرَحْ
تیری ذات صفا کا کیا کہنا!

تصدیق جبرائیل علیہ السلام:

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ

"اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاِنِّیْ اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ."

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۵۵)

''بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور بیشک میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔''

حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے اس حدیث کی تصدیق فرمائی۔ جب آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور دل مبارک نکالا تو میں نے دیکھا کہ

''فِیْهِ عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ.''(شفا شریف جلد نمبر ۱ ص ۱۰۳)

''اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں، جو سنتے ہیں۔''

مجھے معلوم ہو گیا کہ جو ہم نہیں دیکھتے وہ حضور دل کی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور جو ہم نہیں سنتے وہ سرکار دل کے کانوں سے سماع فرماتے ہیں۔

؎ جدوں رب دل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

حکمت شق صدر:

ہمارا مشاہدہ ہے کہ جب خلاباز خلائی سفر کرتے ہیں تو وہ خلائی لباس پہنتے ہیں اور عام لباس اتار دیتے ہیں ورنہ ایر فریکشن کا خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام بھی خلائی سفر پر تشریف لے جا رہے تھے۔

اس لیے شق صدر کر کے دل مبارک نکال کر اس سے وہ سیاہ قطرے جو لباس بشریت کا مرکز تھے۔ وہ نکال دیئے گئے۔ اور اس میں نور و حکمت اور ایمان بھر دیا گیا تا کہ خلائی سفر کے قابل ہو سکے۔

اگر کوئی من چلا یہ اعتراض کرے کہ اگر نکال ہی دیئے تھے تو وہ قطرات رکھے ہی کیوں تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نور ہونے کے ساتھ ساتھ بشر کامل بھی تھے اور بشریت کی تکمیل کے لیے یہ قطرات ضروری تھے۔

چنانچہ جب اپنے مرکز نور سے زمین پر تشریف لائے تو یہ قطرات تکمیل لباس

بشریت کے لیے رکھ دیئے گئے اور آج جب پھر اسی مرکز کی طرف جلوہ فرما ہونے لگے تو یہ قطرات نکال دیئے گئے جس سے نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا بھی پتہ چلتا ہے اور بشریت کاملہ بے مثال کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

آبِ زمزم کی دعا اور قبولیت:

بعض علماء کرام نے بیان فرمایا کہ آب زمزم شریف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک ایڑھیوں سے جاری ہوا تھا اور اس کی وجہ ان کی پیشانی مبارک میں نور مصطفوی ﷺ کا چمکنا تھا تو زمزم شریف نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مولا جس نور کے صدقے مجھے جاری فرمایا۔اس کی زیارت مجھے کروائی جائے۔

فلہٰذا اس دعا کو قبول فرماتے ہوئے زمزم شریف کو حضور ﷺ کے قلب مطہرہ کی زیارت کرائی گئی۔

نورٌ علیٰ نور قلب مبارک:

ایک آدمی نے صبح کی اذان کے وقت وضو کیا ہو تو اس سے کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ وضو عشاء تک باقی ہو تو عشاء تک سب نمازیں پڑھ سکتا ہے۔لیکن اگر وہ باوجودیکہ وضو باقی ہے تازہ وضو کرے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے۔

اسی طرح قلب مطہرہ تو پہلے ہی پاکیزہ تھا اسے زم زم میں ڈال کر نورٌ علیٰ نور کیا گیا۔آب کوثر سے غسل فرمایا اور پھر اس غسل کا پانی کیا بنا۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

؎ وہی تو اب تک چھلک رہا ہے
وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی!
کٹورے حوروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تھا ان کے تلووں کا دھووَن
بنا وہ جنت کا رنگ و روغن!
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن!
وہ پھول گلزار نور کے تھے

جنتی لباس اور عمامہ شریف:

اب شب اسراء کے دولہا علیہ السلام نے جنتی لباس زیب تن فرمایا اور جنتی عمامہ شریف سرانور پہ باندھا۔

اس نور کے عمامہ مبارک کے چار بل تھے۔

میں سوچتا رہا کہ یہ چار کیوں؟

سمجھ یہ آئی کہ یہ اس لیے چار ہیں کہ نبی کے یار بھی چار ہی ہیں۔

چار بل تھے اور چاروں پر یہ لکھا تھا۔

اَلْاَوَّلُ	پہلے پر	محمد رسول اللہ ﷺ
وَالثَّانِیْ	دوسرے پر	محمد نبی اللہ ﷺ
وَالثَّالِثُ	تیسرے پر	محمد حبیب اللہ ﷺ
وَالرَّابِعُ	چوتھے پر	محمد خلیل اللہ ﷺ

(نزہت المجالس، جلد دوئم ص ۱۲۶)

براق پر سواری:

حضور علیہ السلام تیاری فرما کر براق پر سوار ہونے لگے تو براق خوشی سے اچھلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے براق شوخی نہ کر مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ سید المرسلین ﷺ سے بہتر اور افضل کوئی تیری پشت پر سوار نہ ہوا۔

براق نے عرض کیا جبرائیل علیہ السلام مجھے بھی تو اسی خوشی نے اچھلنے پر مجبور کیا

کہ کہاں میں اور کہاں شب اسریٰ کا دولہا علیہ السلام۔

براق نے گردن جھکا دی اور عرض کیا۔

"اِرْكَبْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَلٰكِنْ لِّيْ اِلَيْكَ حَاجَةٌ."

اے سید المرسلین آپ مجھ پر سواری فرمائیں لیکن آپ سے میری ایک حاجت ہے؟

فرمایا: وہ کیا؟

عرض کی اے آقا ﷺ۔ وہ یہ ہے کہ آپ بروز محشر مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔ مجھے بھول نہ جانا اور یہ بھی تمنا ہے کہ میدان حشر سے لے کر باب جنت تک میں ہی آپ کی سواری بنوں۔

فرمایا: براق مجھے یہ منظور ہے۔ (نزہت المجالس، جلد دوئم ص ۱۲۷)

امت کی یاد:

حضور براق پر تشریف لانے لگے تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ وقت تو رونے کا نہیں، آپ کیوں روتے ہیں؟

فرمایا:

"تَذَكَّرْتُ اُمَّتِيْ هَلْ يَرْكَبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

اپنی گنہگار امت یاد آ گئی۔

کیا میری امت کے لیے سواری ہوگی بروز محشر؟

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نہ روئیں، آپ کی امت سے جس شخص کو میں اپنی عنایت سے مخصوص کروں گا اس کو براق پر سوار کر کے پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزار کر بہشت میں پہنچا دوں گا۔ (ریاض الازھار ص ۲۰۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا." (پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۸۵)

وہ دن جب ہم اکٹھا کریں گے۔ پرہیز گاروں کو رحمان کے حضور میں سوار کر کے۔

اسی آیت کے ماتحت جلالین شریف میں موجود ہے کہ

"وَفْدٌ جَمْعُ وَافِدٍ اَیْ رَاکِبٌ." (جلالین ص ۳۶۰)

"یعنی وفد جمع ہے وافد کی اور اس کا معنی ہے راکب یعنی سوار ہونا۔"

انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے:

اب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لگام تھامی۔

حضرت میکائیل علیہ السلام نے رکاب پکڑی۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام نے زین پوش اٹھایا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام پیچھے ہو لئے اور شب اسریٰ کے دولہا جنتی لباس اور جنتی عمامہ زیب تن فرما کر براق پر جلوہ افروز ہوئے۔

براق کے دائیں طرف اسی (۸۰) ہزار فرشتہ اور بائیں طرف اسی (۸۰) ہزار فرشتہ، ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نورانی شمع تھی۔ (معارج النبوت جلد ثانی ص ۱۲۷)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی روح وجد میں آ کر بول اٹھی کہ

؎ خدا ہی دے صبر جان پر غم!
دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی
جناں کا دولہا بنا رہے تھے

ایک اور عاشق نے منظر کشی فرمائی وہ کہتے ہیں کہ

؎ مہہ وانجم نچھاور ہو رہے ہیں
انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے

مہہ و انجم بھی مدہم پڑ رہے ہیں
نقاب رخ اٹھایا جارہا ہے!
کھڑے ہیں صف بہ صف حور و ملائک
کوئی نغمہ سا گایا جارہا ہے

اسی طرح فرشتوں کے جھرمٹ میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے لگام تھام کر عرض کیا۔

بقول جناب صائم چشتی صاحب۔

؎ عرض کیتی جبرائیلؑ تلیاں نوں مل کے!
چلو آقاؐ رب دا پیام آگیا اے
سواری لئی درتے براق آیا تے
واگاں پھڑن نوں غلام آگیا اے!

باغ عالم میں باد بہاری چلی:

حضور علیہ السلام کی سواری باد بہاری روانہ ہوئی تو

؎ باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاءؑ کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی!
ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے
جذب حسن طلب ہر قدم ساتھ ہے
دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے
سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

حضرات گرامی!

ذرا مل کر کہہ لیجئے تاکہ آپ بھی معراج کی قصیدہ خوانی میں شامل ہو جائیں۔

شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

دولہا جب گھوڑی پر سوار ہوتا ہے۔ کچھ دیکھنے والے کہتے ہیں۔ ماشاء اللہ! کتنا پیارا لگ رہا ہے۔

کیا حسن خدا نے اسے ودیعت فرمایا ہے۔

ماں اپنی سہیلیوں سے کہتی ہے دیکھو میرے لال پر کتنا روپ چڑھا ہے۔ باپ اپنے دوستوں سے کہتا ہے میرا چاند کتنا حسین لگ رہا ہے۔

یار دوست کہتے ہیں، خدا کرے نظر نہ لگے۔

آج حضرت عبداللہ نہیں جو ایسے کہیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نہیں جو اپنی سہیلیوں سے کہیں۔

مکہ سارا دشمن ہے۔

جب کوئی نہ ہو تو پھر یار کہا کرتے ہیں۔

عرش سے آواز آئی۔

ماں نہیں ہے تو کیا ہوا۔

باپ نہیں ہے تو کیا ہوا۔

یار نہیں ہیں تو کیا ہوا۔

سب فرشتے کہہ رہے ہیں ماشاء اللہ!

میں عرش والا کہہ رہا ہوں سبحان اللہ!

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ."

شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

خود ہی براق بھیجا۔

خود ہی حسن دیا۔

خود ہی بنایا سنوارا۔

اور اپنی تخلیق کے شاہکار اوّل کو دولہا بنا کر خود ہی براق پر سوار کرایا اور خود ہی کہا:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ."

شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

والدین کو زندہ فرمانا:

ماں بیٹے کو پالتی ہے۔

جوان کرتی ہے۔

اس وقت کا انتظار کرتی ہے جب یہ دولہا بنے گا تو کیسا منظر ہوگا۔

میں اسے سہرا باندھوں گی تو کتنی خوشی ہوگی۔

باپ بے پناہ محبتوں اور شفقتوں سے بیٹے کی پرورش کرتا ہے۔ جب بیٹا جوان ہو تو باپ اس تصور سے مر مر کر بھی جی لیتا ہے کہ جب میں اسے دولہا بنا کر اس کی بارات لے جاؤں۔

تو یہ کتنا حسین لگے گا۔

مگر آج جب کائنات کا دولہا براق کا شہسوار جب دولہا بنا اور براق پر سوار ہوا تو کائنات نے اس کے حسن کی داد دی، اب تک دیتی ہے۔

حوروں نے پھول نچھاور کیے۔

ملائکہ نے سہرے گائے۔ مگر آمنہ رضی اللہ عنہا آج موجود نہیں کہ بیٹے کا سہرا دیکھ لیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ موجود نہیں کہ دل کے ٹکڑے کو دولہا بنا ہوا ملاحظہ فرمالیں۔ ارشاد ہوا۔

اے شب اسریٰ کے دولہا غمگین مت ہونا۔
والدین کی قبروں پہ جانا تیرا کام ہے۔
انہیں زندہ کر کے دولہا دکھانا میرا کام ہے۔

؎ شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

حافظ الحدیث، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ اپنے رسالہ مسالک الحنفاء میں فرماتے ہیں کہ

"اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ سَأَلَ رَبَّهٗ اَنْ يُحْيِيَ اَبَوَيْهِ فَاَحْيَاهُمَا لَهٗ فَاٰمَنَا بِهٖ ثُمَّ اَمَاتَهُمَا." (مسالك الحنفا ص ۲۹)

"بے شک رسول اللہ ا نے اپنے رب سے دعا فرمائی کہ میرے والدین کو زندہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر ان کو زندہ فرما دیا۔ اور وہ آپ پر ایمان لائے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔"

انسان اگر حسین ہو تو دولہا بن کر قابل رشک ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھئے کہ سرکار علیہ السلام کبھی عام حالات میں آستانہ عالیہ سے باہر قدم رنجہ فرماتے تو دیواریں چمک اٹھتیں۔

بعض نے فرمایا کہ ایسے معلوم ہوتا تھا۔

"كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ."

"جیسے سورج آپ کے چہرۂ مبارک میں رقص کر رہا ہو۔"

تو جس دولہا کی نارمل حالات میں یہ کیفیت ہو اس کی کیفیت آج شب معراج کیا ہوگی۔

؎ شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

حورعین:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جنت میں سب سے زیادہ حسین حورعین ہے کہ اگر وہ اپنا ایک ناخن کا چھوٹا سا ٹکڑا دنیا میں ظاہر کردے تو ساری کائنات اس کی خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے حسن سے تمام روئے زمین چمک اٹھے۔

مگر آج یہی حورعین اس شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام کی راہ میں دل تھام کر محوِ انتظار ہے کہ مجھے بھی ایک جھلک نظر آجائے۔

اللہ اکبر!

؎ شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

حضرات گرامی!

سیدنا جبرائیل، سیدنا میکائیل، سیدنا اسرافیل، سیدنا عزرائیل علیہم السلام اور دو لاکھ اسی ہزار فرشتوں کا جلوس۔

بڑے جاہ و جلال۔

بڑے حسن و جمال۔

کے ساتھ معراج کے دولہا کی سواری روانہ ہوئی۔

؎ تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی!
کہیں تو وہ جوشِ لَنْ تَرَانِیْ کہیں تقاضے وصال کے تھے

فرمایا: ذات باری تعالیٰ نے

''مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى.''

''سیر شروع ہوئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔''

بطحاء مکہ سے چلے تو راستے میں مدینہ منورہ بھی آیا۔ جہاں پر دو نفل ادا فرمائے۔
پھر طور سینا بھی آیا وہاں پر بھی دو نوافل ادا فرمائے۔
بیت اللحم آیا۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:
معراج کی رات میرا گزر ایک ریت کے سرخ ٹیلے پر ہوا۔

قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام:

میں نے دیکھا کہ اس ریت کے سرخ ٹیلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور وہ نماز ادا فرما رہے ہیں۔
ایک آدمی مجھے کہنے لگا میں نہیں مانتا۔
میں نے کہا۔ کیوں!
کہنے لگا قبر میں نماز کا مکلف ہی نہیں تو نماز کیسی؟
میں نے کہا مسند ابو یعلیٰ پڑھو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:
"اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ." (مسند ابی یعلیٰ)
"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔"
اگر یہ نہیں مانتا تو یہ تو مان کہ قبر والا سرکار کی زیارت کرتا ہے۔
میرا ایمان ہے عاشق زیارت کرتے ہی درود پڑھتا ہے۔
تو پھر یوں سمجھ لے کہ حضور علیہ السلام کی سواری باد بہاری آ رہی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر ان کا استقبال درود شریف سے فرما رہے تھے۔ مگر یہ لوگ تو تب مانیں جب یہ نبی ﷺ کے ساتھ کوئی علاقہ رکھتے ہوں۔
حضرات گرامی! نبی اکرم ﷺ مسجد اقصیٰ شریف میں تشریف لے آئے۔ اب جمعہ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ باقی مضمون انشاء اللہ العزیز اگلے جمعہ بیان کیا جائے گا۔
"وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ."

چوتھا خطبہ

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ
قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

اقصٰی سے آگے
قربِ خاص تک

"حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا۔"

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی!

پچھلے جمعۃ المبارک کے مضمون کو آج آگے بڑھانا ہے۔ گزشتہ سے پیوستہ عرض کرتا ہوں توجہ فرمائیے:

مدینہ طیبہ:

سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہو کر بطحائے مکہ سے چلا تو

"حَتّٰی بَلَغْنَا اَرْضًا ذَاتَ نَخْلٍ فَاَنْزَلَنِیْ فَقَالَ صَلِّ فَصَلَّیْتُ ثُمَّ رَکِبْنَا۔" (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰)

حتیٰ کہ ہم ایسی زمین پر پہنچے جو نخلستان ہے پھر مجھے جبرائیل علیہ السلام نے اتارا اور کہا یہاں نماز پڑھو، پھر میں نے وہاں نماز پڑھی اور پھر ہم سوار ہو گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا، جانتے ہو آپ نے کہاں نماز ادا فرمائی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"صَلَّیْتَ بِیَثْرَبَ صَلَّیْتَ بِطَیْبَۃِ۔" (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰)

"آپ نے مدینہ طیبہ میں نماز ادا فرمائی ہے۔"

طورِ سینا:

سرکار دو عالم علیہ السلام فرماتے ہیں پھر ایک مقام آیا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اتریئے اور یہاں بھی نماز ادا فرمائیے۔ میں نے وہاں بھی نماز ادا کی پھر ہم

سواری پر سوار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"صَلَّيْتَ عِنْدَ شَجَرَةِ مُوْسٰى." (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰)

آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے درخت (جہاں وہ کوہ طور کے پاس اللہ سے کلام فرماتے تھے۔) کے پاس نماز ادا کی ہے۔

بیت اللحم:

فرمایا: پھر ہم سوار ہوکر چلے تو ایسی زمین پر پہنچے جہاں اونچے اونچے محلات نظر آرہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے پھر عرض کیا: حضور ﷺ یہاں بھی اتر کر نماز ادا فرمالیں، میں نے وہاں بھی نماز ادا فرمائی تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا۔

"صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وَلَدَ عِيْسٰى." (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰)

آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت بیت اللحم میں نماز ادا فرمائی ہے۔

بیت المقدس:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ مجھے اللہ کی کچھ ایسی مخلوق ملی جو یہ کہتی تھی۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ

جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ آپ ان کے سلام کا جواب دیجئے۔

پھر دوسری۔

اسی طرح پھر تیسری جماعت بھی یہی سلام عرض کرتے ہو مجھے ملی۔

"حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ."

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰)

''حتیٰ کہ (وہ) میں بیت المقدس پہنچ گیا۔''

فرمایا: جبرائیل علیہ السلام یہ مخلوق مجھے اوّل آخر اور حاشر کہہ کر کیوں سلام کرتی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ اس لیے کہ آپ تخلیق میں اوّل۔ بعثت میں آخر۔ اور میدان محشر میں ساری مخلوق کا حشر آپ ہی کے قدمان مقدسہ منورہ پر ہوگا۔

(معارج النبوت، جلد سوئم ص ۱۲۹)

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

حضور یہ ملائکہ اسی لیے آپ کو اوّل آخر اور حاشر کے القابات سے سلام عرض کررہے ہیں۔

ملاں پھنس گیا:

ملائکہ نے بصیغہ ہائے خطاب سلام عرض کیا۔ اگر ملاں بصیغہ ہائے خطاب ملائکہ کی طرح سلام پڑھے تو حاضر ناظر کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور معراج جسمانی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

اگر حاضر ناظر اور معراج جسمانی کا انکار کرے تو ان صیغہ ہائے خطاب کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

ملاں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کا اسی لیے انکار کرتا ہے کہ وہ سرکار کو حاضر و ناظر نہیں مانتا۔

اور اگر آج حاضر و ناظر کا منکر ہو جائے تو معراج جسمانی کا انکار لازم آتا ہے۔ اور اگر معراج جسمانی کا انکار کرے تو ملائکہ کے اس سلام کو عبث کہنا پڑتا ہے۔

اگر صیغہ ہائے مخاطب تسلیم کرے تو حاضر ناظر کا اقرار کرنا پڑے گا۔

عقیدہ اہلسنّت برحق ہے:

ہم معراج جسمانی کے بھی قائل۔

حاضر و ناظر کے بھی قائل۔ اور
السلام علیک کے بھی قائل،
لہٰذا اب!

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہلسنت کو آباد رکھے محمد ﷺ کا میلاد ہوتا رہے گا

اور

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے صخرہ پتھر سے براق کو باندھا اور یہ وہی پتھر ہے جہاں سابقہ انبیاء کرام کی سواریوں کو باندھا جاتا تھا۔
(جامع الترمذی ص ۱۴۱ جلد ثانی زرقانی جلد ششم ص ۵۳)

استقبال مصطفےٰ ﷺ در مسجد اقصیٰ:

تمام انبیاء کرام نے اپنے اجسام کے ساتھ معراج کے دولہا کا استقبال فرمایا اور اَھْلاً وَّسَھْلاً مَرْحَبًا کے وجد آمیز نعرے لگائے۔
حضرت صائم چشتی فرماتے ہیں۔

جاں اقصیٰ تے پہنچے محمد پیارے نبی سن کھڑے انتظار وچ سارے
تے فرمان آدم نے نبیاں نوں کیتا صفاں ٹھیک کرلو امام آ گیا اے

مسئلہ حاضر و ناظر:

امام الوہابیہ ابن قیم نے لکھا کہ یہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں بھی حاضر تھے۔ مسجد اقصیٰ میں بھی اور آسمانوں پر بھی ملاحظہ ہو کتاب الروح لابن قیم اردو ص ۱۰۱۔
تو اگر یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک وقت میں کئی مقامات پر حاضر و ناظر ہیں تو ان کے امام کیوں حاضر و ناظر نہیں؟

مگر کیا کیا جائے۔ ملاں کی ضد اور ہٹ دھرمی کا۔

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد
اَلْفَسَادُ اَلْفَسَادُ اَلْفَسَادُ

مسجد اقصیٰ میں اذان ونماز:

حضرت جرائیل امین علیہ السلام نے اذان دی۔ معتبر شیعہ کتب میں موجود ہے کہ وہ اذان یہی تھی۔ جو اہلسنت دیتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو حیات القلوب باب المعراج اور من لا یحضرہ الفقیہ ص ۷۶ مطبوعہ ۱۳۷۶ھ)

اب میں ان ملنگوں سے سوال کرتا ہوں جو اذان کے کلمات میں اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں کہ بتاؤ جو اذان شب معراج جرائیل علیہ السلام نے پڑھی تھی وہ تمہارے والی تھی یا ہم اہلسنّت و جماعت والی؟

حضور ﷺ کی امامت:

حضرات سامعین! اذان کے بعد جب نماز کی باری آئی تو سب انبیاء دیکھ رہے تھے کہ آج مصلٰے امامت پر کون آتا ہے۔ اتنے میں حضرت جرائیل امین علیہ السلام نے بحکم ایزدی حضور اکرم علیہ السلام کو بڑے ادب سے مصلٰی امامت پر جلوہ آرا فرمایا۔

(درۃ التاج فی مسئلہ المعراج ص ۱۰۰)

قربان جائیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور!
درود قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے
جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی موجودگی میں حضور علیہ السلام نے امامت کروائی۔

جبکہ یہاں وہ امام بھی موجود ہیں جنہیں خود خالق کائنات نے فرمایا:

"اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا" (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴)

"بے شک میں تمہیں تمام انسانوں کا امام بنانے والا ہوں۔"

یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ ان سب کی موجودگی میں ان سب کا خادم جبرائیل امین علیہ السلام، امام حضور ﷺ کو بنا دیں تو کوئی نبی اعتراض نہیں کرتا۔

اگر یہی امام انبیاء علیہ السلام تمام صحابہ کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کو امام چن لیں تو ملنگوں کے پیٹ میں درد کیوں ہوتا ہے؟ جب کہ ان ملنگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے کہ کائنات کے والی علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کو امامت کا حکم فرمایا۔

ملاحظہ ہو،

۱- درنجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۵۵

۲- احتجاج الطبرسی ص ۶۰۔

۳- ترجمہ مرأۃ العقول ص ۳۸۸۔

۴- تفسیر قمی۔

۵- ترجمہ مقبول ضمیمہ ص ۴۱۵۔

۶- غزواتِ حیدری ص ۴۱۵۔

ان چھ (۶) کتابوں میں موجود ہے کہ اسی امام کے پیچھے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ، نے بھی نماز ادا فرمائی۔

؎ اوہدی عظمت دا خورشید چڑھدا رہیا ہر قدم تے اوہدا شان بڑھدا رہیا
پچھے اوہدے نمازاں ہے پڑھدا رہیا جو امام آپ ہے سارے سنسار دا

نمازِ اقصیٰ اور حیاتِ انبیاء:

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام کا حضور کی اقتداء میں نماز پڑھنا۔ ان

کی حیات کی بہترین دلیل ہے کیونکہ مردہ احکام شرعیہ کا مکلف ہی نہیں ہوتا۔
(القرطبی)

اگر نماز میں دیکھنا ہو کہ مردہ کون ہے اور زندہ کون ہے تو نماز جنازہ میں دیکھ لو جو امام کے آگے ہوگا وہ مردہ ہوگا اور جو پیچھے ہوگا۔ وہ زندہ ہوگا۔

تمام انبیاء کرام نماز میں حضور ﷺ کے پیچھے تھے لہٰذا وہ تمام زندہ تھے۔ اگر (معاذ اللہ) مردہ ہوتے تو آگے ہوتے۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اوّل آخر!
ہیں دست بستہ وہ پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

پھر نماز روح مع الجسم ادا کی جاتی ہے۔

ثابت ہوا کہ معراج کی شب حضور کے پیچھے نماز ادا کرنے والے تمام انبیاء اکرام مسجد اقصیٰ میں روح مع الجسم تشریف لائے تھے۔

نماز کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے جلسہ معراج النبی ﷺ کا اعلان فرما دیا۔

جلسہ معراج مصطفیٰ ﷺ:

حضرات انبیاء اکرام اب آپ کے سامنے جلسہ معراج مصطفیٰ ہوگا۔ جس میں اولو العزم انبیاء کرام علیہم السلام کا خطاب عام ہوگا۔ اس جلسہ کی صدارت امام الانبیاء محبوب خدا شب اسریٰ کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔

یہ جلسہ اپنی شان میں منفرد نوعیت کا جلسہ تھا نہ ایسا جلسہ اس سے پہلے ہوا نہ بعد میں ہو سکا۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی اور اعلان ہوا اب آپ کے سامنے جد الانبیاء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اپنا روح پرور خطاب فرماتے ہیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کا خطاب:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ بِیَدِهٖ وَاسْجُدْلِیْ مَلاَئِکَةٌ وَجَعَلَ الْاَنْبِیَآءَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ."

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور مجھے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور تمام انبیاء کرام کو میری اولاد سے بنایا۔

ان کی تقریر کا وقت ختم ہوگیا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اعلان فرمایا: اب آپ حضرات کے سامنے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اپنا خطاب ذیشان فرماتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ

سیدنا نوح علیہ السلام کا خطاب:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَجَابَ دَعْوَتِیْ فَنَجَانِیْ مِنَ الْغَرْقِ بِالسَّفِیْنَةِ وَفَضَّلَنِیْ بِالنَّبُوَةِ."

تمام حمد وثناء اس معبود حقیقی کے لیے ہے جس نے میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے مجھے کشتی کے ساتھ غرق ہونے سے بچایا اور مجھے نبوت عطا فرما کر فضیلت بخشی۔

ان کا خطاب اختتام پذیر ہوا تو اعلان ہوا اب اللہ کے لاڈلے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام خطاب مستطاب فرمائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا خطاب:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَلَّمَنِیْ تَکْلِیْمًا وَاصْطَفَانِیْ وَاَنْزَلَ عَلَیَّ التَّوْرٰةَ وَجَعَلَ هِلَاكَ فِرْعَوْنَ وَنَجَاةَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی یَدَیَّ."

ہر قسم کی تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے ہے جس نے بلاواسطہ مجھ سے کلام فرمایا اور مجھے نبوت کے لیے چن لیا اور مجھ پر تورات نازل فرمائی اور میرے ہاتھوں میں سے فرعون کو ہلاک کیا اور میری طفیل بنی اسرائیل کو نجات عطا فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خطاب کا وقت ختم ہوا تو روح الامین نے اعلان فرمایا۔ اب خطاب فرمانے کے لیے تشریف لاتے ہیں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور آپ تشریف لاکر اپنے مواعظ حسنہ سے ہمیں مستفیض فرماتے ہیں۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خطاب:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلاً وَّاَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَاصْطَفَانِیْ بِالرِّسَالَۃِ وَانْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَھَا عَلَیَّ بَرْدًا وَّسَلَامًا."

اس خالق کائنات کے لیے ساری حمدیں اور ثنائیں جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھے رسالت کے لیے منتخب فرمایا اور مجھے آگ سے نجات دی اور ٹھنڈی سلامتی والی کردیا۔ مجھ پر آگ کو۔

جب یہ تمام مقررین اپنے اپنے خطبات اور تقاریر کر چکے تو جبرائیل امین علیہ السلام نے اعلان کیا۔

حضرات! اب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور اس جلسہ کا آخری مقرر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اپنے خطاب سے ہمیں نوازتے ہیں۔ بس ان کے بعد صدر جلسہ اپنا صدارتی خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے فرمایا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَّمَنِیْ التَّوْرٰتَ وَالْاِنْجِیْلَ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِئُ

اَلْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِی الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَجَعَلَنِیْ مِثْلَ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنَ وَعَلَّمَنِي الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔"

تمام حمد وثنا کا مالک وہ رب دوجہاں ہے جس نے مجھے توریت اور انجیل کا علم عطا فرمایا اور مجھے مادر زاد اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کے لیے شافی بنایا اور اس کے حکم سے میں نے مردے زندہ کیے اور مجھے آدم علیہ السلام کی مثل بنایا ان کو مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئے اور مجھے کتاب وحکمت سکھائی۔

(المواہب اللدنیہ ص ۳۳۸۔ شفاً لقاضی عیاض جلد اوّل ص ۱۰۹۔
نزہت المجالس جلد ثانی ص ۱۳۱ بحوالہ المعراج ص ۱۱۲، ص ۱۱۱، ص ۱۱۰)

سید عالم کا خطبہ صدارت:

جب یہ خطبات مکمل ہو چکے۔ انبیاء کرام نے اپنا اپنا خطبہ ارشاد فرما لیا تو اب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے امام الانبیاء سرور کائنات، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے خطبہ صدارت کا اعلان فرمایا کہ اب آقائے نامدار انبیاء کے تاجدار، شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خطبہ صدارت ارشاد فرمائیں گے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ صدارت بایں الفاظ ارشاد فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ تِبْيَانَ كُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ اُمَّةً وَّسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشُرِحَ لِیْ صَدْرٌ وَوُضِعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرُفِعَ لِیْ ذِكْرِیْ وَجَعَلَنِیْ نَاتِحًا وَّ خَاتِمًا۔

تمام تعریفوں کے لائق وہ خداوند قدوس ہے جس نے مجھے رحمۃ اللعالمین اور پوری نسل انسان کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر حق و باطل میں فرق کرنے

والی اس کتاب کو نازل فرمایا۔ جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا اور میری امت کو امت وسط بنایا اور میرے سینہ پاک کو کھول دیا اور جس خداوند قدوس نے مجھ پر سے غم امت کا بوجھ اتار دیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھے فاتح اور خاتم نبوت بنا کر بھیجا۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ."

اسی وجہ سے حضور تم سب میں سے افضل ہیں۔

بزرگ و برتر ہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، نے فرمایا:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا دو بالا ہمارا نبی ﷺ
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

(نزہت المجالس، جلد دوئم ص ۱۳۱، زرقانی جلد ششم ص ۵۰)

تمام انبیاء کرام نے سرکار دو عالم علیہ السلام کی فضیلت کو تسلیم کیا اور تمام نے انہیں الفاظ سے سلام پڑھا جن الفاظ سے ملائکہ نے پڑھا تھا۔

گویا کہ جلسہ معراج کے آخر میں صلوٰۃ وسلام بھی پڑھا گیا۔

تمام انبیاء علیہم السلام نے کھڑے ہو کر حلقہ باندھ کر پڑھا۔

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

خطیب کا تخیل:

خطیب کہتا ہے کہ گویا مثال کے طور پر تمام انبیاء کرام کا مجمع ہے۔ حضور علیہ السلام کے پاس ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضرت کلیم اللہ کی طرف دیکھا اور یوں گویا ہوئے۔

؎ کس کو دیکھا یہ موسیٰ علیہ السلام سے پوچھے کوئی

موسیٰ علیہ السلام نے سرکار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

؎ آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

آپ نے فطرت کو پسند فرمایا:

جب جلسہ سے فارغ ہوئے تو سرکار علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو برتن پیش کئے۔

سرکار ﷺ فرماتے ہیں:

"فَجَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ اِخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ"

"پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا پیش کیا میں نے دودھ کو پسند فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا۔"

اگر آپ شراب پسند فرماتے تو ساری امت گمراہ ہو جاتی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳)

معراج آسمانی:

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا۔" (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳)

پھر ہمیں آسمان دنیا کی طرف بلند کیا گیا۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ

ہمہ پیغمبراں در جستجو اند!
خدا داند کہ تو درچہ مقامی

اور نبیوں کا یہ مرتبہ ہی نہیں عرش اعظم پہ کوئی گیا ہی نہیں
ایسا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں، جیسا رتبہ تیرا آج کی رات ہے

لفظ معراج:

حدیث پاک میں لفظ عرج کا ذکر موجود ہے اور یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں ہے لیکن یہ سرکار دو عالم علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ منکرین معراج کی زبانوں پر بھی لفظ معراج جاری ہے۔

وہ جب بھی ذکر معراج کریں گے تو لفظ معراج ہی بولیں گے۔

معراج عبرانی کا لفظ ہے جس کا معنی ہے سیڑھی۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک سیڑھی لائی گئی جو آسمانوں تک لمبی تھی اور جس کے دو بازو تھے۔ ایک سرخ یاقوت کا اور ایک سبز زمرد کا یہ بازو مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے تھے۔

اس سیڑھی کی پچاس منزلیں تھیں اور ہر منزل کے درمیان ستر (۷۰) ستر (۷۰) برس کا فاصلہ تھا اور ہر منزل پر ایک فرشتہ متعین تھا جس کے ماتحت پچاس (۵۰) پچاس (۵۰) ہزار ملائکہ تھے۔ اس سیڑھی کا ایک ڈنڈا سونے اور ایک چاندی کا تھا۔ میں اس پر چڑھا۔

اور دوسری روایت کے مطابق آپ براق پر تشریف لے گئے۔

(ریاض الازھار ص ۲۱۱ بحوالہ درۃ التاج)

اب ان دونوں روایتوں میں تطبیق یوں ہوگی کہ معراج کے دولہا علیہ السلام براق پر سوار ہو کر اس سیڑھی پر تشریف لائے کیونکہ براق نے ان بچاس زینوں کو جن کی مسافت ستر (۷۰) ستر (۷۰) سال کی ہے۔ آن واحد میں طے فرمالیا۔ جہاں وہ قدم رکھتا تھا اس کی نظر پہلے وہاں پہنچ چکی ہوتی تھی۔

براق لفظ برق سے بنا ہے جو مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی بہت سی بجلیوں کی جمع یا ساری بجلیوں کا مرکب۔

ایک محتاط اندازہ کے مطابق عام برقی رو کی تیزی ایک لاکھ اسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے تو جو کئی بجلیوں کی جمع براق ہے۔

اس کی رفتار کا کیا کہنا۔

؎ تھا براق نبی یا کہ نور نظر!
یہ گیا وہ گیا اور نہاں ہو گیا

ملاں کہتا ہے میں بھی نبی کی طرح ہوں۔

اگر وہ نبی کی طرح ہے تو اسے چاہئے کہ وہ براق نہیں، عام برق کو چھو کر دکھائے۔ انشاء اللہ مسئلہ سرے سے ختم ہی ہو جائے گا۔

؎ جیہڑا نبی ﷺ نوں سمجھے مثل اپنی، دھروں دھکیاں اوہ قہار دا اے
توبہ اسی نہیف کثیف بندے جسم نور ای نور سرکار دا اے
مکھی بیٹھے نہ بدن حضور ﷺ دے تے منکر منہ وچ مکھیاں ماردا اے
بے خبر نوں خبر حضور ﷺ دی کیہہ اینویں کوڑیاں لافاں پیا ماردا اے

بجلی ہیڈ رسول ﷺ سے آتی ہے:

حضرات گرامی!

یہ ہمیں بجلی ہیڈ رسول ﷺ سے سپلائی ہوتی ہے۔

ملاں کہتا ہے کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں مانتا۔

جس چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے میں اسے حرام سمجھتا ہوں۔ اب بجلی پر رسول اللہ ﷺ کا نام آ گیا کیونکہ یہ ہیڈ رسول ﷺ سے آتی ہے۔ منکرین کو چاہئے کہ ساری بجلی سے چلنے والی اشیاء ہم بریلویوں کو بھیج دیں۔ یہ لاؤڈ سپیکر۔ ٹیوبیں، بلب وغیرہ وغیرہ سب کچھ اہلسنت کی مساجد میں دے دیں اور خود ایک کھلے میدان میں چلے جائیں اور وہاں جا کر دعا مانگیں۔

یا اللہ! بجلی پر نام آ گیا ہے غیر اللہ کا۔ لہٰذا ہم یہ بجلی لینا نہیں چاہتے ہم پر اپنی ہی بجلی پھینک، تیری بجلی ہمیں چاہئے۔ بس۔

بہر کیف!

برق سے تیز تھا یہ براق آپ کا
حق تعالیٰ کو تھا اشتیاق آپ کا
اب نہیں دیکھا جاتا فراق آپ کا
جلد چلنا روا آج کی رات ہے

پہلا آسمان:

آن واحد میں پہلا آسمان آ گیا تو

"فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ فَقِیْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرَائِیْلُ وَقِیْلَ مَنْ مَعَكَ قَالَ "مُحَمَّدٌ" قِیْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ فَفَتَحَ لَنَا."

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳)

پس جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا تم کون ہو۔ کہا جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ کہا: میرے ساتھ محمد علیہ السلام ہیں۔

پوچھا گیا کیا تمہیں ان کی طرف بھیجا گیا تھا۔

کہا: ہاں مجھے ان کی طرف بھیجا گیا تھا۔ پس، ہمارے لیے دروازہ کھل گیا۔

حضرت افتخار ملت:

سوال یہ ہے کہ جب تمام انتظام و انصرام کرائے گئے۔ ملائکہ کو جشن معراج النبی کا علم تھا تو پھر دربان آسمان نے یہ سب سوالات کیوں کیے؟ حضرت افتخار ملت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

> ''میرے خیال میں تو یہی ہوسکتا ہے کہ شاید ایوان رب العزت سے ہر آسمان کے دربان کو یہ حکم ملا ہو کہ جبرائیل علیہ السلام سے، میرے محبوب پاک کے آنے کے متعلق پوچھ لینا اگر وہ ساتھ ہو تو دروازہ کھول دینا نہیں تو اس کے بغیر آج جبرائیل علیہ السلام کو بھی اوپر آنے کی اجازت نہیں ہے۔'' (المعراج ص ۱۱۹ مصنفہ حضرت افتخار ملت)

میری ناقص رائے:

میری ناقص سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جب کسی مہمان کی آمد ہو تو اس کے لیے اسپیشل دروازے بنائے جاتے ہیں ممکن ہے کہ یہ دروازے شب معراج کے لیے مخصوص ہوں تو مخصوص دروازوں سے وہی گزرتا ہے جس کے لیے بنائے گئے ہوں، باقی اس کے خادم اس کی معیت میں گزر جاتے ہیں اس کے بغیر وہ ان دروازوں سے نہیں گزر سکتے اسی لیے ہر آسمان پر حضور ﷺ کے متعلق پوچھا جاتا رہا اور جب یہ پتہ چلتا رہا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو دروازہ کھل جاتا رہا۔

پہلے آسمان پر سیدنا آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام نے جواب میں کہا: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ مَرْحَبًا يَا ابْنَ الصَّالِحِ وَيَا نَبِيَّ الصَّالِحِ فرمایا: (المعراج ص ۱۲۰)

نبوت کی رفتار:

حضور علیہ السلام تمام انبیاء کرام کو بیت المقدس میں چھوڑ آئے تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ سے پہلے آسمان پر کس طرح پہنچ گئے تو جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام براق کی رفتار سے تشریف لائے اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام نبوت کی رفتار سے تشریف لائے۔ براق کتنا بھی تیز ہو نبوت کی رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ سیر کے لیے جا رہے تھے اور انبیاء اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر تو ڈیوٹی والے تیز چلا کرتے ہیں۔ بخلاف سیر کرنے والے کے، کہ وہ آہستہ آہستہ چلا کرتا ہے۔

آسمانوں کے دروازے:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آسمان کے دروازے نہیں ان کو اس حدیث پر غور کرنا چاہئے۔ جس میں بار بار یہ فرمایا گیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

دیگر حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ

''اِذَا دَخَلَ الرَّمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ.''

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

''جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔''

اور ارشاد فرمایا:

''فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ.'' (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے ایک دروازے کا نام باب ریان ہے اس سے صرف روزہ دار ہی گزریں گے اور پھر جبرائیل علیہ السلام نور تھا تو وہ مصطفیٰ علیہ السلام کے کمرہ میں ایک چھوٹے سے سوراخ

سے داخل ہوگیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نور کے لیے کوئی شی درمیان میں حائل نہیں ہوسکتی۔''

مخالف لوگ کہتے ہیں کہ احمد ﷺ کیونکر افلاک پر پہنچے
فلک کے کون سے در تھے کہ عرش پاک پر پہنچے
مخالف کی عجب بے ڈھنگی سی گفتار ہوتی ہے
وہ کیا جانیں کہ نورِ حق کی کیا رفتار ہوتی ہے
انہیں کہہ دو کہ نور کو حائل نہیں دیوار ہوتی ہے
نظر شیشے پہ جب پڑتی ہے فوراً پار ہوتی ہے

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

سیدنا آدم علیہ السلام نے سرکارِ دو عالم علیہ السلام کا پہلے آسمان پر استقبال فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے دائیں طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ آپ کی دائیں طرف بھی اولادِ آدم کی ارواح ہیں اور بائیں طرف بھی۔

پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام یہ حضور آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں کیا ہے۔ اور یہ بائیں طرف دیکھ کر روتے کیوں ہیں اور دائیں طرف دیکھ کر خوش کیوں ہوتے ہیں۔

عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے دائیں طرف جنتیوں کی ارواح ہیں اور بائیں طرف جہنمیوں کی۔

جنتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور جہنمیوں کو دیکھ کر روتے ہیں۔ کیوں؟ ......
اس لیے کہ آج حضور بارگاہ رب العزت میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میرے رونے کے باعث آپ کو میری اولاد پر رحم آ جائے گا تو یہ ان کی سفارش اور شفاعت اپنے رب العزت سے فرما دیں گے۔

نماز کے قیام کی فرضیت:

پہلے آسمان پر سرکار دو عالم علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک کثیر انبوہ ملائکہ کرام کا قیام میں اللہ تعالیٰ کی تسبیحات پڑھ رہا ہے۔

فرمایا: جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہیں۔

عرض کیا: یہ ملائکہ نوری ہیں، جب سے پیدا ہوئے ہیں، اسی طرح قیام میں ہیں اور تا قیام قیامت اسی طرح قیام میں تسبیح پڑھتے رہیں گے۔ حضور ﷺ کو یہ قیام بہت پسند آیا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی پسند دیکھتے ہوئے اللہ نے امت مصطفویہ ﷺ کی نماز کا قیام فرض کر دیا۔ (معارج النبوت جلد نمبر ۳ ص ۱۳۲)

رکوع سجود التحیات:

اسی طرح دوسرے تیسرے اور چوتھے آسمان پر رکوع، سجود اور التحیات فرض کی گئی جب سرکار دو عالم چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے تو ملائکہ کو التحیات میں تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا تو پسند فرمایا۔ چنانچہ التحیات فرض ہوگئی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام تمام ان انبیاء کو جن سے آسمانوں پر ملاقات ہوئی پہلے سلام کیوں فرما رہے تھے۔ جواب یہ ہے کہ سرکار سواری پر تشریف لا رہے تھے اور وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور سرکار کا ارشاد ہے کہ

"يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ."

"سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔"

اس لیے سرکار ﷺ نے اپنی حدیث مبارک پر خود عمل فرماتے ہوئے ہر مقام پر سلام کی ابتداء خود فرمائی۔

دوسرا آسمان:

سرکار دو عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الثَّانِیَۃِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَائِیْلُ."

(حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳)

"پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا اور جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔"

حسب سابق سوالات و جوابات کے بعد دوسرے آسمان کے دربان نے دروازہ کھولا......تو

"فَاِذَا اَنَا بِابْنَیِ الْخَالَۃِ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ وَیَحْیٰی ابْنِ زَکَرِیَّا مَرْحَبَابِیْ وَدَعَوَالِیْ بِخَیْرٍ." (حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳)

"پس، اچانک میں اپنے خالہ کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام اور یحییٰ بن زکریا کے ساتھ تھا۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔"

تیسرا آسمان:

اسی طرح تیسرے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ یوسف علیہ السلام جن کو نصف حسن عطا فرمایا گیا ہے۔ انہوں نے مجھے اَھْلاً وَّسَھْلاً مَرْحَبًا فرمایا اور دعائے خیر میرے لیے کی۔

چوتھا (۴)، پانچواں (۵) اور چھٹا (۶) آسمان:

چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے اور
چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے۔
ان سب نے مرحبا فرمایا اور دعائے خیر میرے لیے فرمائی۔

ساتواں (۷) آسمان اور بیت المعمور اور فرضیت جمعہ:

فرمایا:

"ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَائِیْلُ."

پھر ہم نے عروج کیا۔ ساتویں آسمان کی طرف اور جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

جب دروازہ کھلا تو دیکھا۔

"فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِیْمَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَی الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ یَدْخُلُهٗ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْهِ."

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے وہ بیت المعمور جس میں روزانہ ستر (۷۰) ہزار فرشتہ زیارت کے لیے داخل ہوتا ہے اور جو ایک مرتبہ آتا ہے دوبارہ نہیں آتا۔

بیت اللہ شریف کے بالمقابل ساتویں آسمان پر ملائکہ کا قبلہ بیت المعمور شریف ہے۔ جہاں کے امام اور خطیب حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام ہیں۔

لاتعداد فرشتوں کا وہاں حضور ﷺ نے اجتماع ملاحظہ فرمایا تو آپ کو وہ بہت پسند آیا۔ اس پسندیدگی کی وجہ سے امت مصطفویہ ﷺ پر جمعہ فرض کر دیا گیا۔

وہاں پر سرکار دو عالم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی درخواست پر ملائکہ کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

کہتے ہیں کہ جو فرشتے سرکار کی زیارت کے لیے جمع ہوئے تھے۔ انہوں نے سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ لیا تو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی"

(پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۱۷۔ ۱۶)

''اور جب سدرہ کو ڈھانپ لیا اس چیز نے کہ جس نے ڈھانپ لیا اور نہ جھپکی آنکھ نہ ٹیڑھی ہوئی۔''

سدرۃ المنتہیٰ:

''ثُمَّ ذَهَبَ بِیْ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی'' (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

''پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا۔''

سدرہ عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔

ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے وہاں پر ایک درخت بیری کے درخت جیسا جس کا تنا سونے کا۔

ڈالیاں یاقوت کی، پتے ہاتھی کے کان کے برابر چوڑے اور پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح بڑا بڑا ہے۔

اس درخت کی شاخ سے جڑ تک مسافت پچاس ہزار برس کی ہے اس پر بے شمار ملائکہ پروانہ وار آتے اور جاتے رہتے ہیں۔

نہر حیات اور دیگر چار نہریں:

اس درخت کے نیچے سے چار نہریں نکلتی ہیں۔

نہر کوثر۔ نہر رحمت۔ نہر فرات اور نہر نیل۔

نہر کوثر اور نہر رحمت دونوں جنت کی نہریں ہیں اور فرات و نیل دنیا کی۔

اس کے آگے ایک نہر حیات ہے جس میں روزانہ ملائکہ غسل فرماتے ہیں اور غسل فرما کر جب وہ اپنے پر جھاڑتے ہیں تو ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کیا جاتا ہے جو اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔

سدرہ کا میزبان رسول ﷺ

حضور علیہ السلام نے اس درخت کی ایک شاخ کو ملاحظہ فرمایا کہ جس کی بلندی ایک لاکھ برس کا راستہ تھی اس کے اوپر ایک نورانی پتہ تھا جو سات زمین اور سات

آسمان کے برابر تھا۔ جس پر نوری بچھونا بچھا ہوا تھا اس پر ایک کرسی موجود تھی کہ جو نبی اکرم علیہ السلام کے اسم گرامی سے منسوب و مقرر تھی۔

اس کے سامنے چالیس (۴۰) ہزار ملائکہ توریت کی تلاوت کر رہے تھے اور پیچھے چالیس (۴۰) ہزار ملائکہ انجیل کی تلاوت کر رہے تھے۔

اسی طرح دائیں طرف چالیس (۴۰) ہزار ملائکہ زبور اور بائیں طرف چالیس (۴۰) ہزار ملائکہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت روح الامین جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری رہائش گاہ ہے۔ تشریف لائیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس کو مشرف فرمایئے تا کہ اس مقام کو بھی برکت حاصل ہو جائے۔ (ریاض الاذھار ص ۲۲۲)

اَلْمُنْتَہٰی:

اس مقام کو المنتہٰی سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کہ یہاں پہ ہر اہل علم کے علم کی ...... ہر بلند ہونے والے کی بلندی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ اس مقام سے آگے سوائے سرور کائنات علیہ السلام کے کوئی نہ جا سکا اور نہ ہی جا سکے گا۔ کیونکہ یہ ہر جانے والے کی انتہا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے سر جھکا دیا اور عرض کیا۔

محمد دے قدماں چہ سرنوں نوا کے
عرض کیتی جبرئیل علیہ السلام سدرہ تے جا کے
میں اک پیر اگے نہیں جاسکدا آقا ﷺ
میرا آخری ایہہ مقام آ گیا اے

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آ گیا:

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

اے جبرائیل تم مجھے تنہا چھوڑ رہے ہو یہ اصول دوستی کے خلاف ہے۔

؎ چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم زصحبت چرا تافتی

بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام

اے جبرائیل علیہ السلام تمہیں اپنی پرواز پر بڑا فخر ہے۔تم بہت سبک رفتار اور بے پناہ طاقت کے مالک ہومگر آج مزا تب ہے اگر محمد ﷺ کے ساتھ دوڑو تو۔

؎ کہ اے حامل وحی برتر خرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام

اے جبرائیل تمہاری برق رفتاری اور پرواز کا یہ عالم ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں ڈالا گیا۔اس وقت تمہیں حکم ملا کہ جاؤ اور آگ کو گلزار بنا دو اور ابراہیم سے پہلے تم وہاں پہنچو۔

تم سدرہ سے چلے اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اس آگ میں پہنچ گئے اور اسے گلزار بنا دیا۔چند لمحوں میں وہاں پہنچ گئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلوئے نازنین پر چھری رکھ دی گئی تو تمہیں حکم ہوا کہ جاؤ اور چھری چلنے سے پہلے جنت سے دنبہ لے کر حاضر ہو جاؤ۔

تم پہلے جنت میں گئے وہاں سے مینڈھا لے کر چند لمحوں میں وہاں بھی پہنچ گئے۔

یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے اندھیرے کنویں میں ڈالا اور رسی کاٹنے لگے تو تمہیں حکم ہوا کہ رسی کے کٹنے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور یوسف علیہ السلام کے نیچے اپنے پر بچھا دو۔تم وہاں بھی پہنچ گئے۔

میرا دانت مبارک شہید ہوا۔

خون مبارک نکلا تو تمہیں حکم ہوا۔خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے قبل وہاں پہنچ جاؤ اور تم ایک آن میں وہاں بھی پہنچ گئے۔تم بڑی تیز رفتاری کے مالک ہومگر آج چلو نا میرے ساتھ۔

؎ کہ اے حامل وحی برتر خرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام

عرض کیا آقا ﷺ!

"لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَةً لَاحْتَرَقْتُ."

(تفسیر روح البیان جلد چہارم ص ۱۴۹ المواہب ص ۳۴۶،

نزہت المجالس جلد ثانی ص ۱۴۴)

اگر میں انگلی کے پورے برابر بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔

اگر یک سرموئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم!

جو آگے بڑھوں گا میں اک بال بھر — تجلی سے جل جائیں گے میرے پر

فرمایا، اے جبرائیل:

نبی ﷺ آکھیا راہ وچہ چھڈ جاناں نہیں سی دوستاں وچہ دستور اگے

وی آکھیا اوہ شعلے مار دا اے جس نور نے ساڑیا طور اگے

نبی اکرم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی معیت میں ایک قدم آگے بڑھایا۔ اس ایک قدم میں پانچ سو برس کی مسافت تھی تو ستر (۷۰) ہزار پروں کا مالک جبرائیل چڑیا کی شکل میں تھرتھر کانپنے لگا۔

(معارج النبوت جلد نمبر ۳ ص ۱۵۱)

عرض کیا:

آقا اگے دریا تجلیاں دا ٹھاٹھاں لہراں جلوے لگاتا رو سدا

ایتھوں اگاں دا میرے کول ٹکٹ ہی نہیں سڑ بجھ مراں جبرائیل پکاروسدا

اگلے راہ دا سرکار ﷺ کوئی پتہ ناہیں سچو سچ غریب نتار دسدا

کئی سوہنیاں ڈبیاں کھا غوطے جھگی یار اپنی ندیوں پار دسدا

نالے ایہہ رستہ شارع عام وی نہیں لگاں تیرانی اشتہار دسدا

میں کہیہ چیز تے کیہہ اے مجال میری جتھے موسیٰ وی ہوش وسار دسدا

اگے جان دی سوہنیاں نہیں طاقت ہتھ جوڑ مڑ مڑ باربار دسدا

پہنچے سدرہ مقام حضور اگوں جبرائیل علیہ السلام وی اپنی ہار دسدا

جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی حالت میں:

فرمایا جبرائیل علیہ السلام جب کبھی میرے پاس آئے ہو شکل بدل بدل کر آتے رہے ہو آج ذرا مجھے اپنی اصلی شکل دکھاؤ۔ جبرئیل نے صرف ایک پر کھولا تو وہ پر مشرق و مغرب میں پھیل گیا۔

فرمایا میں نے ملاحظہ فرمالیا۔ اب پھر سابقہ حالت پر آ جاؤ۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو جبرائیل علیہ السلام کو اس کی اصلی حالت میں ملاحظہ فرمالیا۔ مگر جبرائیل کے سامنے اگر حضور ﷺ اپنی اصلی ہیئت میں جلوہ گر ہوتے تو جبرائیل علیہ السلام نہ دیکھ سکتے بلکہ وہ بے ہوش ہو جاتے۔

یہ سات سو (۷۰۰) پروں کا مالک جن کا ایک پر مشرق اور مغرب کو ڈھانپ لیتا ہے۔ آج سرکار ﷺ کے سامنے عاجز ہو کر کھڑے ہیں۔

رومیؒ فرماتے ہیں:

؎ جبرائیلا تو شریفی و عزیز
تو نہی پروانہ آن شمع نیز!

هَلْ لَكَ حَاجَةٌ:

فرمایا: جبرائیل علیہ السلام یاد کرو۔

جب میرے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تم نے نارِ نمرود میں جاتے ہوئے کہا تھا کہ

"هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ"

آج میں تمہارا یہ ادھار اتار دوں۔

میں تم سے پوچھتا ہوں "هَلْ لَكَ حَاجَةٌ"

اگر کوئی حاجت ہے تو بیان کرو میں پوری کردوں۔

اگر اللہ ہی حاجت روا ہے؟

ملاں سے پوچھئے، اگر اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کیوں فرمایا۔

"هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ"

کیا انہیں معلوم نہ تھا کہ اللہ ہی حاجت روا ہے اور بس۔

جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ!

حاجت ہے پوری فرما دو:

"سَلِ اللّٰهَ اَنْ اَسْبُطَ جَنَاحِىَّ عَلَى الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰى يَجُوْزُ عَلَيْهِ." (روح البیان جلد دوئم ص)

اللہ تعالیٰ سے سوال کیجئے (اجازت لے دیجئے) کہ میں اپنے پروں کو پل صراط پر بچھا دوں آپ کی امت کے لیے اور وہ ان پروں کے اوپر سے گزر جائے۔

وجدان رضا بریلوی علیہ الرحمتہ:

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ!

احمد رضا آپ کا غلام ہے اسے جبرائیل علیہ السلام کا ممنون احسان نہ فرمانا۔

غلام آپ کا ہو اور احسان لے جبرائیل علیہ السلام کا؟

آواز آئی پھر تم کیا چاہتے ہو تو عرض کیا۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو!

جبرائیل علیہ السلام پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو!

یوں محسوس ہوتا ہے کہ عرض بارگاہ رسالت میں منظور ہوگئی جبھی تو فرماتے ہیں کہ

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے ربِّ سلّم صدائے محمد ﷺ

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام دیکھتے ہی رہ گئے اور معراج کے دولہا علیہ السلام اگلے سفر پر روانہ ہو گئے۔

اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ

تھکے تھے روح الامین کے بازو کہاں یہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

خاکی - ناری اور نوری:

حضرات گرامی!

مخلوق کی تین قسمیں ہیں۔

خاکی۔نوری اور ناری۔

ہم خاکی مخلوق ہیں، کیونکہ اللہ فرماتا ہے۔

"اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ." (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۸)

"بے شک میں مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔"

ملائکہ نوری مخلوق ہیں ان کے نور ہونے میں کسی مکتب فکر کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔شیطان ناری مخلوق ہے جیسا کہ اس کا یہ اقرار قرآن میں موجود ہے کہ

" خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ."

(پ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۲)

تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا فرمایا۔

خاکی نے چھلانگ لگائی　　　آٹھ فٹ تک گیا۔
ناری نے چھلانگ لگائی　　　پہلے آسمان تک گیا۔
نوریوں کا سردار چلا　　　سدرہ تک گیا۔

مولویو۔ اب مجھے بتاؤ کہ جو سدرہ سے بھی آگے گیا وہ کون سی مخلوق تھی۔ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی رٹ لگانے والو یہاں پر تو ناری اور نوری عاجز ہیں تم کس کھیت کی مولیاں ہو؟

جبرائیل علیہ السلام محو حیرت ہو کر دیکھ رہے ہیں کہ

؎ لاپریتاں دے دلا سے اوہ گئے
اوہ گئے دلاں دے جانی اوہ گئے

کہاں گئے۔

؎ جتھوں تیک نہ کوئی ہور گیا
اک کالیاں زلفاں والا سی اوہ سدرہ دیاں حداں توڑ گیا۔
جتھے نہ جاندے نوری ڈر دے۔
عقل دے خانے کم نہ کر دے۔
جیہڑے سی راز نیاز دے پردے اوہ سوہنا محمد توڑ گیا۔
؎ اوتھوں تیک نہ کوئی ہور گیا
اوتھوں تیک نہ کوئی ہور گیا!

رَفْرَف:

اب وہ منزل آ گئی کہ جہاں منزل کا تصور ختم۔
جبرائیل علیہ السلام سدرہ پر رہ گئے۔
براق بھی پیچھے رہ گیا اور اب ایک سبز رنگ کا بچھونا نمودار ہوا جسے رفرف کہتے ہیں۔ اس سے ید قدرت ظاہر ہوا اور اوپر لے گیا۔

(الیواقیت والجواہر جلد ثانی ص ۳۶)

مقام وحشت:

اب وہ مقام آیا کہ

؎ نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور نہ سنگ ساحل نہ مرحلے تھے۔

اس مقام پر تنہائی کی وجہ سے وحشت محسوس ہوئی تو آواز قدرت آئی کہ محبوب ﷺ اپنے آپ کو تنہا مت سمجھو۔

مت گھبراؤ کیونکہ میں نے تمہیں سیر کروائی ہے۔

"اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ."

تو میں تمہارے ساتھ ساتھ ہی ہوں، اب اگر تنہائی محسوس کرتے ہو اور کوئی راستہ نہیں پاتے تو میرا وعدہ ہے کہ

"یَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا." (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۲)

"میں خود تجھے سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔"

راہ کا تو نام و نشان نہ تھا۔

پھر مطلب یہ نکلا کہ اے محبوب جس شاہراہ محبت پر میں تمہیں چلا رہا ہوں۔ میں خود اس کی رہنمائی کروں گا۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی:

ہاں اب سمجھ میں آ گیا کہ امام اہلسنت نے جو ترجمہ فرمایا بالکل صحیح ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۷)

اور تمہیں اپنی محبت میں وارفتہ پایا اور اپنی طرف راہ دی۔

ضالاً کا معنی کرتے ہوئے بڑے بڑے نام نہاد مفسرین اور بزعم خود مترجمین نے اپنی مبینہ جہالت اور خبث باطن کا کھل کر اظہار کیا اور بغض رسول کی منہ بولتی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی ہے۔

ان کو ترجمہ کرتے وقت یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس آیت میں لفظ ضال کی نسبت کس ذات والا صفات کی طرف ہے۔

ضال کے مختلف معانی سے ناآشنا ان ماڈرن مترجمین نے ذات نبوت کا ذرا پاس نہ کیا اور معاذ اللہ ذات نبوت کو گمراہ ۔ گم گشتہ راہ۔ راہ بھولا ہوا لکھ دیا۔ یاللعجب

؎ چہ بے خبرز مقام محمد عربی ست

حالانکہ نبوت کے متعلق اس معنی کی صریح نفی اس آیت میں موجود کہ

''مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی'' (پ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر۲)

''نہ بھٹکا تمہارا صاحب اور نہ بہکا۔''

اب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ کے کلام میں تعارض ہو وہ خود ہی فرمائے کہ میرا محبوب نہ گمراہ ہوا نہ بہکا اور خود ہی فرمائے کہ تجھے بھٹکا ہوا یا گمراہ پایا اور راہ دی۔

کلام باری میں تعارض نہیں ہوسکتا ہاں ان ملاؤں کی ذات نبوت سے دشمنی کے باعث ان کی عقل کا فتور ہوسکتا ہے۔

کیونکہ ضال کا معنی محبت یہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو سورۂ یوسف ارشاد باری تعالیٰ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے تو اولاد نے ان سے کہا۔

''اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٌ.'' (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر۸)

''یقیناً ہمارے والد (ایسا کرتے ہوئے) کھلی محبت کا شکار ہیں۔''

''قَالُوْا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ.''

(پ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر۹۵)

''گھر والوں نے کہا (باباجی) آپ اپنی اسی پرانی محبت میں مبتلا ہیں۔''

اب ان ماڈرن مفسرین نے ان مقامات پر مختلف ترجمے کئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو پرانی محبت میں گرفتار ثابت کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ

"اَلضَّلَالُ بِمَعْنَى الْمُحَبَّةِ" (تفسیر کبیر)

یعنی ضلال معنی محبت ہے۔

علاوہ ازیں عرب لوگ جنگل کے اس درخت کو جو راستہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ ضال کہتے ہیں اور اہل علم نے یہ مثال بھی پیش کی ہے کہ

"ضَالَّ الْمَآءُ فِي اللَّبَنِ."

"پانی دودھ میں گم ہو گیا۔"

اس کا مطلب ہے کسی کی محبت میں گم ہو جانے کو ضال کہتے ہیں۔

لہٰذا ترجمہ کرتے وقت لفظ کی نسبت کا خیال رکھا جاتا ہے جیسا کہ صلوٰۃ کا معنی ہے نماز مگر جب اللہ کی طرف اس کی نسبت ہو تو معنی بدل جاتا ہے اور درود ہو جاتا ہے اور ملائکہ کی طرف ہو تو اسی کا معنی دعا ہے۔ جیسا کہ آیت "يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" میں ہے اسی طرح ضال کا لفظ جب حضور کی طرف منسوب ہو گا تو معنی محبت ہو گا۔ گمراہی کا معنی مراد لینا گمراہوں کا کام ہے۔ تو معنی یہ ہو گا کہ آپ کو محبت میں وارفتہ پایا تو راہ دی۔ لہٰذا جب کوئی سنگی ساتھی نہ رہا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور اپنی طرف راہ دی۔

نوری حجابات:

نبی اکرم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ستر ہزار نوری حجابات طے فرمائے ایک ایک حجاب کی مسافت ستر ہزار برس تھی۔

مجھے آواز آتی تھی کہ

"اُدْنُ مِنِّیْ. اُدْنُ مِنِّیْ."

ستر ہزار مرتبہ آواز آتی رہی اور میں قدم اٹھاتا رہا۔ نوری حجاب طے فرماتا رہا۔

بعض نے ہر حجاب کی موٹائی پانچ پانچ سو برس بھی لکھی ہے۔

(معارج النبوت جلد سوئم ص ۱۵۲)

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: کہ آوازیں آتی رہیں۔

بڑھ اے محمد ﷺ قریں ہو احمد قریب آ سرور مجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے
حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

ملاں نے غلط سمجھا:

اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے مثال بے مثال دے کر مسئلہ سمجھایا مگر ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود کے مصداق ملاں جن کو کلام اعلیٰ حضرت کی سمجھ نہیں آتی ہے۔ اعتراض گھڑ دیتے ہیں، یہاں مولویوں کو یہ مغالطہ لگا کہ جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے۔

(معاذ اللہ خدا اور مصطفیٰ ہیں)

حالانکہ ایسا نہیں آپ کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ملاپ اور جدائی کو جب سے اللہ نے پیدا کیا تھا کبھی ایک موقع پر جمع نہ ہوسکے مگر شب معراج یہ آپس میں اکٹھے ہو گئے۔

عجب گھڑی تھی کہ وصل فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے!

آواز آتی ہے۔

"اُدْنُ مِنِّیْ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃ"

قدم اٹھایا جاتا ہے بڑے ناز و انداز سے ستر ہزار سال کی مسافت طے کر کے

قدم رکھا جاتا ہے اور انتظار کیا جاتا ہے کہ دیکھوں پھر آواز آتی ہے یا نہیں۔

نازو انداز ادھر

اُدْنُ مِنِّیْ ادھر،

ہر ادا پر ادا آج کی رات ہے۔

اچانک آواز آئی۔

"قِفْ یَا مُحَمَّدُ بِاَنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ." (مدارج النبوت اردو جلد اوّل ص ۳۰۵)

حضرت شیخ المحدثین، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ترجمہ فرمایا کہ

"رب تو نمازمی گذارد"

ٹھہر جائیے اے محمد ﷺ آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے۔

میرے نزدیک یہ معنی اس لیے درست ہے کہ

"اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ."

نماز مومن کی معراج ہے۔

یعنی نماز میں مومن اللہ سے راز و نیاز کرتا ہے۔

اللہ بھی حضور ﷺ سے اس شب راز و نیاز فرما رہا تھا۔

اس لیے فرمایا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے۔

مگر محققین کے نزدیک اس مقام پر صلوٰۃ کا ترجمہ درود ہے۔

"عَلَی الْاِطْلَاق."

(ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر جلد نمبر ۲ ص ۳۵ شفا شریف جلد نمبر ۱ ص ۴۷)

اور یہ آواز لہجہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ تھی۔

جوڑے نہ اتاریئے:

فرمایا: جب میں آگے بڑھا حتیٰ کہ عرش کے قریب ہوا تو نعلین پاک اتارنے کا ارادہ فرمایا تو عرش سے آواز آئی۔

"فَسُمِعَ مِنْ اَنِیْنِ الْعَرْشِ اَنْ لَّا تَخْلَعْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ."

(جواہر البحار جلد نمبر۳ ص ۴۳۰ شرح خرپوتی ص ۱۷۰)

"اے اللہ کے حبیب ﷺ اپنے نعلین پاک نہ اتاریں۔"

عرض کیا مولیٰ تو نے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا!

"فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ" اپنے جوڑے اتار دو۔

وہ کوہ طور تھا اور یہ تیرا عرش ہے۔

فرمایا: پیارے محبوب ﷺ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے انہیں نعلین اتارنے کا حکم دیا تھا مگر

یہ ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
موسیٰ علیہ السلام کہاں اور تم کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
وہ فقط طالب تھے تم طالب بھی ہو مطلوب بھی
وہ کلیم اللہ علیہ السلام اور تم میرے محبوب ﷺ بھی

پنجابی کے شاعر نے کہا:

آواز آئی پیارے توں نہ جوڑیاں آ
تیرا جوڑا محبوبا نہیں لاہن والا
تیرا جوڑا میرے ہے عرشاں دی زینت
ایہہ موسیٰؑ تے عیسیٰؑ دے نہیں پاون والا
محمد ﷺ پیارا بڑی شان والا
نہ جوڑے عرشاں تے چڑھ جان والا

قمر دنیٰ کے پردے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

(پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۱۴۔۱۵)

پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔

؎ اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

اور

قصر دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں
پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ ﷺ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتا کہ کیا کہ یوں!!

کس طرح گئے۔
سمت کیا تھی۔
سیر کہاں سے کہاں تک ہوئی۔
کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اللہ لامکاں ہے اور جہت سے پاک۔
نبی ﷺ لامکاں گئے جہاں جہت نہیں۔
غور فرمایئے:
اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں۔

؎ کماں امکاں کے جھوٹے نکتو تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

''قربت خاص میں راز و نیاز کی باتیں شروع ہو گئیں۔''
اللہ فرماتا ہے:
''فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی'' (پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۱۲)
''پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔''

؎ درمیان طالب و مطلوب رمز یست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

تحفہ محبوب:

فرمایا محبوب اتنے بڑے ملک سے آئے ہو تو میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو۔
سر سجدے میں رکھ کر عرض کیا۔
"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ."
تمام بدنی مالی تحائف (اللہ) تیرے لیے ہیں۔
اے میرے مولا!
ارشاد ہوا اے محبوب ﷺ میرا حکم یہ ہے کہ
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ
مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً."(پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۶۱)
پھر جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلامتی کی دعا دو اپنوں کو وہ دعا جو اللہ کی
طرف سے مقرر ہے جو بڑی بابرکت اور پاکیزہ ہے۔
اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا:
جب انسان کسی گھر میں داخل ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر پہلے سے وہاں
کوئی مسلمان موجود ہے تو کہے۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اگر وہاں کوئی شخص موجود نہ ہو تو کہے۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ."
(تفسیر ضیاء القرآن جلد سوئم ص ۳۴۵)
اے محبوب تم نے اس پر عمل پیرا ہو کر مجھے آتے ہی یہ کہا:
اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الخ

اب میں اپنے اس قانون کے مطابق کے

"هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ" (پ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۶۰)

نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

تحفہ کے بدلے تحفہ:

تمہیں تحفہ کے بدلہ یہ تحفہ پیش کرتا ہوں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

التحیات۔ صلوٰۃ۔ طیبات تیرا تحفہ — میں نے قبول فرمایا۔

تسلیمات۔ برکات۔ ارحمات میرا تحفہ — آپ قبول کیجئے۔

امت کی یاد:

آقائے دوجہاں نے اس مقام پر بھی امت کو یاد رکھتے ہوئے عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ."

ملاں کہتا ہے:

ملاں کہتا ہے:

نبی پر سلام نہ پڑھو یہ بدعت ہے۔ کفر ہے۔ شرک ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

مجھ پر بھی اور میری امت کے عباد صالحین پر بھی سلام۔

ملاں ایک سلام پر روتا ہے مگر یہاں

ولیوں پر — سلام

غوثوں پر — سلام

قطبوں پر — سلام

اوتادوں پر — سلام

ابدالوں پر — سلام

علماء پر — سلام

صلحاء پر — سلام

اولیاء پر — سلام

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ، اسی لیے فرماتے ہیں۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود!
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب وعتاب وحساب وکتاب!
تا ابد اہلسنّت پہ لاکھوں سلام

مانگو محبوب:

فرمایا: اے محبوب، سَلْ تُعْطَهٗ
مانگو آج جو مانگو عطا کیا جائے گا۔

رب آکھیا محبوب پیارا۔
ایہہ جگ اوہ جگ تینڈا اے سارا۔
خاطر تینڈی کل پسارا۔
جھبدیاں آویں۔ دیر نہ لاویں۔ کجھ منوادیں۔

جو منوانا ایں اج منواچا تینڈی رضا تے گل مک گئی
نور بشر دا مسئلہ کھلیا شب اسریٰ تے گل مک گئی

امت کی بخشش:

سائیں آکھیاں دل عرض کریم۔
سوچ سمجھ کے ایہہ الینم۔
توں سے سن سیں میں دکا منویم۔

امت نا کاری۔ او گنہاری۔ بخش دے ساری۔

گنہگاراں نوں توں گل لاویں
رسم وفا تے گل مک گئی!
نور بشر دا مسئلہ کھلیا!
شب اسریٰ تے گل مک گئی
وچہ پلکاں لنگھ پار سدھایا
ہفت سماء تے گل مک گئی

عرض کیا مولا:

میری امت گنہگار ہے۔اے باری تعالیٰ بخشش فرمادے۔

فرمایا محبوب ﷺ:

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى." (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر۵)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

حضرت مولا علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا:

"اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيْ رَبِّيْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيْتِ."

میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا۔حتیٰ کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا۔ اے محمد ﷺ کیا آپ راضی ہو گئے۔

پس میں کہوں گا ہاں میرے پروردگار میں راضی ہو گیا۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۸۷)

ایک اور روایت کے مطابق حضور فرماتے ہیں کہ جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں رہ جائے گا۔ میں شفاعت کرتا رہوں گا۔حتیٰ کہ اللہ فرمائے گا۔اے محبوب

ﷺ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اسے جنت میں لے جایئے۔ (مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۱۰، ۱۱۱)

حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ داس تساں
فَتَرْضٰى تھیں پوی آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں!
فَشَفَعْتُ شَفْعًا سائیں پڑھیاں

پچاس (۵۰) نمازیں:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"فَفُرِضَ عَلَيَّ خَمسِيْنَ صَلَاةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ"

(حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

پس میری امت پر ہر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

"فَنَزَلْتُ حَتّٰى اِنْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ اِرْجِعْ رَبُّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ." (حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

"پھر میں آسمان سے اترا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پوچھا اللہ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے فرمایا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کی طرف لوٹ جایئے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے آپ کی امت اس کی طاقت نہ رکھے گی۔"

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوٰتٍ بِكُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَتِلْكَ

الْخَمْسُوْنَ صَلاۃً" (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

"پس میں لوٹتا رہا اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ پانچ نمازیں دن اور رات میں ہوں گی۔ ہر نماز کا دس (۱۰) گنا ثواب ہوگا۔ پس یہ ثواب پچاس کا ہوگا۔"

اور یہ اس لیے کہ

"وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمِلْهَا كُتِبَتْ لَهَا حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمِلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ." (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

"جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور نیکی بالفعل نہیں کی اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اگر عملاً کرے اس نیکی کو تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو کوئی برائی نہیں لکھی جاتی۔ مگر جب برائی کرے تو ایک ہی لکھی جاتی ہے۔ اس لیے یہ آپ کی امت پانچ پڑھے گی تو میں ثواب پچاس کا ہی دوں گا۔"

میرا فیصلہ تبدیل نہیں ہوا کرتا۔

"فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ."

"میں اترا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انہیں خبر دی تو انہوں نے کہا پھر لوٹ جایئے اور اللہ سے تخفیف کا سوال کیجئے۔"

(اب آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ کاش ایک چکر اور لگ جاتا۔)

حضور ﷺ فرماتے ہیں، میں نے کہا:

"قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحَيْتُ مِنْهُ."

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۴)

''تحقیق میں لوٹ جاتا اپنے رب کی طرف، حتیٰ کہ مجھے حیاء مانع ہوگئی
اس سے۔''

اگر وہ زندہ نہ تھے:

ملاں سے پوچھئے کہ اگر قبروں والے زندہ نہیں اور نفع نقصان نہیں دے سکتے تو
حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے پچاس کی پانچ کیسے کرالیں۔
ملاں جی پچاس ہی پڑھا کریں تاکہ ان کا یہ بڑھا ہوا پیٹ بھی کم ہو اور انہیں
تنقید کا موقعہ بھی نہ ملے۔
اگر پانچ ہی پڑھنی ہیں تو مان لو کہ قبروں والے زندہ بھی ہیں اور نفع بھی دے
سکتے ہیں۔

وہ نفع دیتے ہیں:

امام المحدثین، سند المفسرین، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ
فرماتے ہیں کہ

''ان والیاء اللہ اور صلحائے مومنین سے کہ دفن کئے جاچکے ہیں نفع اور
فائدہ لینا جاری ہے اور مدد اور تائید بھی ان سے متصور ہے۔''

(تفسیر عزیزی پارہ نمبر ۳۰ ص ۷۹ مترجم اردو)

اگر علم ہوتا:

ملاں کہتا ہے کہ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ پچاس کی پانچ رہ جائیں گی تو پہلے
سے ہی پانچ کروالیتے۔ اتنے چکر لگانے کی کیا ضرورت تھی۔
میں کہتا ہوں۔ اگر اللہ کو علم تھا تو پچاس دیتا ہی نہ پہلے ہی پانچ دیتا اس نے
پچاس کیوں دیں؟

''مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا.''

''جو جواب تمہارا خدا کے لیے ہے وہی جواب ہمارا مصطفیٰ کے لیے ہے۔''

اصل بات:

اصل بات یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خداوند کریم جل جلالہ کی زیارت نہ کر سکے تھے اس لیے اللہ کریم نے فرمایا۔

میں بار بار مصطفیٰ علیہ السلام کو تمہاری طرف بھیجتا ہوں تم میرے دیکھنے والے کی زیارت بار بار کرو۔

اس لیے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سر راہ کھڑے رہے اور ہر بار حضور ﷺ کی زیارت کرتے اور گفتگو فرماتے رہے۔

ے جنہاں اکھیاں نے دلبر ڈٹھا اوہ اکھیاں تک لیئاں
توں ملیوں تے اللہ ملیا حسن آ ساں لگ گیئاں

قصہ مختصر:

حضرات گرامی! خطبہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لیے موضوع کو سمیٹ کر مختصر عرض کرتا ہوں اور اسی واسطے میں نے موضوع کو پہلے بھی اختصار بلکہ بہت زیادہ اختصار کے ساتھ عرض کیا ہے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام جس آن گئے اسی آن واپس جلوہ فرما ہو گئے۔

اور جب تشریف لائے تو بستر گرم تھا۔
پانی چل رہا تھا جس سے کہ وضو کیا تھا۔
کنڈا ہل رہا تھا۔
عاشق کہتا ہے کہ

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمد ﷺ

اور

صابر جڈاں تشریف لیائے۔
بستر گرم برابر پائے!
سال اٹھارہ گزر سڈھائے
کنڈا ہل دا۔
پانی چل دا۔
جھوٹا پل دا۔

من نہ من ہن تیری مرضی رات ھکاتے گل مک گئی!
نور بشر دا مسئلہ کھلیا شب اسریٰ تے گل مک گئی

رات رنگیلی چار رنگ لایم۔
کالیاں زلفاں بھی رنگ چایم۔
سب نبیاں دا بخت بڑھایم۔

مرسل سارے، کرن نظارے۔ جاون وارے
کون امام رسولاں دا مسجد اقصیٰ تے گل مک گئی
نور بشر دا مسئلہ کھلیا شب اسریٰ تے گل مک گئی۔

موسیٰ دی کوہ طور تیاری۔
حکم ہویا نعلین اتاری۔
ہن آ گئی محبوب دی واری۔

آ ہن ٹردا - لاہ چھڈ پردا - بھیس بشر دا!
ٹھم ٹھم ٹریا جوڑے پا کے او ادنیٰ تے گل مک گئی

نور بشر دا مسئلہ کھلیا شب اسریٰ تے گل مک گئی
وچہ پلکاں لنگھ پار سڈھایا ہفت سماء تے گل مک گئی

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ ﷺ سے ہمیں!
کہ عالم بشریت کی ہے زد میں گردوں

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

اسرارِ خطابت

خطبات ماہ شعبان المعظم

پہلا (۱) خطبہ:............ حضرت محدث اعظمؒ

دوسرا (۲) خطبہ:............ شب برات کی برکات

تیسرا (۳) خطبہ:............ حضرت امام اعظم

چوتھا (۴) خطبہ:............ استقبال رمضان

پہلا خطبہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔"

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

گزشتہ ایام میں ملک بھر میں عرس حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ منایا گیا ہے اور اہلسنّت کی سب سے عظیم درس گاہ جامعہ رضویہ، مظہر اسلام، سنی رضوی، مسجد جھنگ بازار میں انتیس (۲۹) تیس (۳۰) رجب المرجب کو یہی عرس مبارک انعقاد پذیر ہوا اس لیے آج کے خطبہ میں حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا مبارک تذکرہ کیا جائے گا۔

تلاوت کردہ آیت کریمہ کا ترجمہ سماعت فرمایئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ."

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

"اے محبوب فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت فرمانے لگے گا اور تمہارے گناہ تمہارے لیے بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔"

حضرات گرامی!

اس آیت کریمہ میں کھل کر بیان فرما دیا گیا کہ اتباع محبوب علیہ السلام کے بغیر محبت خدا کا دعویٰ محض دعویٰ بے دلیل ہے۔

اگر تم اپنے سینے میں عشق الٰہی رکھتے ہو تو تم ضرور اتباع حبیب خدا علیہ السلام کرو گے۔

اگر تم موحد ہو تو لازمی عاشق رسول ﷺ ہو گے کیونکہ توحید عین ایمان ہے اور ایمان عشق رسول ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ." (بخاری شریف جلد اوّل ص ۷)

"تم میں سے کوئی ایک اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جس وقت تک اپنے آباؤ اجداد اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔"

؎ محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

معلوم ہوا اتباع محبوب اور عشق رسول علیہ السلام ایمان کی بنیاد ہے۔
عشق رسول ﷺ کی بدولت ہی اتباع محبوب ﷺ نصیب ہوتی ہے۔

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفٰے ﷺ

حضرات گرامی!
حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ کی زیست مستعار انہی دو حقیقتوں سے عبارت ہے یعنی آپ کی زندگی کا سرمایہ عشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ تھا۔

اٹھنا بیٹھنا	کھانا پینا۔
سونا جاگنا	آنا جانا۔

نشست و برخاست۔
چلنا پھرنا۔ بلکہ زندگی کا ہر لمحہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھا اور یہ سب کچھ بتکلف یا تصنع اور بناوٹ کے ساتھ نہ تھا بلکہ آپ کی فطرت میں ودیعت کیا جاچکا تھا۔

اسی لیے تو آج پورے عالم اسلام میں یہ آواز فضا میں گونجتی ہے۔ کہ

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفٰے ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

محدث بے مثال:

حضرات محترم، غور کیجئے!

حدیث مبارکہ پڑھانے والے ہزاروں محدثین اس وقت بھی موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں مگر میرے حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ سے پہلے یا بعد کوئی محدث ایسا نہ گزرا جس پر حدیث پڑھاتے ہوئے وہی کیفیت طاری ہو۔ جس کا ذکر حدیث میں موجود ہو۔

مگر یہ بے مثال اور منفرد محدث حضور محدث اعظم ہی کی شخصیت تھی کہ اگر حدیث میں یہ ذکر آیا کہ

"فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

"رسول اللہ علیہ السلام مسکرائے۔"

تو آپ کے چہرۂ انور پر تبسم کی کیفیت ازخود نمودار ہو جاتی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ کے جلوے نظر آتے اور آپ پوری کلاس کو حکم فرماتے۔

"تم بھی تبسم کرو اگر تبسم نہیں کر سکتے تو تبسم کرنے والوں جیسی صورت بنالو اس سے بڑھ کر زندگی میں تبسم کا اور کون سا موقعہ آئے گا۔"

(محدث اعظم پاکستان جلد اوّل ص ۳۱۰)

حضرت امام خطابت سمندری والے علیہ الرحمتہ نے کئی مرتبہ یہ بیان فرمایا کہ آپ فرماتے۔

"ہنسو تم بھی ہنسو تا کہ محبوب علیہ السلام کی سنت پر عمل ہو جائے۔"

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ ﷺ!
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

اور اگر کہیں حدیث پاک میں یہ الفاظ آجاتے کہ

"فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

نبی اکرم علیہ السلام نے گریہ فرمایا:

تو میرے آقائے نعمت علیہ الرحمت کی چشمان مغبرہ میں آنسو تیرنے لگتے اور

فرماتے۔

تم بھی رووَ۔ اگر رونا نہیں آتا تو رونے والا منہ بنالو تاکہ محبوب علیہ السلام کی سنت پر عمل ہو جائے۔"

؎ جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ ﷺ!
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

درد محسوس کرنا:

حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب صاحب (راولپنڈی) دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمایا کہ ۱۹۵۵ء میں دوران تدریس ایک موقعہ پر سرکار دو عالم ﷺ کے ایام المرض کی احادیث پڑھی جارہی تھیں۔ تقریر کے دوان آپ نے وہ حدیث مبارکہ پڑھی جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ

"عَاصِبًا رَاسُهٗ بِخَرْقَةٍ"

یعنی حضور علیہ السلام کے سرانور میں درد تھا اور آپ نے کپڑے سے سر مبارک کو باندھا ہوا تھا۔ آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے۔ جب ان الفاظ کو بیان فرمایا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

"سرانور میں درد کی شدت کی بنا پر آپ کا کپڑے سے باندھنا جب یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے دیکھا ہوگا تو ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔

جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ملاحظہ کیا ہوگا تو ان پر کیا گزری ہوگی۔

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جب یہ منظر دیکھا ہوگا تو انہوں نے کیا محسوس کیا ہوگا؟......"

اسی طرح آپ شدت درد میں صحابہ کرام پر وارد ہونے والے احوال بیان فرما رہے تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ سرکار دو عالم علیہ السلام کے سرانور کے درد کی کلفت آپ

ی محسوس فرمار ہے تھے۔

دوران بیان آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اسی
لم میں آپ نے کتاب بند فرمادی، سبق ختم ہوگیا اور آپ حلقہ درس سے آٹھ کر اندر
تشریف لے گئے اس کے بعد آپ پر نہ معلوم یہ کیفیت کتنی دیر طاری رہی؟

(محدث اعظم پاکستان جلد اوّل ص ۳۲۱، ۳۱۱)

؎ جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ!
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

ال مصطفیٰ ﷺ پر عمل:

استاذ المحدثین و استاذی المکرّم علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری دامت
کاتہم العالیہ[۱] بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نزول قرآن کی کیفیت کا بیان ہورہا تھا۔
زول قرآن کے وقت حامل وحی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی تلاوت کے
ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ کا قرآن مجید پڑھنے والی قرآنی حقیقت،

"لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ."

کا بیان ہورہا تھا۔

اتباع نبوی میں درس حدیث کے وقت آپ کے لب مبارک بھی ہل رہے تھے
گویا اس حال مصطفیٰ ﷺ پر عمل ہورہا تھا۔

آپ کے ہونٹوں کی حرکت شریک درس طلباء نے دیکھی اور خوب محسوس کی۔

(محدث اعظم پاکستان جلد اوّل ص ۳۱۳، ۳۱۲)

؎ جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ!
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

[۱] اب کہیے رحمۃ اللہ علیہ کیونکہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

طلباء سے عمل کروانا:

استاد محترم نے ہی بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم رسول معظم ﷺ کی بعثت کے ابتدائی سالوں کا ذکر ہو رہا تھا کہ ابتداءً آپ کی تبلیغ خفیہ طور پر ہوتی۔

حکم خداوندی آیا کہ اپنے خاندان والوں کو جمع کر کے تبلیغ کریں۔ آپ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر قریش اپنے قبیلے کے افراد کو جمع کیا۔

جمع کرنے کے لیے آپ نے بلند آواز سے پکارا۔

چنانچہ

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَ قْرَبِيْنَ."

کی تفسیر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں شریک درس طلباء سے فرمایا:

"حدیث کا جملہ یا صباحاہ آپ کے بلانے کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔"

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریش کو بلند آواز سے بلایا جیسے پنجابی محاورہ میں "کوک مارنا" کہتے ہیں۔ بھلا کوک کیسے مارتے ہیں آپ نے بھی آواز بلند فرمائی اور طلباء سے بھی ایسا کروایا۔ (محدث اعظم پاکستان جلد اوّل ص ۳۱۴)

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ ﷺ!
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

سنت پر عمل کامل:

حضرت علامہ مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی ایک تقریر میں بیان فرمایا کہ

حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ نے ایک مرتبہ بھولے سے پہلے بایاں پاؤں مسجد میں داخل فرمایا:

فوراً خیال آیا کہ یہ خلاف سنت ہے تو پاؤں مبارک باہر نکالا اور جلدی سے

دایاں پاؤں داخل فرما کر فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ."

دایاں پاؤں پہلے داخل کرنا اور مسجد سے بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا سنت ہے۔

"ہم نے خدا کے فضل سے سنت پر عمل کیا ہے۔"

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ!
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو اور یہی نتیجہ عشق رسول ﷺ ہے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ نے محبوب علیہ السلام کی کامل اتباع کر کے اپنے اندر موجزن عشق رسول ﷺ کا اظہار فرمایا۔

محترم سامعین!

عشق و محبت کی ایک علامت جسے بیان کیا گیا ہے۔

"مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِہٖ"

جس کے ساتھ کسی کو محبت ہو وہ اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے۔ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

آپ ہر بات سے ذکر محبوب ﷺ اخذ فرماتے۔ حتیٰ کہ دورۂ حدیث شریف کے علاوہ دیگر فنون کی کتب پڑھاتے ہوئے بات بات سے عشق رسول ﷺ ٹپکتا اور ذکر مصطفیٰ علیہ السلام کا پہلو نکلتا۔ سینکڑوں طلباء کرام نے ملاحظہ فرمایا۔

گویا کہ مطمع نظر صرف اور صرف ذکر محبوب علیہ السلام تھا۔ جیسا کہ کسی عاشق نے فرمایا۔

منشا یہی ہے بس میرے اس قیل و قال کی
ہوتی رہے ثناء تیرے حسن و جمال کی!

سبق کے دوران ذکر مصطفےٰ ﷺ

مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب ہی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ فن میراث کی مشہور کتاب سراجی کا درس ارشاد فرما رہے تھے کہ میراث کے ایک مسئلہ پر تقریر کے دوران سرور عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آیا۔

اس پر آپ حضور علیہ السلام کے فضائل و محامد بیان فرمانے لگے اور جو مسئلہ میراث شروع تھا اس سے توجہ ہٹ گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد جب احساس ہوا تو فرمایا۔

''مسئلہ تو میراث کا بیان ہو رہا تھا لیکن توجہ سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس کی طرف ہوگئی۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

یہ کہنا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

رقت طاری ہوگئی اور حسب معمول طلباء کرام سے فرمایا پڑھو۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ

آپ کی چشمان اقدس سے آنسو جاری تھے اور دارالحدیث عارف جامی علیہ الرحمۃ کے اس نعتیہ کلام سے گونج رہا تھا۔

(محدث اعظم پاکستان جلد اوّل ص ۱۴۳

حدیث پر عمل:

حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ صرف حدیث پڑھانے میں ہی نہیں بلکہ اس پر عمل فرمانے میں بھی انفرادی حیثیت کے حامل تھے لہٰذا جس یقین کے ساتھ آپ حدیث پڑھاتے اسی یقین کے ساتھ اس پر عمل بھی فرماتے چنانچہ جلالۃ العلم

حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری فرماتے ہیں کہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ

"طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِيْ الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةِ"

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۴)

"ایک شخص کا کھانا دو کے لیے اور دو شخصوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہوسکتا ہے۔"

اس حدیث پر علامہ موصوف نے پورا عمل کیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب علم حافظ محمد صدیق مراد آبادی کو تحصیل علم کے لیے روانہ کیا۔

حضرت موصوف نے اس طالب علم کو دارالعلوم مظہر اسلام میں داخل کرلیا مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہوسکا۔ حضرت کا جو کھانا معمولاً آیا کرتا تھا اسی کھانے میں اپنے ساتھ کھلانا شروع کردیا۔

دو چار۔ دس بیس روز نہیں بلکہ جب تک حافظ محمد صدیق صاحب بریلی شریف رہے برابر ان کو اپنے ساتھ اسی کھانے میں شریک رکھا ان سے فرمایا کرتے تھے۔

"کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ انشاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔"

حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا تھا۔ حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حضرت موصوف کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی نظیر آپ ہے۔ (محدث اعظم پاکستان جلد اوّل ص ۳۱۶، ۳۱۵)

؎ ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی!

جس مردِ قلندر کی غنا کا یہ عالم ہو۔

اتباعِ محبوب میں اس نہج تک پہنچ چکا ہو کہ فطرت ہی اطاعت رسول ﷺ میں ڈھل جائے۔

ہر لحظہ ذکرِ محبوب ﷺ سے جس کی زباں معطر رہتی ہو۔

عشقِ رسول ﷺ جس شخصیت کا اوڑھنا بچھونا ہو۔

اسے محدث اعظم پاکستان کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو گے تو

"یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ"

میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا۔

اللہ کی اپنے محبوب علیہ السلام سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ جو محبوب ﷺ کی اداؤں کو اپنالے وہ بھی محبوب ہو جائے۔

جیسا کہ رومی فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے محبوب:

ایک مرتبہ مجنوں نے ایک ہرن کو دیکھا تو اس کی آنکھوں کو بار بار بوسہ دینے لگے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے تو فرمایا:

غور کرو اس کی آنکھیں میری لیلیٰ جیسی ہیں۔

اسی طرح جو شخص محبوب کریم کی اداؤں کو اپنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس پر پیار آئے گا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی اتباعِ محبوب ﷺ شرفِ قبولیت پا چکی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین میں شامل ہو چکے تھے۔

اہل زمین واہل آسمان کے محبوب:

حضرات محترم!

حدیث پاک میں یہ ذکر موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتا ہے تو

"نَادٰی جِبْرَائِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَیُحِبُّہٗ."

(بخاری شریف جلد ثانی ص۸۹۲)

"حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا فرماتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام فلاں بندے سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت فرماتے ہیں۔"

اور اہل آسمان کو ندا فرما کر کہتے ہیں، اے آسمان والو!

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ"

(بخاری شریف جلد ثانی ص۸۹۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اسے محبوب رکھو۔"

اس کے بعد زمین والوں کو بھی اس کی محبت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

"ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ."

(بخاری شریف جلد ثانی ص۸۹۲)

"پھر زمین پر بھی اس شخص کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔"

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والے زمین کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور آپ کا شہرۂ عالم اسلام میں موجود ہے۔

بحمد اللہ کیا شہرا ہوا سردار احمد کا
کہ اک عالم فدائی ہوگیا سردار احمد کا
نظر سے رات دن دولہا باراتوں کے گزرتے ہیں
مگر ضرب المثل سہرا سجا سردار احمد کا

اللہ تعالیٰ نے اپنا۔ اہل آسمان و زمین کا محبوب ہی نہیں بنایا بلکہ حضور محدث اعظم پاکستان کو کرامات و تصرفات کا لامتناہی سلسلہ عطا فرمادیا۔

آپ کے فیض و کرم سے بہت سے بے ایمان صاحب ایمان ہو گئے۔ آپ کے درفیض وجود پر

گستاخان رسالت آئے	عشاقان رسالت ﷺ بن گئے۔
جہلا آئے	علماء بن گئے۔
راہزن آئے	راہبر بن گئے۔
خالی آئے	والی بن گئے۔
بیگانے آئے	یگانے بن گئے۔
بے سروسامان آئے	سردار بن گئے۔

حضرت ایوب رضوی نے فرمایا:

بکھر جاؤ جنہیں اے بے سرو سردار ہونا ہے!
کہ دریائے کرم ہے بہہ رہا سردار احمد کا
ارے ایوب دیکھا مظہر اسلام کا منظر!
کہ مرجع خلق کا ہے مدرسہ سردار احمد کا

حضرت امام خطابت:

حضرت امام خطابت علامہ غلام رسول سمندری والے رحمتہ اللہ علیہ اپنا واقعہ یوں بیان کرتے تھے کہ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت اپنے عروج پر تھی۔ میری عمر اس وقت تقریباً سترہ (۱۷) برس کے لگ بھگ تھی میرا اوائل دور تھا چونکہ ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن ترکمان گیٹ دہلی میں دیوبندی اساتذہ سے حاصل کی تھی۔ اس بنا پر اس وقت میرا ذہن دیوبندیت کی طرف زیادہ مائل تھا اور میں اپنے علاقہ ڈجکوٹ کے گردونواح میں دیوبندیوں کے جلسوں میں مکتب فکر دیوبند کی طرف سے تقاریر کیا

کرتا تھا اور تقاریر کا موضوع اکثر علماء حق بالخصوص حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی تردید درود شریف کی ممانعت وغیرہ ہوا کرتا تھا۔ ابھی تک حضور محدث اعظم کی زیارت نہ کی تھی اور نہ ہی آپ کا کوئی خطاب سنا تھا۔ بس دیکھا دیکھی اپنے اس دیوبندی استاد کی طرح متشدد رویہ اپنا رکھا تھا۔

تحریک ختم نبوت:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے چلنے والی عظیم تحریک، جس کی قیادت علامہ ابو الحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے تھے۔ میں تحریک کے ہراول دستہ میں شامل تھا۔

چنانچہ میں نے مجلس عمل کے طریقہ کار کے مطابق فیصل آباد (اس وقت لائلپور تھا۔) سے گرفتاری دی۔

مجھے یہاں سے گرفتار کر کے سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں دیگر قائدین تحریک ابوالکلام پاکستان حضرت علامہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔ سید عطاء اللہ بخاری۔ مولوی تاج محمود وغیرہ پہلے ہی گرفتار ہو چکے تھے انہیں کے ساتھ مجھے بھی پابند سلاسل کر دیا گیا۔

سکھر جیل اور ملاقات محدث اعظم پاکستان:

مجھے بچپن ہی سے کھجور بہت پسند تھی اور سکھر کی کھجی بہت شہرت رکھتی ہے۔ چنانچہ میں سکھر جیل میں روزانہ دعا کیا کرتا تھا کہ مولائے کریم کسی ملاقاتی کے ہاتھ کھجی بھیج دے۔

دوسرے علماء کرام سے ایک دن ایک ملاقاتی ملاقات کرنے آیا تو اتفاق سے کھجی لے کر آیا۔

میں نے جب اس کے ہاتھ میں کھجوریں دیکھیں تو اس سے فوراً تقاضا کر دیا کہ مجھے بھی کھجور دی جائے۔ اس ملاقاتی نے بڑی درشت نظروں سے مجھ گھورتے ہوئے

کہا۔

''مولوی رہناں جیلاں وچہ تے تقاضے کھجوراں دے۔ ایہہ جیل اے تیری سسرال دا گھر نہئیں۔''

یعنی یہ جیل ہے اپنا گھر تو نہیں ہے کہ جہاں پر کھجوروں کا تقاضہ کرتے ہو۔ اسی ضمن میں ایک اور واقعہ سنیں!

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد اور گیارہویں شریف کا ختم:

جس سے پتہ چلتا ہے کہ درویش جہاں بیٹھ جائے اللہ وہیں سب کچھ انتظام فرما دیتا ہے۔

مجھے بھٹو دور میں ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے اندر پابند سلاسل کیا گیا۔ اتفاق کی بات کہ میرے عزیز شاگردوں اور مریدوں نے بہت سا فروٹ مجھے جیل میں ہی بھیج دیا اور گیارہویں شریف بھی آ گئی۔

غوث پاک رضی اللہ عنہ، نے فرمایا: کہ میرا غلام گیارہویں کا ختم دلایا کرتا تھا اس کا ناغہ نہ ہو جائے۔ میرے ساتھ مولانا صفدر رضوی اور قاری عبدالرشید ارشد علیہا الرحمتہ بھی جیل میں تھے۔

میں نے مولانا رضوی سے کہا۔

آپ تقریر کریں۔

قاری صاحب۔ نعت پڑھیں۔

میں صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوں اور گیارہویں شریف کا ختم دلا لیتے ہیں۔ چنانچہ جیل میں سارے عملے کو بلا کر گیارہویں شریف کا ختم پڑھا۔ دعائے خیر کی اور تقسیم تبرک ہوئی۔ ابھی میں دعا سے فارغ ہوا تھا تو جیل کے سنتری نے کہا۔

''مولوی جی اگے تساں دعا کیتی اساں آمین آکھی اے ہن اساں دعا کرنی ایں تے تساں آمین آکھنی ایں۔''

میں نے سوچا کہ اللہ ہی خیر کرے یہ کیا دعا کریں گے تو جب ان کے کہنے پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو انہوں نے یہ دعا کی۔

''یا اللہ ایہہ تن مولوی سدا ای جیل وچ رہن۔''

میں نے ان سے کہا۔

یہ دعا ہے کہ بددعا؟

انہوں نے کہا:

''مولوی جی تہاڈا کیہہ جاندا اے تسیں جیل وچ رہو۔ جیل تے تہاڈی وجہ توں فروٹ منڈی بن گئی اے۔''

میں نے کہا:

ہم منگتے ہیں احمد ﷺ کے وہ داتا ہے ہمارا
جو بھی مانگیں گے ہم اس سے ہمیں بخشے گا وہ پیارا
گر شور مچاتے ہیں یہ منکر تو مچائیں!
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا!

حضور ﷺ کی آمد:

تو جب سکھر جیل میں مجھے یہ جواب ملا تو میرے دل پر زبردست چوٹ سی لگی اور میں درودِ ابراہیمی علیہ السلام پڑھتے ہوئے روتا روتا سو گیا۔

میں تو سو گیا مگر میرا مقدر جاگ اٹھا۔

ظاہر کی آنکھیں بند ہو گئیں مگر باطن کی کھل گئیں۔

میرے نصیب کا ستارہ جگمگا اٹھا۔

میں نے بہت ہی نورانی خواب دیکھا جو میری دنیا بدل گیا۔

میں نے دیکھا کہ ایک وسیع و عریض میدان ہے جس میں ایک بہت بڑا نورانی اسٹیج لگا ہوا ہے۔ حد نگاہ تک مخلوق خدا کے سر ہی سر نظر آ رہے ہیں۔ ایک بلند و نورانی

منبر مبارک پر ایک شخصیت خطبہ ارشاد فرما رہی ہے کہ جس کے سر انور پر نسواری رنگ کا عمامہ شریف بندھا ہوا ہے اور اس کے اوپر سے سفید چادر شریف اوڑھے ہوئے نورانی چہرۂ مبارک، گھنی داڑھی، سرخ و سفید رنگ والی یہ شخصیت اس آیت مبارکہ کو تلاوت فرما رہی ہے۔

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا. وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا." [۱]

یہ میٹھی میٹھی صورت مبارکہ ابھی کانوں میں رس گھول ہی رہی تھی کہ

اچانک اس اجتماع میں چیخ و پکار ہونے لگی اور یارسول اللہ۔

یا حبیب اللہ ﷺ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

لوگ گریبان چاک کرنے لگے۔

وجد ہی وجد   کیف ہی کیف

مستی ہی مستی

کے اس عالم میں شور مچ گیا کہ وہ دیکھو حضور علیہ السلام کی آمد ہوگئی۔

سرکار دو عالم علیہ السلام جلوہ افروز ہوگئے۔

آقائے نامدار، امت کے غم خوار تشریف لے آئے۔

رخ پہ رحمت کا جھومر سجائے کملی والے ﷺ کی محفل سجی ہے
مجھ کو محسوس یہ ہو رہا ہے ان کی محفل میں جلوہ گری ہے

<u>یہ مولانا سردار احمد ہیں:</u>

<u>میں نے جب پیچھے مڑ کے دیکھا تو آنکھیں چندھیانے لگیں کیونکہ مجھے اس</u>

---

[۱] حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ جب یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے، حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی آواز ولہجہ میں خود یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے اور پھر اسی لہجہ میں ترجمہ فرماتے تو عجیب سماں بندھ جاتا اور عشاقان محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی نگاہوں کے سامنے حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی شبیہ گھومنے لگتی لوگ دیوانہ وار جھوم اٹھتے اور اشکبار ہو جاتے۔ (مصنف)

طرح محسوس ہوا جیسے ایک سورج آگے بڑھتا چلا آرہا ہے۔ آگے بڑھا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی سواری مبارک کے قدموں سے لپٹ گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر نقاب ہے اور پیچھے پیچھے چار نقاب پوش اور بھی ہیں۔

دل میں آیا کہ یہ کون سے نفوس قدسیہ ہیں۔

غیب سے آواز آئی کہ یہ سرکار ﷺ کے چاروں خلفاء عظام ہیں۔ میں نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا۔

اے میرے آقا علیک السلام!

؎ تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا
میری بگڑی بنانا تیرا کام ہے
میری آنکھوں کو ہے دید کی آرزو
رخ سے پردہ ہٹانا تیرا کام ہے

(علامہ صائم چشتی)

کانپتے کانپتے۔
ڈرتے ڈرتے۔
تھرتھراتے، تھرتھراتے۔ اور
روتے ہوئے عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ ذرا چہرۂ انور سے نقاب تو اتاریں تاکہ یہ سگ بارگاہ زیارت روئے انور سے مشرف ہوسکے۔

تو فرمایا: اے غلام رسول۔

تمہارے دل پر جو حجاب ہے تم اسے اتار دو۔

ہم نقاب اتار دیتے ہیں۔

میں نے عرض کی آقا ﷺ میں سمجھا نہیں۔

تو فرمایا!

انہیں پہچانتے ہو جو تقریر فرما رہے ہیں۔

عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ ﷺ!

فرمایا: یہی لائل پور کے مولانا سردار احمد ہیں۔ جنہوں نے میری حدیث پڑھانے کا حق ادا کر دیا۔

بس پھر کیا تھا۔

نفرت کی جگہ محبت آ گئی۔

عداوت کی جگہ عقیدت آ گئی۔

ادھر میرے دل سے یہ حجاب اترا۔

ادھر رخ منورہ سے وہ نقاب اتر گیا۔

اور پھر یہی کیفیت تھی کہ

رخ سے سرکار دو عالم ﷺ نے نقاب الٹا ہے!
ہم نے مہتاب کے ماتھے پہ پسینہ دیکھا
اور مہ و انجم بھی مدہم پڑ رہے ہیں
نقاب رخ اٹھایا جا رہا ہے!

دیکھتے ہی دیکھتے محفل برخاست ہوگئی۔

آنکھ کھلی تو وہی سکھر کی جیل تھی۔

میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کرلیا کہ یہاں سے رہا ہوتے ہی سیدھا جھنگ بازار حاضری دوں گا۔

اور حضرت قبلہ سیدی و سندی مولائی فرید الدہر، وحید العصر، صدر الافاضل بدر الاماثل، قطب الوقت، محدث اعظم حضرت علامہ مولانا ابوالفضل مفتی و پیر محمد سردار احمد صاحب کی زیارت کروں گا۔ جن کی

برکت سے میرا باطنی نقاب وحجاب اٹھ گیا ہے اب انہیں کی برکت سے
یہ ظاہری نقاب وحجاب بھی انشاء اللہ اٹھ جائیں گے۔

جھنگ بازار حاضری:

سکھر جیل سے رہا ہوتے ہی سیدھا جھنگ بازار لائل پور، سنی رضوی جامع مسجد میں حاضر ہوا۔

نماز عصر ادا کی اور صف پر ہی بیٹھ گیا۔

ادھر محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ دارالحدیث شریف کے نیچے عوام وخواص سے مصروف ملاقات،

ادھر مجھ پر مولویت کا غلبہ بدستور۔
شرمندگی کی وجہ سے آگے بھی نہ بڑھا۔ اور
شوق دیدار نے واپس پلٹنے بھی نہ دیا۔
اپنی جگہ پر ہی بیٹھا یہ منظر دیکھتا رہا۔
تھوڑا عرصہ گزرا کہ میری طرف ایک مولانا جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا:
''مولوی صاحب آپ کو حضرت صاحب یاد فرما رہے ہیں۔''
میں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کہا:
''کون سے حضرت صاحب۔'' کہا:
''حضرت محدث اعظم'' وہ دیکھو سامنے۔
آپ لوگوں سے مصافحہ فرما رہے ہیں۔
پھر کیا تھا۔
جسم کانپنے لگا اور آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔ اور یہ سوچنے لگا
کہ عجیب منظر ہے؟

کہاں سکھر جیل اور کہاں فیصل آباد (لائل پور)
یعنی سینکڑوں میل کا فاصل ہے اور میں اس سے قبل کبھی آپ سے ملا نہ کبھی آپ کو اور آپ نے مجھے دیکھا۔
آپ کو میرے آنے کا علم کیسے ہوا جو آپ مجھے بلا رہے ہیں۔ فوراً ذہن میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ آ گئی۔
"اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ"
(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۱۴۰)
"مومن کی فراست سے ڈرو۔ پس بیشک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد ﷺ کا

جدوں رب دل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں!
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

ان مولانا صاحب نے مجھے بازو سے پکڑا اور حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے آئے۔ اور سرکار نے مجھے حاضر ہوتے ہی یوں فرمایا:
"مولانا آ گئے ہو۔"
عرض کیا حضور آ گیا ہوں۔
فرمایا: "جھوٹ بولتے ہو تم خود کب آئے ہو۔"
مولانا تم آئے نہیں لائے گئے ہو۔

تم ہمارے غازی ہو:

سرکار محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ نے اس غلام بے دام کو اپنے سینہ بے کینہ سے لگالیا۔ عجیب کیفیت ظہور پذیر ہوئی۔
میرے سینے میں علم کے سمندر سمو دیئے۔

معرفت خداوندی اور عشق مصطفویٰ ﷺ کے انمول خزانے منتقل فرما دیئے۔ میرے سینے میں محبت حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا بحر بے کنار موجیں مارنے لگا اور پھر فرمایا۔

''مولانا آپ ہمارے غازی ہیں اور اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی مبلغ۔''

بس حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ پھر پاکستان کے گوشے گوشے، قریہ قریہ۔ بستی بستی۔ نگر نگر میں حضرت کے فیض پروردہ غازی نے مسلک رضا کی بے دھڑک تبلیغ کی اور دنیا کو یہ بتایا کہ

؎ میرے آقائے نعمت حضرت سردار احمد نے
نکالا ظلمتوں سے اور نور حق ہے دکھلایا
خدا کو جس نے بھی پایا نبی ﷺ کی معرفت پایا
خدا اس پر ہے خود شاہد یہی قرآن میں آیا
؎ غلامان رسالت کی غلامی مل گئی مجھ کو!
غلامان رسالت کا رہے مجھ پر سدا سایہ

داتا صاحب حاضری:

حضور محدث اعظم پاکستان اکثر جمعرات کے روز حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے دربار عالیہ میں حاضری دیا کرتے۔

حضرت امام خطابت علیہ الرحمتہ سمندری والوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ گرمی کی شدت میں ہم حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ کی معیت میں داتا صاحب حاضر ہوئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ گرمی ہے لسی مل جائے تو کیا ہی اچھا ہو؟ ابھی یہ خیال آیا تو عرض کیا داتا صاحب آج لسی کا گلاس ملے تو مانوں۔ فاتحہ پڑھی۔ بیٹھے تو ایک آدمی لسی کے لمبے لمبے گلاس لے کر آیا اور مجھے دیتے ہوئے کہنے لگا۔

''چودھری دا چودھری رہئیوں، بھلا اک لسی دے گلاس لئی، ولیاں نوں آزمائی دا ہندا اے۔''

''یعنی کہ تم جاٹ کے جاٹ ہی رہے کبھی لسی کے گلاس کے لیے اولیاء کرام کی آزمائش کیا کرتے ہیں؟''

ادھر حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ کے قدموں پہ ایک آدمی نے سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور زاروقطار رونے لگا۔

آپ نے فرمایا:

''شاہ صاحب کیوں گنہگار کرتے ہو اچھا اٹھو ہو جائے گا۔ رکوا دیں گے۔''

ہم نے سوچا کہ یہ آدمی جب یہاں سے اٹھے گا تو اس سے پوچھیں گے یہ کیا مسئلہ ہے؟

جب وہ آدمی اٹھا تو ایسے تیز تیز چلنے لگا جیسے اس کو ہمارے ارادہ کا علم ہو گیا ہو۔ بڈھے دریا کے پاس جا کر ہم نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا بتاؤ۔

مسئلہ کیا ہے؟

اس نے کہا بات دراصل یہ ہے کہ

میں اس علاقے کا ابدال ہوں۔

''میری ڈیوٹی داتا صاحب سرکارؒ نے سندھ میں لگا دی ہے میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا اور داتا صاحبؒ اتنی اپنی اولاد کی نہیں مانتے۔ جتنی مولانا سردار احمد کی مانتے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور آپ سفارش کریں تاکہ میرا تبادلہ رک جائے اور یہ کام ہو جائے۔''

تب آپ نے فرمایا:

تیرا کام ہو جائے گا۔ تبادلہ رکوا دیں گے۔

قطب الوقت:

استاد محترم شیخ الحدیث علامہ الحاج محمد حنیف صاحب رحمتہ اللہ علیہ افغان آباد

والوں نے اس فقیر سے بیان فرمایا کہ

ہم حضور محدث اعظم کی معیت میں ملتان جارہے تھے راستہ میں خانیوال سے پہلے ایک جنگل کے علاقہ میں گاڑی خراب ہوگئی۔ ادھر نماز کا وقت ہوگیا۔

ہم وضو کے لیے پانی کی تلاش میں نکلے تو کچھ فاصلہ پر ایک آدمی بوڑھا سا لاٹھی کے سہارے آتا ہوا دکھائی دیا تو آپ نے مجھے فرمایا:

''مولانا جانتے ہو یہ بزرگ کون ہیں؟''

عرض کیا فرمایئے۔ تو فرمایا:

''یہ وقت کے قطب ہیں۔''

کچھ دیر کے بعد وہ ہمارے پاس پہنچ گئے اور آتے ہی فرمایا:

''مولوی صاحب کسے دا راز فاش نئیں کری دا۔''

یعنی کسی کا راز فاش نہیں کیا کرتے۔

یہ کہا اور غائب ہوگئے۔

ایک اور کرامت:

حضرت امام خطابت رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں سمندری سے حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ کے دربار شریف حاضری کے لیے حاضر ہوا اس وقت آپ کا وصال ہوچکا تھا۔

اس وقت چودہ آنے سمندری تا لائل پور کا کرایہ تھا۔ میرے پاس ایک روپیہ تھا۔ حاضری سے فارغ ہوکر میں نے ایک جلسہ میں جانا تھا۔ جوالانگر اترا تو دو آنہ جو بقایا تھے وہ تانگہ کا کرایہ تھا۔

جو تانگے والا جوالانگر سے دربار شریف تک کا لیتا تھا۔

کرایہ بڑھ گیا دو آنہ کے بجائے چار آنہ ہوگیا۔

اب میں نے عالم تصور میں عرض کیا۔

سرکار اگر بلانا ہے تو انتظام فرما دیجئے۔
جوالانگر پھاٹک کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک تانگے والا آیا۔
نیا تانگہ اور سفید رنگ کا خوبصورت گھوڑا۔
تانگے والے نے کہا:
''مولوی غلام رسول دربار شریف نہیں جانا۔''
میں نے کہا: جانا تو ہے مگر میرے پاس ...... ابھی بات ادھوری تھی کہ اس نے کہا:
مولوی صاحب بیٹھ جائیے۔
میں نے کرایہ آپ سے کب مانگا ہے۔
دربار شریف کے سامنے لا کر اتارا۔
جب میں نے اتر کر تانگا والے کی طرف دیکھا تو وہ بھی اور تانگہ بھی غائب تھا۔

اثبات حیات شہداء:

مجاہد ملت، حضرت علامہ مولانا محمد سلیم نقشبندی مرحوم نے بیان فرمایا کہ زمانہ طالب علمی کے دور میں میں نے آپ پر چند سوالات وارد کئے آپ نے ان سوالات کے جوابات دیئے۔
آپ کے جوابات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ میرے جسم کے اجزاء کانپ گئے اور جسم میں حرکت نہ رہی۔ بالآخر میں نے عرض کیا: میں کروڑ مرتبہ توبہ کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ حیات شہداء پر ایمان ہونے کے باوجود یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔
صرف اطمینان قلب چاہتا ہوں۔
حضرت کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ قرآن و حدیث کے مقابل اگر کوئی شخص اپنا

عندیہ پیش کرتا تو اکثر جلال کا اظہار فرماتے۔

لیکن آج خلاف عادت مسکرا دیئے اور فرمایا:

''انشاء اللہ تعالیٰ محبوب پاک ﷺ کے صدقہ اور اولیاء کاملین کے طفیل تمہیں اپنے وقت پر اس مسئلہ کی سمجھ آ جائے گی۔''

مولانا فرماتے ہیں:

کہ چونکہ آپ علم وفضل کے ساتھ ساتھ یکراں روحانیت و ولایت سے بھی ممتاز تھے۔ خدام وتلانذہ کے علاوہ ملک کے طول وعرض سے مشائخ عظام بھی آپ کے ہاتھ تشریف لاتے تھے۔

مجھے یقین کامل تھا کہ آپ کی خصوصی توجہ سے اس مسئلے میں مجھے عین الیقین ہو جائے گا۔ اس کا باعث ایک اور بھی تھا کہ میں آپ کے ہمراہ تبلیغی جلسوں میں حاضر ہوتا تھا۔

اسی رات کو جب میں سویا تو قسمت بیدار ہوگئی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، العزیز کی زیارت سے مشرف فرمایا گیا۔

حسب عادت آپ نے فرمایا: مولانا سامان جلدی تیار کرلو۔ محفل پاک کا وقت قریب ہوگیا ہے۔ یہ نہ فرمایا: کہ یہ محفل کہاں ہوگی۔ تانگہ لیا گیا۔ آپ سوار ہوگئے۔

میں بھی خادمانہ حیثیت سے سوار ہوگیا۔

بڑی دیر تک تانگہ چلتا رہا۔

اچانک ہم اس جگہ پہنچ گئے جو دو مسجدوں (سنی رضوی جامع مسجد اور شاہی مسجد) کے درمیان ہے۔

کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر مجمع ہے۔

سینکڑوں اکابر ملت موجود ہیں۔

حضرت نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس محفل مبارک میں

حضور سیدنا غوث پاک اور سیدنا شہاب الدین سہروردی اور دیگر سلاسل کے عظیم المرتبت حضرت موجود ہیں۔ ادب ملحوظ رہے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حسب عادت اولیاء کاملین کے اسماء گرامی بڑے ادب و احترام سے بیان فرمائے۔ یہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

اولیاء کاملین سے میرا تعارف کرایا اور آپ خود اسٹیج پر بیٹھ گئے۔ اولیاء کاملین نے آپ کو وعظ کے لیے ارشاد فرمایا:۔

آپ نے کھڑے ہو کر وعظ کرنا چاہا مگر حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا: آپ کرسی پہ تشریف رکھیے۔

آپ نے عرض کیا:

میرے لیے یہ کیسے روا ہے؟

ارشاد ہوا۔ جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے حضور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نعت خوانی ے لیے عرض کرتے تو ان کے لیے منبر بچھا دیا جاتا۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے یہ آیت کریمہ۔

”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ۔“

تلاوت فرمائی: ترجمہ کے بعد بخاری شریف کی موید احادیث بھی پڑھیں اور حیات شہداء کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے جو اس کا منکر ہو۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ہے تم میں کوئی ایسا جو اللہ کی راہ میں اپنی گردن کٹوا کر اس کا مشاہدہ کرنا چاہے۔ اس پر ایک نوجوان لڑکا کھڑا ہوا۔ اور عرض کی کہ میں اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹواتا ہوں آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو تھا آپ نے وہ مجھے عنایت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گردن قلم کردو۔

یہ چاقو کیا تھا گویا ایک مقناطیس تھا۔ ذرا سے اشارے سے اس نوعمر کی گردن جدا ہوگئی۔ لیکن وہ خود کھڑے کا کھڑا رہا۔ بلکہ کہہ رہا تھا کہ میں زندہ ہوں میری حیات میں شک کرنے والا بے ایمان ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے دوسری مرتبہ اعلان کیا ہے کوئی جو اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹوا کر حیات حاصل کرلے۔

مولانا محمد سلیم نے عرض کیا:

کہ حضور میں بھی شوق رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسی چاقو سے اشارہ فرمایا کہ میری گردن سینے سے جدا ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود میں زندہ ہوں۔ بلکہ تمام کائنات کا مشاہدہ کررہا ہوں۔

میں احباب سے کہہ رہا ہوں کہ میری طرف دیکھو کہ میں زندہ ہوں۔

اختتام محفل پر آپ واپس تشریف لائے۔

اچانک میری آنکھ کھل گئی۔

سردی کا موسم تھا۔

رات کے کوئی دو بجے کا عمل تھا۔

مشائخ کرام کی جلوہ گری اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، کے وعظ اور میری شہادت اور حیات کے منظر سے دل میں سرور اور لذت کی کیفیت بیان سے باہر تھی کئی دن تک وہ سرور اور لذت کی کیفیت رہی۔

صبح کو حسب معمول آپ نے حدیث کا سبق شروع کرایا تو اسی حدیث سے جس میں حیات شہداء کا بیان تھا۔ آپ نے نہایت مسرت بھرے لہجے میں فرمایا:

"لَاشَکَّ فِیْهِ صَدَقَ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَصَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ."

ترچھی نگاہوں سے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا:

کیوں مولوی سلیم آیت کریمہ برحق ہے نا کوئی شبہ تو نہیں؟

میں نے والہانہ انداز میں عرض کیا کوئی شبہ نہیں۔

مولانا محمد سلیم نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ مجھ جیسے کتنے حضرات ہیں جو آپ کے فیضان سے عین الیقین اور حق الیقین پا چکے ہیں، جب میں نے رات کے خواب کا واقعہ مولانا مفتی نواب الدین صاحب مدرس و مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور سے بیان کیا۔

تو آپ نے فرمایا:

ایسی باتیں تو حضرت کے لیے معمولی ہیں۔

(محدث اعظم پاکستان جلد دوئم ص ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴)

حضرت ایوب رضوی نے فرمایا:

زبانِ خلق سے حق نے کیا اعلان سرداری!
جبھی تو آج ڈنکا بج رہا سردار احمد کا
بحمد اللہ کیا شہرہ ہوا سردار احمد کا
کہ اک عالم فدائی ہوگیا سردار احمد کا

مردِ قلندر کا جنازہ:

آپ کے جسد خاکی پر نور کی بارش کو ہر خاص و عام نے ملاحظہ کیا اور مولوی تاج محمود جیسے متعصب ملاں نے جنازہ میں یہ کہہ کر شمولیت کی کہ یہ ایک مردِ قلندر کا جنازہ ہے۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

دوسرا خطبہ

اَلشَّعْبَانُ شَهْرِیْ (الحدیث)

شب برأت کی برکات

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّعْبَانُ شَهْرِیْ"

صَدَقَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سب حضرات مل کر درود شریف پڑھئے!

درود شریف:-

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

سال کے بارہ مہینوں میں سے کچھ ماہ اور ان مہینوں میں سے کچھ دن اور کچھ راتیں متبرک ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں' دنوں اور راتوں کو فضیلت و مرتبت سے ہمکنار فرمایا ہے۔

ان کا بیان خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا اس کے حبیب پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا ہے۔ کچھ مہینے اور دن اپنا علیحدہ درجہ رکھتے ہیں۔

جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

شعبان کی فضیلت

شعبان کو باقی مہینوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تمام انبیاء میں۔
(اسلامی تقریبات ص ۳۲)

اور رمضان المبارک کے متعلق فرمایا کہ:

رمضان کی فضیلت

جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بارہ بیٹوں میں سب سے زیادہ پیار حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اسی طرح رمضان کے ساتھ بارہ مہینوں میں سے اللہ کو زیادہ پیار ہے۔

عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس: اگر آپ قرآن مجید کا مطالعہ فرمائیں تو اللہ نے قرآن مجید میں بعض مہینوں کا مرتبہ بیان فرمایا ہے جیسے کہ:

"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ"

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل فرمایا گیا"

دوسرے مقام پر حج کے مہینوں کا ذکر فرمایا کہ:

حج کے مہینے

"اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۹۷)

"حج کے یہ مہینے مقرر ہیں۔

اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جن مبارک مہینوں میں حج کرنے کا حکم دیا گیا۔ ان مہینوں کی کیا فضیلت و مرتبت ہوگی۔ ایسے ہی کچھ ایام اور کچھ راتیں متبرک ہیں۔

شب قدر

جیسے کہ شب قدر کے متعلق فرمایا:

"اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ" (پ۳۰ سورۃ القدر آیت نمبر۱)
"بے شک ہم نے قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا"
اس نزول قرآن کی رات کا مرتبہ اور مقام کیا ہے؟...... فرمایا:
"لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" (پ۳۰ سورۃ القدر آیت نمبر۳)
"لیلۃ القدر ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔"

اللہ کے دن

ایسے ہی بعض دن متبرک ہیں فرمایا:
"وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰامِ اللّٰهِ" (پ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر۵)
"اور ان (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کو اللہ کے دن یاد دلایئے۔"
تفاسیر میں یہ موجود ہے کہ یہ دن وہ دن ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔
(تفسیر ابن جریر اور تفسیر خازن اسی آیت کے تحت)

عَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ

مثالیں دینے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مہینے' کچھ دن اور کچھ راتیں اللہ کے نزدیک متبرک ہیں تو شعبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے متعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا مہینہ ہے۔

شعبان میرا مہینہ ہے

"اَلشَّعْبَانُ شَهْرِیْ" (فضائل ایام ص ۳۹۷)
اس لئے اس کو شہر حبیب الرحمان کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔
فرمایا: رجب اللہ کا مہینہ۔
رمضان میری امت کا مہینہ۔ اور

شعبان میرا مہینہ ہے۔
ارشاد نبویؐ ہے کہ:
"رَجَبُ شَهْرُ اللهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِىْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اُمَّتِىْ"
(ماثبت من السنۃ ص ۱۲۶)
"رجب اللہ کا شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے"
جس نے شعبان کا احترام کیا گویا کہ اس نے میرا احترام کیا۔
اب آپ اندازہ کیجئے کہ جس چیز کی نسبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائے وہ چیز ساری کائنات کی اشیاء سے ممتاز ہو جاتی ہے۔
عظمت وشان والی اور نرالی ہو جاتی ہے۔
جیسا کہ قرآن مجید میں اس مثالیں موجود ہیں کہ جو چیز سرکارؐ سے منسوب ہوگئی وہ نرالی ہوگئی۔

شہر مکہ کی قسم

سرکار دو عالم علیہ السلام سے شہر مکہ کی نسبت ہوئی تو
اللہ نے فرمایا:
"لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ"
(پ ۳۰ سورۃ البلد آیت نمبر ۲-۱)
"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس میں۔"
اس آیت کریمہ میں جو لفظ و ہے یہ عاشقوں کی جان ہے یہ واوٗ حالیہ ہے۔
مطلب یہ ہوا کہ میں شہر مکہ کی قسم نہیں اٹھاتا۔ مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ:
اے محبوبؐ تو اس شہر میں موجود ہو اور میں قسم نہ اٹھاؤں؟
آہا کیا بات ہے۔ فرمایا: اعلیٰ حضرت نے کہ:

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

واوَ حالیہ ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر صرف اس شہر میں تیری آمد نہ ہوتی تو میں قسم نہ اٹھاتا
حالانکہ یہاں میری نشانیاں صفا اور مروہ موجود ہیں۔
چاہ زمزم موجود ہے۔

حطیم	رکن یمانی
حجر اسود	مقام ابراہیم

میزاب رحمت
یہ سب کچھ موجود ہے مگر

قسم کی وجہ	صفا مروہ نہیں
قسم کی وجہ	چاہ زمزم نہیں
قسم کی وجہ	حطیم نہیں
قسم کی وجہ	رکن یمانی نہیں
قسم کی وجہ	حجر اسود
قسم کی وجہ	مقام ابراہیم نہیں
قسم کی وجہ	میزاب رحمت نہیں

بلکہ قسم کی وجہ تیرے قدموں کی نسبت ہے۔
تیرے قدم سرزمین مکہ پر لگے۔
اے محبوب! ہم نے قسم اٹھالی ہے۔
؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم!
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
اگرچہ میرا گھر

بیت اللہ!

کعبۃ اللہ بھی' مکہ میں ہی ہے مگر مجھے غرض تجھ سے ہے۔

"وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ"

اگر تو نہ ہوتا تو میں کعبہ بھی نہ بناتا۔

سب کچھ تیری وجہ سے ہے۔

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

انجیر و زیتون کی قسم

صرف شہر ہی کی قسم نہیں......فرمایا:

"وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ"

(پ۳۰ سورۃ التین آیت نمبر ۳-۲-۱)

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی قسم ہے۔ طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی"

مجھے انجیر کی قسم اور زیتون کے تیل کی قسم۔

یا اللہ: کیا انجیر کی بیل لمبی ہے؟

کیا اس کا ذائقہ بہت اچھا ہے۔

حالانکہ ہم نے سنا ہے کہ آم پھلوں کا بادشاہ ہے تو اے مولا' تو نے آم کی قسم کیوں نہ اٹھائی۔

اسی طرح بڑے بڑے خوشبودار تیل موجود ہیں تو نے ان کی قسم کیوں نہ اٹھائی؟

فرمایا: میں خوشبو کو نہیں دیکھتا۔ میں محبوبؐ کی زلفوں کو دیکھتا ہوں۔ میں بیل اور ذائقہ نہیں دیکھتا۔ میں محبوبؐ کی لبوں کو دیکھتا ہوں۔ انجیر یار کے لبوں کو اور تیل محبوبؐ کی زلفوں کو لگ گیا۔

میں نے قسم اٹھالی۔

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

کہیں فرمایا: ''لعمرك'' تیری عمر کی قسم۔

اور کہیں فرمایا: ''وقیله'' تیری گفتگو کی قسم۔

کہیں فرمایا:

''نٓ وَالْقَلَمِ''

نون والے ہونٹوں کی قسم اور قلم والی زبان کی قسم۔

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و بقا و بقا کی قسم

تو عرض کر رہا تھا کہ

جو چیز حضورؐ آقائے نامدار مدینے کے تاجدار علیہ السلام کے ساتھ منسوب ہوگئی۔ نرالی اور عظمت والی ہوگی۔

بے مثل عورتیں

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

''یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ''

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر۳۲)

''اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو۔ دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح۔

یہ بے مثال بیبیاں ہیں کیونکہ میرے محبوبؐ سے منسوب ہیں۔ کائنات کی کوئی عورت کسی قبیلہ کسی شہر کی۔

ان محبوبؐ سے منسوب عورتوں کی مثل نہیں۔

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

نسبت والے جانور جنتی

بے نسبتے ملوانے نامعلوم کس جہنم میں جائیں'
نسبت والے جانور بھی جنت میں جائیں گے

وہ مچھلی جس کے پیٹ میں یونس علیہ السلام کچھ عرصہ رہے وہ جنت میں جائے گی۔

وہ گدھا جس پر پیغمبر علیہ السلام نے سواری کی جنت میں جائے گا۔

وہ دلدل جس میں حضرت علی علیہ السلام سوار ہوئے جنت میں جائے گا۔

وہ چیونٹی جو سلیمان علیہ السلام سے منسوب ہے وہ جنتی ہے۔

وہ ہد ہد جو ملکہ بلقیس سے منسوب ہے جنتی ہے۔

وہ مینڈھا جسے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ذبح فرمایا جنتی ہے۔

وہ کتا جو اصحاب کہف کے پیچھے پیچھے چلا آیا' جنت جائے گا' پڑھیئے۔

احسن القصص امام غزالی ص ۵۰ اور نزہت المجالس' علامہ صفوی' جلد اول ص ۵۸

یہ سب جانور اچھی نسبت کے باعث جنتی ہیں۔ اسی نسبت کی وجہ سے ماہ شعبان معظم و موقر ہے۔

فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے۔

؎ محمدؐ سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

شعبان کے پڑوسی

شعبان اس لئے بھی معظم ہے کہ اس کے پڑوی بڑے عظیم ہیں۔ رجب جس میں حضور علیہ السلام کو معراج ہوا۔ اس کا پڑوسی اور رمضان جس میں قرآن نازل ہوا۔ اس کا پڑوسی ہے۔

اس لئے شعبان میرا مہینہ ہے۔

تم بہترین امت ہو

تم سب سے بہتر امت ہو۔

اللہ فرماتا ہے:

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ" (پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو۔

کیونکہ تم میری امت ہو۔

اسی طرح شعبان سب مہینوں سے معظم ہیں کیونکہ وہ میرا مہینہ ہے۔

محمدؐ سے نسبت بڑی چیز ہے

خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

تم بہترین امت ہو	کیونکہ میری امت ہو
قرآن بہترین کتاب ہے	کیونکہ میری کتاب ہے
میری کتاب کتابوں سے	بہتر
میری امت امتوں سے	بہتر
میرا مہینہ مہینوں سے	بہتر

حضورؐ کا پسینہ

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

حضور علیہ السلام دوپہر کو میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا:

سرکار ابدقرار علیہ السلام کو سوتے ہوئے پسینہ آیا۔ میں نے وہ پسینہ ایک شیشی میں جمع کیا۔

حضور علیہ السلام نے بیدار ہوکر پوچھا اسے کیا کروگی

عرض کیا: اسے عطر میں ملا کر اچھی خوشبو تیار کروں گی۔

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۵۷)

میرا پسینہ تمام عطروں سے بہتر
میرا مہینہ تمام مہینوں سے بہتر

؎ محمدؐ سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

مہینہ تیرا بخشش میری

روایات میں موجود ہے کہ جو آدمی شعبان کی پہلی رات چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ ستر برس کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ (ماثبت من السنۃ ص ۱۲۶ فضائل ایام ص ۳۹۷)

اور جو شخص بارہ نوافل بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور پانچ مرتبہ سورۃ اخلاص تو بارہ ہزار شہداء کے بالمقابل ثواب پائے۔

(اسلامی تقریبات' علامہ محمود احمد رضوی ص ۳۳)

؎ محمدؐ سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے!

صرف یہی نہیں کہ بارہ ہزار شہید کا ثواب بلکہ بارہ سال تک اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا۔

''کَوَلَدَتْ اُمُّهٗ'' جیسے ابھی کی ماں نے جنا ہے (اسلامی تقریبات ص ۳۳)

اس کی وجہ صرف یہ نوافل نہیں۔

نفل تو ادا کرنے والے روز ادا کرتے ہیں۔ وجہ صرف محبوبؐ کی نسبت ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے۔

فرمایا: محبوبؐ

مہینہ تیرا ہے
بخشش میری ہے

؎ محمدؐ سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

پندرھویں شعبان کی شب نفل پڑھو اگلے دن روزہ رکھو۔
حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے اور حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے بالمقابل ثواب ملے گا۔
اندازہ فرمایئے یہ کیوں؟
اس لئے کہ شعبان حضورؐ کا مہینہ ہے۔
رب گناہ نہیں دیکھتا رنگ و نسل نہیں دیکھا۔
قبیلہ نہیں دیکھتا۔
زبان نہیں دیکھتا۔
علاقہ نہیں دیکھتا۔ وہ صرف نسبت دیکھتا ہے۔
فرمایا: محبوبؐ

یہ مہینہ بھی تیرا
یہ امت بھی تیری

تیرے مہینے میں تیری امت کو اتنا عطا کروں گا کہ سوال کی ضرورت نہ پڑے۔

لیلہ مبارکہ

اسی مہینہ میں وہ رات ہے جسے فرمایا:
"اِنَّا اَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ" (پ۲۵ سورۃ الدخان آیت نمبر۳،۴)
بے شک ہم نے اتارا ہے اسے (قرآن کریم کو) ایک بابرکت رات میں ہماری یہ شان ہے کہ ہم بروقت خبردار کر دیا کرتے ہیں۔ اسی رات میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہر اہم کام کا۔

شب برأت

یہی رات ہے جسے شب برات کہتے ہیں کیونکہ اس میں ہر کسی کی برات کا فیصلہ ہوتا ہے۔

لیلہ مبارکہ جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے وہ شب قدر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ" (پ۳۰ سورۃ القدر آیت نمبر۱)

"بے شک ہم نے اسے نازل کیا لیلۃ القدر میں۔"

اور ہر حکمت والے فیصلہ کی یہی رات ہے۔

حضور نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اِذَا کَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰی سَمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مُسْتَغْفِرٌ فَاَغْفِرُلَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلِیٌ فَاُعَافِیْهِ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرَ"

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص۴۳۳)

جب شعبان کی پندرھویں ہو تو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھا کرو۔ جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

اور اعلان فرماتا ہے۔

ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں؟

ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رزق دے دوں؟

ہے کوئی مصیبت زدہ تاکہ میں اس کو اس سے نجات دے دوں؟

اور یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

خدا خود — اپنی رحمتوں سے

اپنے انوار سے

اپنی برکات سے پہلے آسمان پر طلوع اجلال فرماتا ہے۔

اور آواز دیتا ہے۔

ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا میں اسے عطا کروں

تو مانگ تو سہی عطا نہ کروں اور تیرا دامن بھر نہ دوں

تو مجھے خدا نہ کہنا

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

مانگ

مجھ سے رزق مانگ — اولاد مانگ

کاروبار مانگ' اور مانگ

مدینہ کی ہوا مانگ — کعبہ کی فضا مانگ

آج اپنے دامن کو نہ دیکھ اس کی عطا کو دیکھ۔

اب تنگیٔ داماں پہ نہ جا مانگ ارے مانگ
ہیں آج وہ مائل بعطا مانگ ارے مانگ

مانگ ملک کو ملت کی عافیت و ترقی مانگ۔

مانگ گناہوں کی بخشش مانگ

مانگ درد دل اور حسن نظر مانگ

حضرت صائم چشتی صاحب۔ فرماتے ہیں۔

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو
درد دل اور حسن نظر مانگ لو!

کملیؑ والے کی نگری میں گھر مانگ لو
مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

آؤ آؤ!

بارگاہ لایزال میں ہاتھ پھیلاؤ اور عرض کرو تو نے صحت تندرستی عطا فرمائی۔ ہر نعمت عطا فرمائی۔

اب ہمیں اپنے خزانوں سے مزید عطا فرما۔

تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شئے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

آج دریائے رحمت جوش میں ہے۔

دست سخی کشادہ ہے۔

پہلے آسمان سے بار بار ندائیں اور صدائیں آ رہی ہیں۔

مانگو میرے بندو۔

مجھ سے مانگو اور ساری رات ندائیں ہوتی رہیں گی۔

ساری رات بخشش ہوتی رہے گی۔

کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جو آج بھی سو جائیں۔ محروم رہ جائیں۔

پھلجھڑیاں، پٹاخے چلائیں اور اس کے غضب کو آوازیں دیں۔ وہ رحمت کی بارش فرما رہا ہے اور ہم اس کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔

مگر وہ پھر بھی کریم ہے۔

میرا اللہ بھی کریم اس کا محمدؐ بھی کریم
دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے!

آؤ شب برات اور پھر نصف رات کے وقت۔

جس کے متعلق میاں صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

پچھلی راتیں رحمت ربدی کرے بلند آوازا
بخشش منگن والیو آؤ کھلا اے دروازہ

رحمت ہر شئی سے وسیع ہے

وہ کیسا کریم ہے کہ جو فرماتا ہے
"وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ" (پ۹ الاعراب آیت نمبر ۱۵۶)
میری رحمت ہر شئی سے وسیع ہے
حضرات گرامی!
کل شئی کا حدود اربعہ کیا ہے؟
شئی کسے کہتے ہیں؟
معلوم کیجیے تا کہ پھر اس کی وسعت کو سامنے رکھ کر وسعت رحمت کا مشاہدہ کیا جا سکے۔

شیء کا مفہوم

شیء کے مفہوم میں ہر وہ چیز شامل ہے جسے اللہ نے کن کہہ کر پیدا فرمایا۔
وہ فرماتا ہے۔
"اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ" (پ۲۳ سورۃ یٰسین آیت نمبر ۸۲)
"جب وہ کسی شئی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کن فرماتا ہے وہ ہو جاتی ہے۔"
یہ ساری کائنات...... اور اس کی تمام چیزیں اس کے امر کن کا ظہور ہیں۔ پتہ چلا ساری چودہ طبق کی کائنات اپنی وسعت میں اس کی رحمت سے کم ہیں اور اس کی رحمت اس سے وسیع۔
ساری مخلوق کے گناہ ایک طرف اس کی رحمت کا ایک قطرہ ایک طرف۔

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ مینوں بخشیں کم بن جاندا ای میرا

حضرات گرامی!

وہ ایسے کریم کی بارگاہ ہے جس کے خزانے ختم نہیں ہوتے۔ کبھی ختم نہ ہو سکیں گے اس کی بخشش روز ازل سے جاری ہے اور روز ابد تک جاری رہے گی۔

کائنات ختم ہو جائے گی اس کی رحمت پھر بھی جاری رہے گی۔

؎ جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں
اور تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں!

سب گداؤں سے بڑا گدا میں ہوں۔

سب سخیوں سے بڑا سخی تو ہے۔

میں بڑا گنہگار — تو بڑا بخشنہار

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں!
مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں

گنہگار ہوں — سیہ کار ہوں
بدکردار ہوں — بدافعال ہوں

کبھی نیکی کا کام نہ کیا۔
آنکھ نے کبھی نیکی نہ دیکھی۔
کان نے کبھی نیکی نہ سنی۔
زبان نے کبھی نیکی نہ بولی۔
ہاتھ نے کبھی نیکی نہ کی۔
پاؤں نے کبھی نیکی نہ کی۔ مگر تو لجپال ہے مولا۔
اگر میں سب سے بڑا سیاہ کار ہوں۔
تو سب سے بڑا ستار ہے۔

؎ اک گناہ میرا ماں پیو دیکھے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا اللہ دیکھے پردے کجن والا!
بس مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں!

اے میرے کریم خدا! اے میرے رحیم الہٰ اگر مجھ میں گناہ نہ ہوتا تو تیری بخشش کس کیلئے ہوتی۔

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں!
مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں

میں نے پیچھے تاریخ پڑھ کر دیکھا ہے کہ ننگے پاؤں پھرنے والا آدمی جو پہلے شراب خانے کا مالک تھا۔ بعد میں ولیوں کا سردار بن گیا۔

حضرت بشر حافی

ہر وقت شراب کے نشہ سے مست رہنے والا۔

چوبیس گھنٹے شراب خانے میں گزارنے والا۔ بس اس کی رحمت ہوگئی تو اپنے وقت کے اولیاء کا سردار بن گیا۔

''رحمت حق بہانہ می جوید۔''

''اللہ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے۔''

بشر جارہے تھے کہ راستہ میں دیکھا ایک کاغذ پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا ہوا ہے مگر وہ کاغذ گندگی میں پڑا ہوا ہے۔

دیکھتے ہی ضمیر جاگا ایمان میں جوش آیا

کاغذ اٹھایا اور صاف کیا۔

اسے چوم کر بڑی خوشبوؤں سے بسا کر اوپر کسی جگہ رکھا اور کہا:

اے اللہ کے نام! تیرا مقام یہ ہے۔

بس رنگ لگ گیا۔

ولیوں کا سردار بن گیا۔

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

ہاں ہاں تیری شان یہ ہے کہ:

"فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" (پ۱۳' سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۶)

تو غفور بھی ہے　　　رحیم بھی ہے

ستار العیوب بھی ہے۔

ساری عمر شراب خانے میں گزارنے والے کو ولیوں کا سرتاج بنانے والے' نظر رحمت فرما۔

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں!

سب مل کر کہیں۔

ہوسکتا ہے قبولیت کی گھڑیاں ہوں۔

ذرا گڑگڑاؤ اس کے سامنے۔

اپنے گناہ' اپنے روبرو کرو اور اسے کہو۔

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں!

بشر حانی اپنے شراب خانے گئے تو

اللہ نے فرشتے کو بھیجا۔

بتاؤ! صبح و شام...... شب و روز شراب پینے والا بڑا گنہگار ہے کہ پانچوں ٹائم مسجد میں آنے والا؟

گناہ بڑا ہے یا اس کی رحمت؟

اگر وہ بخشا جا سکتا ہے تو آپ کیوں نہیں بخشے جا سکتے۔

شرط یہ ہے کہ ذرا دل سے کہو۔

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں!

فرمایا: اے فرشتے جا شراب خانے۔

یا اللہ: سمجھ نہیں آتی؟

ایک نوری کو شراب خانے بھیج رہا ہے؟

فرمایا: میں نوری کی نورانیت کو دیکھوں یا اپنی رحمت کو۔

یاد کرو۔ ایک بت پرست جو ساری ساری شب اپنے بت کے سامنے کھڑے ہو کر یَا صَنَمِیْ یَا صَنَمِیْ پکارا کرتا ہے۔

ایک دن رات کے پچھلے پہر اسے اونگھ آئی اور نیند میں منہ سے یَا صَنَمِیْ کی بجائے یَا صَمَدِیْ نکل گیا۔

فرمایا: فرشتے چل اور بت خانے' ایک میرا بندہ مجھے پکار رہا ہے۔ اسے میری طرف سے جواب دے۔

"لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ"

میں حاضر ہوں' اے میرے بندے

یا اللہ وہ تو صنم کا پجاری ساری عمر یَا صَنَمِیْ کہتا رہا۔

آج مغالطہ سے یَا صَمَدِیْ کہہ دیا ہے۔

فرمایا! یہی تو بات ہے کہ اس نے مجھے مغالطہ سے پکارا ہے۔ اگر میں نے اسے جواب نہ دیا تو وہ مجھے بھی اپنے بتوں کی طرح سمجھنے لگے گا۔

؎ حق پرستوں کی اگر تو نے کی دلجوئی نہیں!
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

جاؤ اور اس یَا صَنَمِیْ کہنے والے کو میری طرف سے کہہ دو۔ تو نے مجھے پکارا ہے تو میں حاضر ہوں۔ اللہ اللہ!

؎ مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں
مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں

حضرات گرامی!

شراب خانے کا دروازہ کھٹکا

اندر سے آواز آئی کون؟

فرمایا: میں اللہ کا قاصد ہوں' بشر سے ملنا ہے۔

دربان حیران کہ بشر کہاں اور اللہ کا قاصد کہاں؟

جسے میں دیکھاں عملاں دلے کچھ نہیں میرے پلے
جسے میں دیکھاں رحمت تیری بلے بلے بلے

دروازہ کھلا۔

بشر نے دیکھا تو پوچھا کیا پیغام ہے میرے خدا کا۔

فرشتے نے کہا۔ بشر تو نے خدا کے نام کی تعظیم کی ہے۔ خدا نے تجھے اپنا دوست بنالیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۸۸٬۸۷)

مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں!
مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں

حضرات گرامی!

آیئے! آج عہد کریں کہ شب برات کی رات عبادت کریں گے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے۔ آیئے! میں آپ کو عرض کروں۔

صلوٰۃ الخیر

کہ صالحین کرام اولیاء عظام نے اس شب کس طرح عبادت فرمائی ہے۔ یہ نماز جو میں آپ کو عرض کرنے لگا ہوں اسے صلوٰۃ الخیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سو رکعت اس طرح ادا کی جاتیں کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ یا دس رکعات اس طرح کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ اس

نماز کی بڑی فضیلت اور اس کا ثواب کثیر ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مجھ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بیان کیا کہ اس رات کو جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار دیکھتا ہے اور ہر بار دیکھنے میں اس کی ستر حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ جن میں سے سب سے ادنیٰ حاجت اس کے گناہوں کی مغفرت ہے۔ (مجموعہ وظائف فخری ص)

قبرستان کی حاضری

تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس رات قبرستان حاضری دیں۔ خصوصاً شہداء کرام اور اولیاء عظام کے مزارات پر کیونکہ یہ سنت نبی کریم علیہ السلام ہے۔

حضرات ابو نصرؒ نے بالا سناد حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

ایک رات میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہیں پایا۔ میں آپ کی تلاش میں گھر سے نکلی۔

میں نے دیکھا کہ آپ بقیع کے قبرستان میں موجود ہیں اور آپ کا سر آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری حق تلفی کریں گے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تو گمان یہی تھا کہ آپ کسی بی بی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں دنیا کے آسمان پر جلوہ فرماتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی بخشش

فرما دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(مجموعہ وظائف فخری ص ۶۱۹)

دو رکعت نفل

روض الافکار میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ سے گز رے اور ایک سفید پتھر کو دیکھا تو بہت متعجب ہوئے۔

آواز قدرت آئی!

اے عیسیٰ علیہ السلام کیا اس سے کسی عجیب تر چیز دیکھنا چاہتے ہو؟ عرض کی ہاں تو پتھر پھٹا اور اس سے ایک بزرگ برآمد ہوئے جن کے ہاتھ میں سبز چھڑی اور قریب ہی انگور کا ایک درخت لگا ہوا تھا۔

کہنے لگے یہ میری روزانہ کی غذا ہے۔

فرمایا کتنے دن سے یہاں عبادت کر رہے ہو؟

بزرگ نے کہا چار سو سال سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔مولا اس سے افضل بھی کوئی مخلوق ہے؟

آواز آئی ہاں میرے محبوب علیہ السلام کی امت کا جو شخص شعبان کی پندرھویں شب (شب برات) میں دو رکعت پڑھے گا اس کی یہ دو ہی رکعات ان چار سو سال سے افضل ہے۔(اسلامی تقریبات ص ۳۶٬۳۵)

مردہ دعا کا منتظر رہتا ہے

اس شب میں امت کے لئے ایصال ثواب و دعائے استغفار مسنون ہے۔ بکثرت احادیث اس بارے میں وارد ہیں۔

سوتا ماں باپ بھائی دوست کی دعا کا تو مردہ منتظر رہتا ہے۔نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مَاالْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُ. مِنْ

اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ (مشکوٰۃ شریف ص۲۰۶)

''میت قبر میں غرق ہونے والے کی طرح اور غوطے کھانے والے کی طرح ہوتی ہے۔ میت کو ہر وقت دعا کی انتظار ہتی ہے۔ دعا قبر میں میت کو پہنچتی ہے۔ اس کا باپ کرے یا اس کی ماں کرے یا اس کا بھائی کرے یا اس کا کوئی دوست، عزیز کرے۔''

''فَاِذَا الْحقتہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا'' (مشکوٰۃ شریف ص۲۰۶)

''پھر جب میت کو قبر میں دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا میت کو تمام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کچھ سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔''

یعنی کہ میت ساری دنیا اور اس کی تمام نعمتیں لینے سے اتنی خوش نہیں ہوتی جتنی دعا سے خوش ہوتی ہے۔

دعا قبر میں پہنچتی ہے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَہٗ''

(شرح صدور ص۱۲۷، مشکوٰۃ شریف ص)

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد قبر میں پہنچتا رہتا ہے۔'' نمبر ایک صدقہ جاریہ نمبر دو علم جس کا نفع لوگوں کو پہنچے۔ نمبر تین نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہے۔

جو کچھ میت کے وارث اس کی موت کے بعد صدقہ کرتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے سونے کے طباق میں لے کر میت کی قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"یَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ هٰذِهٖ هَدْیَةٌ اَهْدَاهَا اِلَیْكَ اَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَیْهِ فَیَضْرَحُ بِهَا وَیَسْتَبْشِرُ وَیَحْزُنُ جِیْرَانُهٗ الَّذِیْنَ لاَ یُهْدٰی اِلَیْهِمْ شَیْءٌ" (شرح الصدور (۱۲۹)

"اے گہری قبر والے یہ ہدیہ ہے اسے تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے۔ اس ہدیہ (ایصال ثواب) کو قبول کر۔ تو پھر وہ ہدیہ (ثواب) قبر میں داخل ہوتا ہے تو میت وہ ہدیہ لے کر فرحان وشادمان ہوتی ہے۔ جب میت کو اس کے گھر والوں نے ایصال ثواب کیا اور اس کے پڑوسی جن کو کوئی ہدیہ (ایصال ثواب) نہیں بخشا گیا وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔"

کچھ محروم لوگ

حضرات گرامی!

اس شب برات کی نورانی ساعات میں اس گنہگار امت کی مغفرت ہوتی ہے۔
سائیلوں کو عطا کیا جاتا ہے۔
گناہ معاف ہوتے ہیں۔
توبہ قبول ہوتی ہے۔

خالق کائنات جل جلالہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے اور درجے بلند فرما کر سب کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتا ہے۔ مگر کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو اس رات بھی اس کی رحمت عامہ سے محروم رہتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل لوگ ہیں۔

"اِلَّا الْمُشْرِكَ اَوْ مُشَاحِنَ وَلاَ اِلٰی قَاطِعِ رِحْمٍ وَلاَ اِلٰی مُسْبِلِ الْاِزَارِ وَلاَ اِلٰی عَاقٍ بِوَالِدَیْهِ وَلاَ اِلٰی مُدْمِنِ خَمْرٍ"

(ابن ماجہ شریف ص۹۹، بیہقی شریف ص)

مشرک، کینہ پرور، رشتہ داری سے تعلق توڑنے والے۔ تکبر سے کپڑا لٹکانے والا۔ والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا۔

حضرات محترم!

یہ چھ آدمی شب برات میں اگرچہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر عبادت کریں۔ ان کی توبہ قبول نہیں اس لئے پہلے ان گناہوں سے توبہ کر کے جو جو رشتہ دار ناراض ہیں ان کو راضی کر کے والدین کو راضی کر کے عبادت کرنی چاہئے۔

اگر والدین وصال کر چکے ہیں تو ان کی مزارات پر جا کر معافی مانگنی چاہئے۔ اگر مزارات معلوم نہ ہوں یا کسی دور دراز علاقہ میں ہوں تو ان کو ایصال ثواب کر کے عبادت کرنی چاہئے۔

آتش بازی موجب لعنت

آتش بازی کی نذر اس رات کو کرنا کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔ وہ خداوند کریم اپنی رحمت کے ساتھ آسمان دنیا پر جلوہ فرما ہو رہا ہے اور ہم اس کا استقبال آتش بازی سے کرتے ہیں۔ اس کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ اس خدائی رات کا استقبال اطاعت و عبادت' استغفار واذکار کے ساتھ کریں۔ رات کو تلاوت قرآن مجید' نوافل میں مشغول رہیں اور پندرھویں دن کا روزہ رکھیں۔

صدقہ و خیرات کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

نہایت خضوع و خشوع سے تضرع وزاری سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

اپنے دینی و دنیاوی نیک مقاصد۔

پاکستان کی حیات و بقا۔　　نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خصوصاً مسلمان کشمیر' بوسنیا' چیچنیا وغیرہ کے لئے فتح و نصرت اور کفار کیلئے ہدایت ورنہ ان کی ہلاکت کی دعا کریں اور اس رات کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں۔

اللہ تعالیٰ بحرمت حبیبہ الاعلیٰ ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

تیسرا خطبہ

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج امتان مصطفےٰ
حضرات امام اعظمؒ

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ۔

درود شریف:۔
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

؎ سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث وقرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

حضرات گرامی!
آج میں آپ کے سامنے اس عظیم المرتبت رفیع الدرجت ہستی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے تمام عالم اسلام نے امام اعظم تسلیم کیا ہے۔
جو فرمان رسالت کا مصداق اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کی دعا کا ثمر ہے جو ہستی تابعین کی سردار اور تمام اولیاء کرام کی فقہی امام ہے۔
میری مراد امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ امام ہمام عالی مقام حضرت سیدنا

نعمان ابن ثابتؓ المعروف امام اعظم ابو حنیفہ ہیں جن کے متعلق مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفےٰ

اکثر اولیاء اللہ حنفی ہیں

مولانا روم نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔

آپ نگاہ دوڑا کر دیکھیں کہ امت محمدیہ کے بڑے بڑے اولیاء اللہ غوث، قطب، ابدال، اوتاد، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دامن اقدس سے وابستہ ہیں اور آپ ہی کے مقلد ہیں۔

اور یہ سب مقلدین اولیاء اللہ ہیں۔ کوئی ولی غیر مقلد نہیں اور جس قدر اولیائے کرام مذہب حنفیہ میں ہیں۔ دوسرے مذاہب یعنی شافعی، حنبلی، مالکی وغیرہ میں نہیں۔

آپ غور کیجئے اور کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے کہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت فضیل بن عیاض خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت داؤد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کون؟ حنفی
حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی

سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کون؟ حنفی

یہ تمام کے تمام دامن امام اعظم رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہیں۔ ان ہی کے خوان فقہ سے خوشہ چین ہیں۔

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفےٰ

یہ تمہارے امام ہیں

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ حضور سیدنا الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس گود میں ایک بزرگ کا سر انور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت منورہ سے اس بزرگ کے سر میں کنگھی فرما رہے ہیں۔

میں نے سوچا کہ امام حسنؓ ہوں گے یا امام حسینؓ ہوں گے۔ مگر جب میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علی یہ تیرے امام ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت ہیں جن کا تو مقلد ہے''

(کشف المحجوب ص ۲۱۶)

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفےٰ

امام المسلمین

میرے اور تمام حنفیوں کے امام۔ حضور امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ جب دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو بڑے مودب ہو کر عرض کیا۔

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامُ الْمُرْسَلِيْنَ''

''اے رسولوں کے امام آپ پر سلام ہو''

تو روضہ انور سے جواب آیا۔

"وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا إِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ"

'اور اے مسلمانوں کے امام آپ پر بھی سلام ہو'

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفےٰ

حکیم الامت مفسر قرآن' حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث وقرآں!
پھرے بھٹکتا نہ پائے راستہ امام اعظم ابوحنیفہ

حضرات گرامی! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

"اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" (پ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

''سب سے آگے آگے' سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے ان کی پیروی کی عمدگی سے' ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔''

شانِ صحابہؓ وتابعین

حضرات گرامی! اس آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے درجہ بدرجہ مراتب صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان کی عظمت بیان فرمائی۔

یعنی سب سے زیادہ عظمت والے وہ جو سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے مہاجرین وانصار سے۔

ان کے بعد عام صحابہؓ...... پھر تابعین۔

سابقون الاولون کے سردار　　　صدیق اکبرؓ

فقہاء عظام کے سردار　　　　امام اعظمؒ

امام اعظم تابعی ہیں

’’وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ‘‘

’’جنہوں نے ان (صحابہ کرامؓ) کی اتباع کی عمدگی سے۔‘‘

حضرت امام اعظمؒ نے سب سے پہلے قرآن وحدیث کی فقہ ان صحابہ کرامؓ کی پیروی میں پیش فرمائی۔ اسی لئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’اَلْفُقَھَاءُ کُلُّھُمْ عَیَالٌ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْفِقْہِ‘‘

(تذکرۃ المحدثین ص ۵۸)

’’تمام فقہاء کرام حضرت ابو حنیفہ کی اولاد ہیں فقہ میں‘‘

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفیٰ

تابعی کسے کہتے ہیں

گرامی حضرات! تابعی کسے کہتے ہیں۔ اصول حدیث کی کتاب شرح ’’نخبۃ الفکر‘‘ میں موجود ہے کہ

’’اَلتَّابِعِیُّ وَھُوَ مَنْ یَعِیَ الصَّحَابِیْ‘‘ (نخبۃ الفکر ص ۸۴)

’’تابعی وہ ہوتا ہے جس نے صحابیؓ سے ملاقات کی ہو۔‘‘

حافظ ابن حجر مکی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ

’’ھٰذَا ھُوَا الْمُخْتَارُ‘‘ (نزہت النظر ص ۸۴)

’’یہی بہترین تعریف ہے۔‘‘

فرمان نبویؐ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِىْ وَاٰمَنَ بِىْ وَطُوْبٰى لِمَنْ رَاٰ مَنْ رَاٰنِىْ"

"خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے مجھ دیکھا اور اس کیلئے جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

"اَدْرَكَ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ" (تنسیق النظام ص ۱۰)

"امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک (پوری) جماعت سے ملاقات کی ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"فَهُوَ بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ مِنَ التَّابِعِيْنَ" (تنسیق النظام ص ۱۰)

"اس وجہ سے وہ (امام اعظم علیہ الرحمۃ) تابعین میں سے ہیں۔"

حضرت انس کی زیارت

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

"اِنَّهٗ رَاٰى اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ مِرَارًا" (خیرات الحسان ص)

"بے شک آپ (امام اعظم علیہ الرحمۃ) نے حضرت انس بن مالک کو چند مرتبہ دیکھا ہے۔"

دیگر ائمہ فن مثلاً:

خطیب بغدادی، ابن جوزی، مزی، یافعی، عراقی، ذہبی، ابن حجر، سیوطی وغیرہ تمام کے تمام ائمہ حضرت امام اعظم کی تابعیت پر متفق ہیں۔ (اوضحۃ المجید ص ۴۵)

آٹھ صحابہ کی زیارت

علامہ ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا

"اَدْرَكَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ ثَمَانِيَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ" (تنسیق النظام ص ۱۰)

حضرت امام اعظم نے آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ملاقات فرمائی ہے۔

گرامی حضرات! حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ بنت مجرد سے آپ کو روایت شرف بھی حاصل ہے۔

یہ خصوصیت کسی دوسرے امام کو حاصل نہیں ہے اس لئے آپ ان تمام ائمہ کے امام ہیں۔ باقی تمام امام آپ کے بعد اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے۔

امام مالک ۹۰ ہجری، امام شافعی ۱۵۰ھ امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی۔ ۱۵۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور عین آپ کے انتقال کے دن حضرت امام شافعی پیدا ہوئے۔ (جاء الحق حصہ دوم ص ۲۵۰)

خیر القرون سے متصل

اس اعتبار سے امام اعظم نے خیر القرون کے بعد متصل زمانہ پایا جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:

"خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ"

"سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس سے ملنے والا۔"

سب سے بڑے متقی

سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"اَوْلٰی بِیَ الْمُتَّقُوْنَ مِنْ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا"

"مجھ سے نزدیک تر متقی ہیں جو بھی ہیں جہاں بھی ہیں۔"

ثابت ہوا زمانہ اور تقویٰ کے اعتبار سے بھی امام اعظم ابوحنیفہ تمام ائمہ پر فوقیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ تمام سے قریب تر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور اسی قرب کی وجہ سے وہ زیادہ متقی بھی ٹھہرے۔ اللہ اللہ!

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفےٰ

اے سنی، حنفی، بریلوی مسلمانو! تمہیں مبارک ہو کہ

تمہارا نبیؐ	نبی اعظم
تمہارا صدیقؓ	صدیق اعظم
تمہارا فاروقؓ	فاروق اعظم
تمہارے حسینؓ	شہید اعظم
تمہارے امام	امام اعظم
تمہارے غوث	غوث اعظم

اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ عطا فرمایا وہ اعظم عطا فرمایا۔ بے مثال عطا فرمایا۔ لاثانی عطا فرمایا اور میرے تو مرشد گرامی بھی سرکار لاثانی علیہ الرحمۃ علی پوری ہیں۔

"فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ"

بشارت مصطفٰےؐ

طبرانی نے کہا کہ حضرت قیس بن عبادہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ"

(طبرانی)

"اگر ایمان ثریا کے تارے کے پاس ہوگا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ، وہاں سے لے آئیں گے۔"

امام مسلم و بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ سرور عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْكَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ" (بخاری مسلم جلد دوم ص ۲۷)

"اور اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے اگر دین ثریا تارے

میں لٹکا ہوگا تو فارس کا ایک آدمی اسے حاصل کر لے گا۔“

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے حضرت علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کے بعض شاگردوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد (یعنی سیوطی) یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پا سکا۔ بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا۔ آپ کے تلامذہ کے مقام کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کر سکا۔ (مناقب امام اعظم جلد اول ص ۵۹۰' امام موفق بن احمد مکی)

مجدد الوہابیہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی کو بھی حنفیت سے بسیار تعصب کے باوجود کہنا پڑا۔ (اتحاف النبلاء ص ۴۲۴)

”ہم امام درآں داخل است“

مفتی دیوبند عزیز الرحمان مفتی نے اپنی کتاب ”امام اعظم ابو حنیفہ“ میں لکھا۔ بالاتفاق اس حدیث کا مصداق ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہیں۔ (امام اعظم ابو حنیفہ ص ۲۴)

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفٰے

داتا ہجویریؒ کی تائید

حضرت داتا گنج بخش' سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ”حضرت یحیٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا:

”عِنْدَ عِلْمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ“

”علم ابوحنیفہ کے نزدیک“ (کشف المحجوب ص ۲۱۶)

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفٰے

دعائے مرتضیٰ

اسماعیل بن حماد سے روایت ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کے جد امجد حضرت نعمان بن مرزبان علیہ الرضوان کے حضرت مولا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے بڑے گہرے مراسم تھے۔

ایک مرتبہ نعمان بن مرزبان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے فالودہ لے کر گئے جس کو انہوں نے بے حد پسند فرمایا۔

جب ثابت پیدا ہوئے تو نعمان ان کو حضرت علی کی خدمت میں لے کر گئے۔ حضرت علیؓ نے ثابت اور ان کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ اسماعیل بن حماد کہتے ہیں ہمیں اللہ کے فضل سے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ دعا قبول فرمائی ہے۔ (تاریخ بغداد جلد نمبر۱۳، ص ۳۲۶)

حضرات گرامی! توجہ فرمایئے۔

بشارت مصطفیٰؐ	امام اعظمؒ
دعائے مرتضیٰؓ	امام اعظمؒ
مقتداء اولیاء	امام اعظمؒ

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفیٰؐ

تلمیذ جعفر صادقؓ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" حضرت امام باقر اور جعفر الصادق علیہما السلام کے شاگرد رشید تھے جس پر آپ کو بہت فخر تھا بلکہ آپ کے فرمان عالیشان کے مطابق اگر وہ دو سال جو ان کی شاگردی میں گزرے نہ ہوتے تو وہ ہلاک ہو جاتے۔ فرمایا:

"لَوْلَا السَّنَتَانُ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ"

(جاء الحق حصہ دوم ص ۲۵۰، حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی مرحوم)

''اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان (امام اعظم) ہلاک ہو جاتے''

ہم حنفی ہیں

الحمدللہ! اصل حنفی ہم ہیں کیونکہ ہم ائمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو اپنے مقتداء وپیشوا سمجھتے ہیں۔ یہی عصر حاضر میں صحیح حنفیوں کی پہچان ہے۔

جو حنفی کہلانے کے باوجود اہل بیت اطہار کے ان ائمہ کرام کی توہین کرتے ہیں وہ حنفی نہیں بلکہ حنفی منفی ہیں۔

لباس حنفیوں والا ہے دراصل یہ خارجی ہیں۔

لباس خضر میں ہزاروں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر رہنا ہے دنیا میں تو کچھ پہچان پیدا کر!

ہم رافضی نہیں ہیں

بعض بزعم خود اہلسنت وجماعت کے ٹھیکدار' ہمیں شیعہ ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم اہلسنت کی انتہائی محبت اپنے سینے میں رکھتے اور حضرت علیؓ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں مگر ان مسلک کے ٹھیکداروں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ہم شیعہ یعنی رافضی نہیں بلکہ حنفی ہیں اور تم جو بزعم خود حنفی ہو۔ حنفی نہیں بلکہ خارجی ہو۔ ہمارے عقائد وہی ہیں جو حضرت امام اعظمؒ کے عقائد ہیں۔

امام اعظمؒ کا عقیدہ

ملاحظہ ہو مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''ذاتی طور پر امام صاحب اگرچہ حضرت عثمانؓ کے مقابلہ میں حضرت علی کی طرف میلان رکھتے تھے کیونکہ خاندان نبوت سے ان کا رشتہ بھی ہے''

(امام اعظم ابوحنیفہ ص ۲۴۹)

دوسری جگہ پر یہی مفتی دیو بند (حنفی منفی) لکھتے ہیں کہ امام اعظمؒ نے فرمایا:

"اہل شام نے میرے ساتھ اس وجہ سے بغض رکھا کہ میں حضرت علیؓ کو حق پر سمجھتا تھا اور اہلحدیث میرے اس وجہ سے دشمن ہو گئے کہ میں آل رسول حضرت زید بن علی جعفر صادق کی حمایت کرتا تھا۔ (امام اعظم ابو حنیفہ ص ۳۹۴' بحوالہ موفق جلد ثانی ص ۹)

کیا امام اعظمؒ شیعہ تھے؟

بتاؤ! اے اہلسنت و جماعت کے ٹھیکیدارو اور ہمیں شیعہ کہنے والو کیا حضرت امام اعظمؒ شیعہ تھے؟ اگر وہ شیعہ نہ تھے تو نام شیعہ کیوں؟

ہم تو بقول امام شافعی صرف اتنا ہی کہیں گے کہ:

"اِنْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ رَافِضٌ"

(الصواعق المحرقہ ص ۱۳۳)

اس شعر کا ترجمہ بھی ہم خود نہیں کرتے بلکہ علامہ اختر فتح پوری کی زبانی کرتے ہیں وہ برق سوزاں میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ:

"اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا نام رفض ہے تو جن وانس اس بات کے گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔" (برق سوزاں ص ۴۵۰)

مزید سنیئے ابو زہرہ مصری کی عربی کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے سید رئیس احمد جعفری۔

اور اس کی تعلیمات و حواشی لکھتے ہوئے عطا اللہ حنیف بھوجیانی وہابی لکھتے ہیں۔

"ایک روایت صحیح کے مطابق امام ابو حنیفہ عثمانؓ پر علیؓ کو فضیلت دیتے ہیں۔"

(امام احمد بن حنبل ص ۲۵۷)

تفضیل علی ہم نے سنی ان کی زبانی
مگر ہم آپ کے اس عقیدہ ذاتی میں دخل نہیں دیتے کیونکہ تقلید اعمال میں ہوتی

ہے عقائد میں نہیں۔

ہمارا عقیدہ وہی ہے جو تمام اہلسنّت کا ہے مگر ہم ان حنفی منفی لوگوں سے پوچھتے ہیں اور ان سنیت بریلویت کے ٹھیکیداروں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا فتویٰ ہے جناب کا۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے متعلق۔ یا تو فتویٰ دو۔ یا حنفی ہونے سے انکار کرو یا پھر ہمیں کم از کم معاف رکھو اور ہم پر فتووں کی بوچھاڑ نہ کرو۔

؎ یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ہم ایک نمبر اہلسنّت ہیں۔

اس وقت سے ہیں جب سے ارشاد ہوا تھا کہ

"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ"

"تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے"

اس لئے ہمارے عقائد بھی وہی ہیں جو چودہ سو سال پرانے ہیں۔ ایک یہ بعد میں بھی دو نمبر مال آیا ہے جس کا عقیدہ بھی دو نمبر ہے۔

جناب علامہ صائم چشتی نے ایسے لوگوں کیلئے کہا ہے۔

؎ وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم نوچ ڈالیں فریب سراپا نقا میں تمہاری
یا پھر خود تمہیں اہلسنّت کا پردہ رخ نجدیت سے ہٹانا پڑے گا

میزان الکتب

حضرات گرامی! اسی دو نمبر سنی یعنی حنفی منفی عقیدہ رکھنے والے ایک لاہور کے ملاں نے ایک کتاب لکھی ہے جس پر لاہوری کے ایک بزعم خویش مناظر اسلام کی تقریظ بھی موجود ہے۔

اس کتاب میں اس ملاں منفی خارجی نے اپنے علاوہ سب کو شیعہ قرار دے دیا

ہے حتیٰ کہ اس شتر بے مہار کے حملوں سے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم علامہ جامیؒ ملاں معین کاشفی اور ابونعیم وصدر الافاضل مراد آبادی جیسے اکابر بھی نہیں بچ سکے اور ان سب کو شیعہ قرار دے دیا گیا ہے۔

بدیں عقل ودانش بباید گریست
خرد کو جنوں کہدیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کے

حضرات محترم!

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جعفرؑ صادق علیہ السلام کی شاگردی کو باعث فخر تصور فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ دو سال (جن میں حضرت جعفر کی خدمت میں حاضر تھا) نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ بارگاہ اہل بیت سے علم حاصل کرنے کا یہ نتیجہ تھا کہ جو مسئلہ کہیں حل نہ ہوتا وہ امام اعظم ایک سیکنڈ میں حل فرماتے۔

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث وقرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

امام اعظمؒ کی فقاہت

حضرت امام اعظم اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن امام اعظم اپنی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آپ کے پاس طلاق وحیض کے متعلق ایک مسئلہ دریافت کرنے آئی۔ آپ نے لاعلمی کا اظہار فرمایا اور امام حماد کے حلقہ درس کی طرف اشارہ کر دیا جو آپ کے مکان کے قریب ہی تھا اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ وہ جو کچھ جواب دیں مجھے بھی بتلا دینا۔

چنانچہ اس عورت نے واپسی پر جواب سنا دیا۔ اس سے امام صاحب کو افسوس ہوا اور اسی وقت سے فقہ سیکھنے کا ارادہ کر لیا۔ امام حماد کے حلقہ درس میں پابندی کے

ساتھ شریک ہونے لگے۔

یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے لیکن قدر مشترک واقعہ ایک ہی بیان کیا گیا ہے۔

اس بارے میں امام اعظم کے الفاظ یہ ہیں۔

"خَدَعَتْنِیْ اِمْرَاَةٌ وَزَهَدَتْنِیْ اُخْرٰی وَفَقَّهَتْنِیْ اُخْرٰی"

(الموافق جلد اول ص ۶۱)

''ایک عورت نے مجھے دھوکہ دیا۔ دوسری نے مجھے زاہد بنا دیا۔ ایک اور نے مجھے فقیہ بنا دیا۔'' (امام اعظم ابو حنیفہ ص ۵۴)

بعض کتب میں یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے ایک کنویں پر ایک لڑکی کو پانی کا مٹکا بھرتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا کہ:

''اے لڑکی! سنبھل کر قدم رکھنا کہیں پاؤں پھسل کر مٹکا ہی نہ ٹوٹ جائے۔''

تو لڑکی نے مجھے یہ جواب دیا کہ:

لڑکی کہیا میں ڈگی آں تے اینان خطرہ ناہیں!
توں ڈگیوں تے خلقت ڈگ سی سوچ کے قدم ٹکاویں

نا معلوم یہ لڑکی کی صورت میں مجھے کوئی فرشتہ ملا۔ میں نے اس کے بعد ہر قدم سوچ سمجھ کر اور سنبھال سنبھال کر اٹھایا۔

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفیٰ

امام باقرؒ سے ملاقات

شیعہ کتب میں یہ ملاقات بہت غلط طریقہ سے بیان کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ امام باقر علیہ السلام حضرت امام اعظم کو اچھا نہ جانتے تھے مگر اس ملاقات کی حقیقت ہم امام موفق سے نقل کرتے ہیں۔ سنیئے اور غور سے سنیئے!

امام موفق بن احمد نے اپنی کتاب ''الموفق'' میں تحریر فرمایا کہ:
ایک دفعہ امام اعظمؒ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں امام باقر سے ملاقات ہوئی۔

انہوں نے فرمایا:
''آپ وہی ابوحنیفہ ہیں جنہوں نے میرے نانا جان کے دین کو بدل دیا ہے۔''
امام اعظم نے فرمایا:
''آپ کو یہ غلط خبر پہنچی ہے' مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور میں انکشاف حقیقت کروں۔''
امام باقر بیٹھ گئے اور امام اعظم ان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا بتلایئے۔

''عورت کمزور ہے یا مرد''
انہوں نے کہا: ''عورت''
فرمایا: ''اچھا بتلایئے عورت کا حصہ کتنا ہے اور مرد کا کتنا؟''
امام باقر نے فرمایا: ''مرد کے دو اور عورت کا ایک''
تب امام اعظم نے فرمایا:
''دیکھئے اگر میں قیاس سے کام لیتا تو عورت (جو کہ ضعیف ہے) کے دو حصے مقرر کرتا۔''

پھر پوچھا: ''نماز افضل ہے یا روزہ''
فرمایا: ''نماز''
امام اعظم نے فرمایا:
''اگر میں قیاس سے کام لیتا تو عورت سے ایام حیض کی نمازوں کی قضا کرواتا اور روزے کی نہ کرواتا کیونکہ نماز افضل ہے۔''

پھر پوچھا: نطفہ زیادہ نجس ہے یا پیشاب"

فرمایا: "پیشاب"

امام اعظم نے فرمایا:

"اگر میں قیاس سے کام لیتا تو پیشاب سے غسل کو واجب قرار دیتا اور نطفہ سے وضو کو فرض قرار دیتا مگر میں ایسا نہیں کرتا ہوں۔"

تب امام باقر علیہ السلام نے امام اعظمؒ کی تحسین فرمائی اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ (الموافق جلد اول ص ۱۴۵)

حضرات گرامی! یہ ہیں امام اعظمؒ کہ:

جن کی فقاہت کو	امام باقر پسند کریں
جن کی فقاہت کو	عرب وعجم پسند کریں
جن کی فقاہت کو	اولیاء تسلیم کریں
جن کی فقاہت کو	آئمہ فقہ تسلیم کریں

وہی امام اعظمؒ

؎ بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفےٰ

چور بھی پکڑا گیا بیوی بھی بچ گئی

ایک آدمی کے گھر رات کو چوری ہوگئی۔ اس نے چوروں کو دیکھ کر پہچان لیا اور لگا بولنے۔ چوروں نے اس کے گلے پر چھری رکھ کر کہا کہ قسم اٹھاؤ۔

قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہہ کہ اگر تو کسی کو بتائے کہ فلاں تیرے چور ہیں تو تیری بیوی کو تین طلاق۔

اس نے حلف دیا کہ اگر میں کسی کو بتاؤں کہ یہ میرے چور ہیں تو میری بیوی کو تین طلاق۔

اب صبح ہوئی تو بحالت پریشانی بہت سے علماء کے پاس گیا اور مسئلہ کا حل دریافت کیا۔ سب نے کہا ال تو چلا گیا اب بیوی بچاؤ۔

مطمئن نہ ہوا۔ آخر کسی نے کہا کہ اگر مسئلہ کا صحیح حل چاہتے ہو تو امام اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔

چنانچہ وہ حاضر بارگاہ امام اعظم ہوا اور مسئلہ دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا: تم جمعہ کی نماز میرے پاس ادا کرنا اور میں یہ اعلان کروں گا کہ مجھ سے پہلے کوئی شخص مسجد سے نہ نکلے۔

میں اور تو دونوں مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں گے۔ میں ہر آدمی کو گزارتے ہوئے تجھ سے سوال کروں گا۔ کیا یہ تیرا چور ہے۔

جب تک چور نہ آئے تم بتاتے رہنا کہ نہیں یہ میرا چور نہیں ہے اور جب چور واقعتہً آ جائیں تو تم خاموش ہو جانا۔

اس طرح مال بھی مل جائے گا' بیوی بھی بچ جائے گی۔

؎ بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراج اُمتانِ مصطفیٰؐ

؎ سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث وقرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

منکر توحید سے مناظرہ

بغداد میں یک رومی آیا اور اس نے آکر خلیفہ سے عرض کیا کہ میرے یہ تین سوال ہیں اگر ان سوالات کا جواب دینے والا آپ کی سلطنت میں کوئی ہے تو بلایئے۔

خلیفہ نے اعلان کرا دیا۔ سب علماء جمع ہوئے۔ امام اعظمؒ بھی تشریف لائے۔

رومی منبر پر چڑھا اور اس نے سوال کیا۔

۱- بتاؤ خدا سے پہلے کون تھا؟

۲- بتاؤ خدا کا رخ کدھر ہے؟

۳- بتاؤ اس وقت خدا کیا کر رہا ہے؟

یہ سن کر سب علماء خاموش ہو گئے۔

امام اعظمؒ آگے بڑھے اور فرمایا۔

میں جواب دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ منبر سے نیچے اتر آئیں۔ رومی منبر سے نیچے آ گیا۔ آپ منبر پر تشریف لے آئے اور فرمایا:

اپنے سوالات دہرایئے۔ رومی نے کہا:

بتایئے: ''خدا سے پہلے کون تھا؟''

فرمایا: ''گنتی شمار کرو۔'' رومی نے گنتی شروع کی ایک- دو- تین۔

آپ نے روک کر فرمایا۔ ایک سے پہلے گنیے۔

رومی نے کہا: ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں۔

فرمایا:

''جس طرح ایک سے پہلے گنتی نہیں اسی طرح خدا سے پہلے بھی کوئی نہیں۔

دوسرا سوال دہرایئے:

رومی نے کہا: بتایئے خدا کا رخ کدھر ہے؟

امام اعظم علیہ الرحمۃ نے ایک شمع روشن فرمائی اور فرمایا:

''بتایئے اس کا رخ کدھر ہے؟''

رومی نے کہا: سب طرف کو۔

فرمایا: ''جس طرح اس کا رخ سب طرح کو ہے اسی طرح خدا کا رخ بھی سب طرف کو ہے۔''

فرمایا: تیسرا سوال دہرایئے۔

رومی نے کہا: بتایئے خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟

فرمایا:

''خدا نے تجھے منبر سے نیچے اتار دیا اور مجھے اوپر چڑھا دیا۔''

رومی یہ سن کر شرمندہ ہوا اور واپس چلا گیا۔ (الموفق جلد اول ص ۱۷۸)

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابوحنیفہ

امام اوزاعی سے مناظرہ

۱۳۰ ہجری میں جب آپ مکہ پہنچے تو یہاں امکام اوزاعی سے رفع الیدین کے متعلق مناظرہ پیش آ گیا۔

امام اوزاعی پہلے ہی امام اعظم کے متعلق اچھا خیال نہیں رکھتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اوزاعی کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ:

''اے خراسانی کوفہ میں یہ کون بدعتی شخص پیدا ہوا ہے جس کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔''

یہ سن کر میں واپس آیا اور تین دن مسلسل امام صاحب کے عمدہ عمدہ مسائل منتخب کئے۔ تیسرے دن اپنے ہمراہ کتاب لے کر آیا اور امام اوزاعی کی خدمت میں پیش کی۔

امام اوزاعی نے پوچھا یہ مسائل کس نے بیان کئے ہیں۔

میں نے کہا: عراق میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی تھی جس کا نام نعمان ہے۔

امام اوزاعی نے کہا یہ تو بڑے پایہ کے شیخ معلوم ہوتے ہیں جاؤ ان سے علم حاصل کرو۔

میں نے کہا جی ہاں یہ وہی نعمان ہیں جن کی کنیت ابوحنیفہ ہے اور جن کے پاس جانے سے آپ مجھے روکتے ہیں۔ (امام اعظم ابوحنیفہ ص ۸۷، ص ۸۶)

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابوحنیفہ

سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ میں دار حناطین میں جمع ہوئے تو امام اوزاعی نے امام اعظم سے پوچھا۔ آپ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیوں نہیں کرتے؟

امام اوزاعی نے فرمایا: عجیب بات ہے۔
مجھ سے زہری نے بروایت سالم۔
"عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"
یہی نقل کیا ہے کہ آپ رفع الیدین کرتے تھے۔
امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔
مجھ سے امام حماد نے بروایت ابراہیم نخعی
"عَنْ عَلْقَمَۃَ وَاَسْوَدَ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"
حدیث بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح صلوٰۃ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

امام اوزاعی نے کہا کہ میں تو زہری عن سالم عن ابیہ سے روایت بیان کر رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ
"حَدَّثَنِیْ حَمَّادٌ الخ"
"بھلا کوئی جوڑ بھی ہے"
حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا:
حماد زہری سے زیادہ فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے افقہ تھے اور علقمہ ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں تھے۔

اگر چہ ابن عمر کو صحبت کی فضیلت حاصل ہے اور عبداللہ بن مسعود بہر حال عبداللہ بن مسعود ہیں۔

پس یہ جواب سن کر امام اوزاعی خاموش ہو گئے۔ (مسند امام اعظم باب رفع الیدین)

؎ سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآں
پھر سے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابوحنیفہ

امام شافعی کی عقیدت

حضرت امام شافعی جب امام اعظم قدس سرہ العزیز کی قبر انور پر حاضری دیتے تو حنفی نماز پڑھتے تھے۔

قنوت نازلہ نہ پڑھا کرتے تھے۔

کسی نے پوچھا حضور! آپ تو خود امام ہیں اپنی فقہ چھوڑ کر یہاں پر فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟

فرماتے کہ اس قبر والے کا احترام کرتا ہوں۔ (جاء الحق حصہ دوم ص ۲۴۸)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں بغداد شریف' امام اعظم کے مزار پر حاضر ہوتا ہوں۔ دو رکعت نفل پڑھ کر امام اعظم کی قبر شریف کی برکت سے دعا کرتا ہوں بہت ہی جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(جاء الحق حصہ دوم ص ۲۴۸)

حضرات گرامی!

حیات ظاہری ہی میں نہیں بلکہ بعد از وصال بھی امام اعظم کی قبر مبارکہ کی برکت سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے امام شافعی کسی دنیاوی حاجت کیلئے نہ جایا کرتے تھے بلکہ کسی فقہی ضرورت کیلئے ہی حاضر ہوا کرتے تھے۔

؎ سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآں
پھر سے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

وفات

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس دن وفات ہوئی جمعہ کا دن' مہینہ شوال' بروایت دیگر رجب یا شعبان کا تھا۔ ۱۵۰ھ تھا۔ وقت کے خلیفہ کو آپ کی طرف سے اندیشہ تھا کیونکہ آپ کی مقبولیت قید کی حالت میں اور بھی زیادہ ہوگئی تھی۔

خلیفہ نے آپ کو قید کر رکھا تھا اس لئے دھوکہ میں آپ کو زہر دے دیا گیا جس وقت آپ کو علم ہوا تو سجدہ شکر ادا کیا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ"

آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ دفن کے بعد چالیس دن تک آپ کی قبر پر لوگ نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ آپ کی وصیت کے مطابق قبر شریف خیرزان کے مقبرے میں بنائی گئی۔ (امام اعظم ابوحنیفہ ص ۱۱۶' ص ۱۱۵)

"وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ"

چوتھا خطبہ

فضائل ماہ رمضان

خطبہ

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ
الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ التُّقٰی وَاَصْحَابِہٖ الْکِرَامُ الْعُلٰی"
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ
وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانُ
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ۔

درودشریف:۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی!

یہ ماہ مبارک رمضان سے قبل شعبان المعظم کا آخری جمعۃ المبارک ہے۔ اس لئے اس جمعۃ المبارک کے خطبہ میں استقبال رمضان کے سلسلہ میں اس ماہ رمضان کے فضائل قرآن وحدیث سے بیان کئے جائیں گے۔

سب سے پہلے آپ حضرات توجہ سے یہ چند اشعار جو کہ اسی سلسلہ میں فقیر نے لکھے ہیں سماع فرمایئے۔

یہ کئی احادیث کا ترجمہ ہیں اور فضائل رمضان کا خلاصہ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ

ماہ رمضان تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے
لحہ لحہ تیرا رحمت واہ واہ کیا بات ہے
پہلا عشرہ رحمتیں پھر مغفرت پھر تیسرا
باغ جنت کی بشارت واہ واہ کیا بات ہے
روزہ و قرآں کریں گے حشر کے میدان میں
اپنے صاحب کی شفاعت واہ واہ کیا بات ہے
بڑھ کے ہے جو شب عبادت میں ہزاروں ماہ سے
تیرے دامن کی ہے زینت واہ واہ کیا بات ہے
دامن سرور کو بھر دے گوہر مقصود سے!
ہو سکے کیا تیری مدحت واہ واہ کیا بات ہے

عظمت رمضان کی وجوہات

حضرات گرامی! رمضان المبارک صرف اسی لئے معظم وموقر نہیں ہے کہ اس میں روزے فرض کئے گئے بلکہ اس کی تعظیم وتوقیر کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں۔
مثلاً

تین رمضان المبارک کو مخدومہ کونین سیدۃ النساء اہل الجنۃ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کا یوم وصال۔

دس رمضان المبارک کو فتح مکہ اور ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا یوم وصال۔

سترہ رمضان المبارک کو فتح جنگ بدر۔ سیدہ عتیقہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق سلام اللہ علیہا کا یوم وصال۔

اٹھارہ رمضان کو حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی۔

انیس رمضان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔
بیس رمضان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی
اکیس رمضان کو حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام کا یوم شہادت۔
چھبیس رمضان المبارک کو قرآن کریم نازل ہوا۔

استقبال ماہ رمضان

محترم سامعین حضرات!

جب شعبان المعظم کا آخری دن آیا تو سرکار دو عالم علیہ السلام نے فضائل رمضان المبارک پر مشتمل ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔

اسی لئے علماء کرام وخطباء عظام رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی استقبال رمضان کا خطبہ دیتے ہوئے فضائل رمضان المبارک بیان کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان فارسیؓ نے ارشاد فرمایا کہ:

”خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ“

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تحقیق تم پر ایک عظیم ومبارک مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے عظیم اور مبارک مہینہ فرمایا:

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ“ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

”رمضان المبارک کا وہ مہینہ جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا“

رمضان کی وجہ تسمیہ

مفسر قرآن کریم الامت حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ یا یہ رمضاء سے مشتق ہے۔

رمضا موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں جس سے کہ زمین دھل جاتی ہے اور ربیع کی فصل خوب ہوتی ہے۔

چونکہ یہ مہینہ بھی دل کی گرد وغبار دھو دیتا ہے اور اس سے اعمال کی کھیتی ہری بھری رہتی ہے۔اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔

یا یہ رمض سے بنا جس کے معنی ہیں گرمی یا جلنا۔

چونکہ اس زمانہ میں مسلمان بھوک پیاس کی تپش برداشت کرتے ہیں یا یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

(تفسیر نعیمی پارہ ثانی ص۱۶۱' مطبوعہ گجرات)

رمضان اللہ کا نام ہے

"قَالَ مُجَاهِدٌ"

حضرت مجاہد نے فرمایا

"اَلرَّمَضَانُ اِسْمُ اللّٰهِ"

رمضان اللہ کا نام ہے

اس لئے یہ نہ کہا کرو کہ:

"جَاءَ رَمَضَانُ وَذَهَبَ رَمَضَانُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا جَآءَ شَهْرُ رَمَضَانَ وَذَهَبَ شَهْرَ رَمَضَانَ" (الحدیث)

''رمضان آیا اور رمضان گیا بلکہ کہا کرو رمضان کا مہینہ آیا اور رمضان کا مہینہ گیا۔''

اس لئے کہ اللہ تو آنے جانے سے پاک ہے اور رمضان اللہ کا نام ہے اگر تم کہو گے کہ رمضان آیا تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ آیا۔اور یہ کہنا درست نہیں ہے۔ اس کو شہر رمضان یعنی اللہ کا مہینہ اس لئے کہا گیا ہے کہ اس مہینہ میں شب وروز اللہ کی عبادت

ہوتی ہے۔

ماہ رمضان تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے
لحہ تیرا رحمت واہ واہ کیا بات ہے

اللہ کو رمضان سے پیار ہے

حضرات محترم!

مفسرین کرام نے فرمایا کہ سال کے بارہ مہینوں کی مثال ایسے ہے جیسے یوسف علیہ السلام کے بارہ بھائی۔

جس طرح ان بارہ میں سے حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ محبوب تھے۔

اسی طرح ان بارہ ماہ میں سے رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سوائے رمضان المبارک کے مہینہ کا نام لے کر ذکر نہ فرمایا اور جب رمضان المبارک کی باری آئی تو فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی عظمت بیان کرتے ہوئے اس کا پہلا سبب نزول قرآن بیان فرمایا اور جب نبی کریم علیہ السلام نے استقبال رمضان کا خطبہ ارشاد فرمایا تو اسی نزول قرآن کی شب کا سب سے پہلے ذکر فرمایا۔

ملاحظہ ہو! حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شب قدر

اے لوگو! تم پر عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے وہ مہینہ کہ
"فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" (مشکوۃ شریف ص ۱۷۳)

''جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ (کی عبادت) سے بہتر ہے۔''
یہ رات نزولِ قرآن ہی کی شب مبارکہ ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:
''لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ'' (پ۳۰ سورۃ القدر آیت نمبر۳)
''شبِ قدر ہزار ماہ (کی عبادت) سے بہتر ہے۔''
فقیر نے عرض کیا کہ

بڑھ کے ہے جو شب عبادت میں ہزاروں رات سے
تیرے دامن کی ہے زینت واہ واہ کیا بات ہے!

لیلۃ المیلاد

صاحب مواہب اللدنیہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
''اگر تم یہ کہو گے کہ جس وقت ہم نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں پیدا ہوئے تو کون سی رات افضل ہے؟ لیلۃ القدر افضل ہے یا آپ کی ولادت کی رات؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی رات' لیلۃ القدر سے تین وجوہات کی بنا پر افضل ہے۔''
(سیرت محمدیہ ترجمۃ المواہب اللدنیہ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور' ص۱۵۶)
حضرات گرامی پتہ چلا:

لیلۃ القدر میں	قرآن آیا
لیلۃ المیلاد میں	صاحبِ قرآن آیا
لیلۃ القدر	ہزار ماہ سے افضل
لیلۃ المیلاد	لیلۃ القدر سے افضل

جو لوگ لیلۃ القدر کے جشن کو جائز کہتے ہیں
لیلۃ المیلاد کے جشن کو کیوں ناجائز بتاتے ہیں۔

یہ فلسفہ میری سمجھ میں آج تک نہیں آ سکا کہ:

جشن قرآن تو جائز

اور جشن صاحب قرآن ناجائز

آخر کیوں؟

صرف صاحب قرآن سے محبت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

یاد رکھو! اگر صاحب قرآن سے محبت نہ کرو گے تو محبت قرآن کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ قرآن تو۔ کئی غیر مسلم سکھوں' ہندوؤں اور انگریزوں کو بھی یاد ہے مگر وہ بے ایمان کے بے ایمان ہی ہیں۔

درویش لاہوری علامہ اقبالؒ نے صحیح فرمایا ہے کہ:

؎ نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

فضائل شب قدر

حضرات گرامی! نبی کریم علیہ السلام سے حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

(بخاری شریف' جلد اوّل ص ۲۷۰)

"جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کیلئے) کھڑا ہوا۔ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ"

(ابن ماجہ شریف ص ۱۱۹)

''بے شک تمہارے اوپر ایسا مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا۔ اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہو۔''

فرشتے اور روح القدس اس میں اترتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

''تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ'' (پ۳۰ سورۃ القدر آیت نمبر ۵-۴)

''اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس اس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے ہر امر خیر کیلئے یہ سراسر امن وسلامتی ہے یہ رہتی ہے طلوع فجر تک۔''

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَائِيْلُ فِيْ كَكَبَةٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُوْ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ'' (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۶)

''جب لیلۃ القدر کی رات ہو تو (اس میں) جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں۔ ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ اور ہر اس آدمی کیلئے دعائے رحمت فرماتے ہیں جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہو یعنی کہ عبادت میں مصروف ہو۔''

آخری عشرہ میں تلاش کرو

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ"

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۱)

"لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔"

لیلۃ القدر کی علامات

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَمِنْ اَمَارَاتِهَا اَنَّهَا لَيْلَةٌ بَلْجَةٌ صَافِيَةٌ سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ كَانَ فِيْهَا قَمَرًا سَاطِعًا وَلَا يَحِلُّ لِنَجْمٍ اَنْ يُّرْمٰى بِهٖ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى الصَّبَاحَ"

"اور اس کی علامات میں سے یہ ہیں کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے۔ صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی گویا اس رات میں چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں آسمان کے تارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔"

"وَمِنْ اَمَارَاتِهَا اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ صَبِيْحَتَهَا لَا شُعَاعَ لَهَا مُسْتَوِيَةً كَاَنَّهَا الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ الشَّيٰطِيْنَ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا يَوْمَئِذٍ" (تفسیر درمنثور زیرِ آیت مذکورہ سورۃ القدر)

"نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو سورج بغیر کسی شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح جیسے چودھویں شب کا چاند۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن طلوع آفتاب تک شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا۔"

یہ ستائیسویں شب ہے

حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان گجراتیؒ فرماتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شب ہے (روح البیان) کیونکہ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ لفظ اس سورۃ (القدر) میں تین مرتبہ آیا ہے جس سے ستائیس حاصل ہوئے۔ معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔ (تفسیر نعیمی پارہ ثانی ص ۱۲۴)

شب قدر کا سبب

حضرات گرامی!

اس رات کی برکت وفضیلت کیوں بڑھائی گئی اور یہ ہمیں کیوں عطا کی گئی۔ اس سلسلہ میں حضرت ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ایک پیراگراف نقل کرتے ہیں کہ:

”نبی کریم علیہ السلام نے اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا اور خیال ہوا کہ وہ مختصر عمروں میں اتنے صالحہ نہ کرسکیں گے۔ جتنے پہلی امتوں نے اپنی طویل عمروں میں کئے ہیں۔

”فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ“

”تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔“ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۶۱۹)

فضائل ماہ رمضان

نبی کریم علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس سے آگے فرمایا:

”شَهْرٌ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْ مَاسِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ“ (مشکوۃ ص ۱۷۳)

”ایسا مہینہ جس کے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا اور رات کے قیام (تراویح) کو نفل بنایا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے اللہ کا قرب حاصل کرے۔ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ایک فرض ادا کیا اور جو

شخص اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔

ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا تک

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِأَتِه ضِعْفٍ" (مشکوۃ شریف ص ۱۷۳)

''ابن آدم کا ہر عمل دس گناہ سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔''

حضرات محترم! یہ ثواب عام مہینوں میں ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ دس گناہ سے سات سو گناہ تک بڑھایا تو ماہ رمضان میں ایک نفل فرض جیسا اور اس ایک نفل کے بدلہ سات سو فرض تک ثواب بڑھ جاتا ہے اور ایک فرض ستر فرضوں جیسا اور ستر کو پھر سات سو گنا بڑھایا دیا جاتا ہے۔

ماہ رمضان تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے
لحہ لحہ تیرا رحمت واہ واہ کیا بات ہے
دامن سرور کو بھر دے گوہر مقصود سے!
ہو سکے کیا تیری مدحت واہ واہ کیا بات ہے

ابواب جنت وابواب رحمت

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور صادق ومصدوق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"اِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِىْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابَ الْجَهَنَّمِ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِىْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ" (مشکوۃ ص ۱۷۳)

"جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر لیا جاتا ہے اور ایک روایت کے مطابق (آسمان کے علاوہ) رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

بابِ ریان

حضرت سہل ابن سعدؓ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِّنْهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانَ لَایَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ" (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۳)

"جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے اس میں صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔"

نمازی	باقی دروازوں سے
زکوٰۃ	باقی دروازوں سے
حاجی	باقی دروازوں سے
درودی	باقی دروازوں سے
باقی سب	باقی دروازوں سے

مگر

ریان دروازے سے

صرف روزے دار یہ ان کا دروازہ ہے۔

علم غیب مصطفےٰ ﷺ

حضرات گرامی!

بہت سے مولوی ملوانے یہ حدیث تو پڑھتے ہیں مگر سرکار علیہ السلام کا علم غیب نہیں مانتے حالانکہ

جنت کے دروازے کسی مولوی نے نہیں دیکھے
جنت کے دروازے کسی ملاں نے نہیں دیکھے
جنت کے دروازے کسی فرقے نے نہیں دیکھے

جب دیکھے نہیں تو وہ ہم سے غائب ہیں۔
پتہ کیسے چلا نبیؐ کے بتانے سے۔
معلوم ہوا۔
جو ہم سے غائب ہے نبیؐ اسے جانتے ہیں۔
یہ ہی علم غیب ہے۔
غیب اسے ہی کہتے ہیں جو ہم سے غائب ہو۔
"مَاغَابَ عَنَّا"
حواس خمسہ جس کا ادراک نہ کرسکیں
اب حواس خمسہ نے تو جنت کے دروازوں کا ادراک نہ کیا۔
نبی کو اس کا علم ہے۔
کیسا سچا اور سچا مسلک ہے اہلسنت جماعت حنفی بریلوی کا۔

خاص پانچ اشیاء

حضرات محترم! حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اُعْطِيَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ قَبْلَهُمْ" (بیہقی)

''میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ ایسی چیزیں عطا کی

گئی ہیں جو پہلی امتوں کو عطا نہ کی گئیں۔"

روزہ دار کے منہ کی بدبو

پہلی چیز فرمایا:

"خُلُوْفُ فِمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

"روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"

حضرات گرامی!

یہ کتنی محبت کا اظہار ہے۔ پروردگار عالم الٰہی کی طرف سے ہم نے کئی ایسے مجازی محبت کرنے والوں کو دیکھا کہ وہ اپنے محبوب کے ہونٹ چوما کرتے ہیں اور یہ ان کا اظہارِ محبت ہوا کرتا ہے۔

فرمایا: بندے تو نے میری خاطر سب کچھ چھوڑ کر اپنے آپ کو روزہ دار رکھا۔ اب مجھے تجھ سے اتنی محبت ہوگئی کہ میں تیرے ہونٹ چوموں۔

مگر میں چومنے سے پاک ہوں اس لئے میں نے اپنی محبت کا اظہار یوں کیا کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو مجھے مشک سے زیادہ پسند ہے۔

مسلک حنفیہ وشافعیہ

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے پیش نظر فرمایا کہ روزہ دار کو مسواک نہیں کرنی چاہئے کہ اس سے یہ بدبو زائل ہو جاتی ہے جو خداوند قدوس کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔

مگر امام اعظم حضرت سیدنا ابوحنیفہ نعمان ابن ثابتؓ نے فرمایا: مسواک ضرور کرو جس کے منہ کی بدبو اللہ کریم کو اتنی پسند ہے اس کی خوشبو کتنی پسندیدہ ہوگی۔

لہٰذا مسواک کر کے بدبو کی جگہ خوشبو پیدا کرو۔

دریاؤں کی مچھلیاں

دوسری خصوصیت فرمایا:

”وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِتيَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا“ (بیہقی)

”ان کے لئے دریا کی مچھلیاں افطار کے وقت تک دعا کرتی ہیں۔“

علماء کرام نے یہ احادیث مبارکہ سے اثبات پیش فرمایا کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے کیونکہ وہ سحر سے افطار تک عبادت میں ہے۔ اس لئے اس کے واسطے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں۔

؎ لحہ لحہ تیرا رحمت واہ واہ کیا بات ہے
ماہ رمضان تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے

جنت آراستہ کی جاتی ہے

تیسری خصوصیت فرمایا:

”وَيُزَيِّنُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ يُوْشِكُ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اَنْ يُّلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَؤُنَةَ وَيَصِيْرُوْا اِلَيْكَ“ (بیہقی)

”اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہر روز جنت آراستہ (کرنے کا حکم) فرماتا ہے پھر وہ فرماتا ہے کہ قریب ہے میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں“

گویا کہ جنت دلہن کی طرح آراستہ ہو کر روزہ دار کا انتظار کرتی ہے...... لوگو!

نمازی — جنت کا منتظر
قاضی — جنت کا منتظر
حاجی — جنت کا منتظر
زکوٰتی — جنت کا منتظر
درودی — جنت کا منتظر...... مگر

جنت　　روزہ دار کی منتظر

روزہ کی جزا خود جنت والا

جنت ہی نہیں بلکہ حدیث قدسی میں ارشاد خداوندی ہے کہ روزہ کی جزا میں خود ہوں۔

"اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۳)

"روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔"

؎ تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شئی ملی نہیں!
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

شیاطین قید کر دیئے گئے

تیسری خصوصیت...... سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"تُصَفَّدُ فِیْہِ مَرَدَۃِ الشَّیَاطِیْنَ فَلَا یَخْلُصُوْا فِیْہِ اِلٰی مَا کَانُوْا یَخْلُصُوْنَ اِلَیْہِ فِیْ غَیْرِہٖ" (بیہقی)

"اس میں سرکش شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچتے ہیں۔"

حضرات گرامی قدر!

شیطان تو قید ہوتا ہے مگر اس کے شتونگڑے قید نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ پورا رمضان وہ بیمار ضرور رہتے ہیں جو پورے سال صحت مند ہٹے کٹے تھے۔

تاکہ روزہ نہ رکھنا پڑے۔ ہوٹلوں کے اردگرد چادریں تان کر کھاتے پیتے رہیں گویا کہ منظر یوں ہوتا ہے۔

؎ کدھر کو جا رہے ہو کدھر کا خیال ہے
بیمار جانوروں کا یہی تو ہسپتال ہے!

یہ لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اگر:

میں حضرت سلیمان فارسی کی روایت سے استقبال رمضان پر حضور علیہ السلام کا خطبہ آپ کو سنا رہا تھا۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ'' (مشکوۃ شریف ص۱۷۳)

''اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے خلوص کو دیکھنا چاہتا ہے کہ گیارہ مہینے میری نعمتیں کھانے والے صرف ایک ماہ میری رضا کی خاطر یہ نعمتیں چھوڑ بھی سکتے ہیں؟ صبر کر سکتے ہیں؟

اللہ صابروں کے ساتھ ہے

اے صبر کرنے والو!

صبر سے کام لے کر اس کی رضا جوئی حاصل کرنے والو وہ فرماتا ہے کہ:

''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ'' (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۳)

''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''

سرکار اعلیٰ حضرت کی روزہ کشائی

یہ کیسا صبر ہے کہ ہر قسم کے ماکولات' مشروبات سامنے ہیں۔ کھانے کی قدرت بھی ہے چھپ کر کھاتے تو کسی کو پتہ بھی نہیں چل سکتا۔

مگر کھاتا نہیں...... کیوں؟

صرف حصول رضائے خدا کیلئے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خاں تاجدار بریلی شریف علیہ الرحمۃ نے ساڑھے چار سال کی عمر مبارک میں پہلا روزہ رکھا۔

دوپہر کے وقت جب بھوک اور پیاس نے تنگ کیا تو آپ کے جدامجد آپ کو ایک کمرے میں لے گئے اور فرمایا بیٹا۔

یہ مٹھائیاں کھانے کی چیزیں' پینے کی اشیاء سب کچھ موجود ہے۔کوئی تمہیں دیکھ بھی نہیں رہا لہٰذا تم کھالو۔

جواب لاجواب دیا۔عرض کیا دادا جان یہ تو ٹھیک ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا۔
مگر جس کا روزہ رکھا ہے اور جس کیلئے رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔اللہ اکبر!

یہ صبر کا مہینہ ہے اور فرمایا صبر کا اجر جنت ہے۔

روزہ رکھو جنت بھی ملے گی' جنت والا بھی ملے گا۔سبحان اللہ!

غم خواری کا مہینہ

حضرات گرامی!

اسی خطبہ میں سرکارؐ نے ارشاد فرمایا:

"وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ" (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۳)

"یہ غریبوں کی غم خواری کا مہینہ ہے۔

یعنی یہ مت سوچنا کہ اگر کسی غریب کو روزہ رکھنے اور افطار کرنے میں مدد دو گے تو تم رزق کی طرف سے گھاٹے میں ہو جاؤ گے بلکہ تم غریبوں کو سحری و افطاری میں مدد دو تو تمہارا رزق بڑھا دیا جائے گا۔

فرمایا:

"وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ" (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۳)

"یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے۔"

جو کسی کا روزہ افطار کرائے

حضرات گرامی!

روزہ افطار کرانے والے کا صرف رزق ہی نہیں بڑھتا بلکہ فرمایا:

"مَنْ فَطَرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوْبِهٖ وَعُتِقَ رَقَبَتُهٗ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ"

(مشکوٰۃ شریف ۱۷۳)

"جو اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے اور اس کو روزے دار جتنا ثواب ملتا ہے جبکہ اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔"

ایک روزہ افطار کرنے سے چار کام ہو گئے۔

☆ تمام گناہوں کی مغفرت ہو گئی۔
☆ جہنم سے آزادی کا پروانہ مل گیا۔
☆ روزے دار جتنا ثواب مل گیا۔
☆ روزے دار کا ثواب بھی کم نہ ہوا۔

ماہ رمضان تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے
لمحہ لمحہ تیرا رحمت واہ واہ کیا بات ہے

غریبوں کے حامی ہمارے نبیؐ

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص غریب ہو اور کچھ کھلا پلا نہ سکتا ہو تو

رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

"يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مُذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ" (مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

"اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے گا۔"

حضرات گرامی!

آج ہر لیڈر، ہر ریفارمر

ہر قائد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں غریبوں کا حامی ہوں۔
مجھے ان کی غربت کا بہت احساس ہے مگر زبانی زبانی۔
لائیے مجھے دکھائیے ایسا لیڈر۔
ایسا ریفارمر۔
ایسا قائد جو ہر بات میں غریبوں کا خیال رکھے۔
میرے آقا وہ حامی غریباں ہیں کہ

اگر روزہ کی باری آئی تو	غریب کے ثواب کا اعلان
اگر عید الفطر آئی تو	غریب کیلئے فطرانہ کا اعلان
اگر عید الاضحیٰ آئی تو	غریب کیلئے قربانی کی کھالوں کا اعلان
اگر کوئی مالدار ہوا تو	غریب کیلئے زکوٰۃ کا اعلان

؎ کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

اور میرا آقا ایسا سخی ہے کہ کسی نے قطرہ مانگا دریا عطا فرمایا:

؎ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا!
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

پیٹ بھر کر کھلانے والا

فرمایا: اگر ایک گھونٹ دودھ سے' ایک کھجور سے' ایک گھونٹ پانی سے غریب کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو یہ چاروں ثواب اسے بھی ملیں گے اور جو پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھلائے پلائے۔

"وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ" (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۴)

"جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے وہ

پانی پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔"

حضرات گرامی!

بروز محشر جب ساری دنیا' تمام آدمی و بنی آدم نفسی نفسی کے نعرے بلند کر رہے ہوں گے۔ تانبے کی زمین ہوگی سوا نیزے پر سورج ہوگا۔

پسینہ سے شرابور ہوں گے۔ پیاس سے کلیجہ منہ کو آ رہا ہوگا تو ایسے وقت میں کسی کو حوض کوثر پر پانی ملے نہ ملے۔ روزہ دار کو سیراب کیا جائے گا۔ کیا شان ہے۔

روزہ دار کیلئے — جنت آراستہ

روزہ دار کیلئے — جنت والا خود

روزہ دار کیلئے — حوض کوثر

روزہ دار کیلئے — باب ریان

روزہ دار کیلئے دو فرحتیں

پھر فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

"لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ"

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

"روزہ دار کیلئے دو فرحتیں ہیں۔ ایک بوقت افطار' دوسری بوقت ملاقات خدا۔"

حضرات سامعین!

ذرا توجہ اور غور فرمایئے کہ وہ کیسا منظر ہوگا جب

روزہ دار حوض کوثر سے سیراب ہو کر جنت کے باب ریان میں داخل ہو کر اپنے رب سے ملاقات کر کے یہ فرحت حاصل کر لے گا۔ اللہ اللہ!

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات

مجھ سا کوئی گدا نہیں' تجھ سا کوئی سخی نہیں!

رحمت، مغفرت، جہنم سے آزادی

سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے اپنے اس خطبہ استقبال کو آگے کو بڑھاتے ہوئے فرمایا:

"وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ"

(مشکوٰۃ شریف ص۱۷۴)

"اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کا اول (عشرہ) رحمت درمیانی مغفرت اور آخری (عشرہ) جہنم سے آزادی ہے۔"

فقیر نے عرض کیا ہے کہ:

؎ پہلا عشرہ رحمتیں پھر مغفرت پھر تیسرا
باغ جنت کی بشارت واہ واہ کیا بات ہے

ایک روایت کے مطابق آخری شب رمضان میں اللہ تعالیٰ اس شمار کے مطابق مزید جہنمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جس شمار سے سارا رمضان آزاد فرمائے۔

ثابت ہوا کہ وہ کسی کو جہنم میں ڈالنا نہیں چاہتا اگر خود ہی کوئی چھلانگ لگائے تو اس کی مرضی؟

اپنے ماتحت سے تخفیف کرو

خطبہ کے آخر میں سرورِ کائنات علیہ السلام نے فرمایا:

"وَخَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ"

(مشکوٰۃ شریف ۱۷۴)

"اور جو شخص اس مہینہ میں پنے ماتحت سے کام میں تخفیف کرے اس شخص کو بخش دیا جائے گا اور آگ سے آزاد کر دیا جائے گا۔"

چار اچھی خصلتیں

نبی کریم علیہ السلام نے اس حدیث پاک کے آخری الفاظ میں ارشاد فرمایا:

اس مہینے میں چار چیزوں کی کثرت رکھو۔ جن میں سے دو خصلتیں اللہ کی رضا کیلئے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بغیر چارہ کار نہیں۔

پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی رکھو۔ وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے۔

اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ السلام کے طفیل رمضان المبارک کا احترام کرنے اور اس کے فیضان سے مستفیض و مستفید ہونے اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

آخر میں دعا ہے کہ اے رمضان

دامن سرور کو بھر دے گوہر مقصود سے
ہو سکے کیا تیری مدحت واہ واہ کیا بات ہے

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

اسرارِ خطابت

خطبات ماہ رمضان

پہلا خطبہ...... ماہ صیام

دوسرا خطبہ...... مخدومہ کونین

تیسرا خطبہ...... غزوہ بدر

چوتھا خطبہ...... مولائے کائنات

پہلا خطبہ

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (الآیت)

''تم پر روزے فرض کیے گئے''

ماہِ صیام کی برکات

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ۔

درود شریف:۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

یہ ماہ مقدس رمضان المبارک اور آج اس کا پہلا جمعۃ المبارک ہے۔ تین رمضان کو حضرت سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یوم وصال ہے۔ اس لئے آخری الفاظ میں کچھ آپ کا بھی ذکر خیر ہوگا۔ مگر مستقل موضوع اگلے جمعہ کو انشاء اللہ بیان ہوگا۔ آج روزہ کے متعلق درس دیا جائے گا۔

صوم کے لغوی معنی

حضرات محترم!

جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں لفظ صیام صوم کی جمع ہے۔

صوم کا لغوی معنی ہے باز رہنا۔

چھوڑنا اور سیدھا ہونا۔ (تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر نعیمی ص ۱۱۴' جلد دوم)

حضرت مریمؑ کا روزہ

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر اپنی قوم میں تشریف لائیں اور قوم نے طعنہ دیا کہ وہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہو تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا کہ:

"اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا"

(پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۲۶)

"بے شک میں نے نذر مانی ہے رحمٰن کے لئے (خاموشی کے) روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی۔"

اسی لئے خاموشی کو صوم کہتے ہیں کیونکہ اس میں گفتگو کا چھوڑنا' بولنے سے باز رہنا ہوتا ہے۔

صوم النہار

دوپہر کے وقت جب سورج عین نصف النہار پر ہوتا ہے تو رک جاتا ہے۔ اس کے چند منٹ کے رکنے کو صوم النہار کہتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ صوم کا معنی رکنا ہے۔

صام الفرس

گھوڑا چلتے چلتے رک جائے تو کہتے ہیں کہ:

"صَامَ الْفَرَسُ" گھوڑا رک گیا۔ چلنے سے باز آ گیا ہے۔ اسی طرح "درست ہوا" کہ "صَامَتِ الرِّیْحُ" ہوا درست ہوگئی' کہتے ہیں۔

صوم کا شرعی معنی

اصطلاح شریعت میں کھانے پینے اور جماع کو چھوڑنے' برائی گناہ سے باز رہے اور عبادت الٰہی کیلئے کمر بستہ و سیدھا رہنے کو (صبح سحری سے شام افطار تک) روزہ کہتے ہیں۔

روزہ ڈھال ہے

حضرات گرامی! ہماری اس تعریف صوم سے نبی کریم علیہ السلام کے ارشادات کی تشریح وتوضیح ہوگئی۔

مثلاً سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ" (بخاری شریف' جلد اول ص ۲۵۴)

"روزہ ڈھال ہے۔"

اور یہ ارشاد فرمایا کہ:

"مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" (بخاری شریف جلد اول ص ۲۵۵)

"جس نے قول زور اور اس پر عمل پیرا ہونا نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔"

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَآبَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُءٌ صَآئِمٌ" (بخاری شریف' جلد اوّل ۲۵۵)

جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ فحش باتیں نہ کرے بیہودہ بات نہ کہے شور نہ کرے' نہ چلائے۔

اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

ایک بہت بڑی بیماری

حضرات گرامی!

قول زور یہی فحش اور بے ہودہ باتیں ہیں جنہیں اس حدیث پاک میں کھل کر بیان کیا گیا ہے کہ ان سے باز رہو۔

خصوصاً ایک بہت بڑی بیماری جو آج ہمارے معاشرہ میں پائی جاتی ہے وہ غیبت ہے جو کہ ہر طبقہ کے ہر فرد میں پائی جاتی ہے حالانکہ یہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ غیبت سے روزہ ضائع ہو جاتا ہے۔ انسان محض بھوک اور پیاس کاٹتا ہے مگر روزہ کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔

غیبت کرنے والی عورتیں

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات ظاہرہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا دن کے آخری حصہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پر بن گئی۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔

آپ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم فرمایا کہ اس میں جو کچھ ان دونوں نے کھایا ہے قے کر کے نکال دیں۔

چنانچہ ایک نے قے کی تو قے میں آدھا خالص خون تھا اور آدھا تازہ گوشت۔ دوسری عورت نے بھی اسی طرح خون اور گوشت ڈالا۔ لوگوں کو تعجب ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا۔ مگر اس کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔

ان میں سے ایک دوسری کے پاس جا کر بیٹھی اور دونوں نے مل کر غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو قے میں نکلا وہی غیبت ہے۔ (اسلامی تقریبات ص۳۹)

بہت سے روزہ دار اور شب بیدار

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صَوْمِهِ اِلَّا الظَّمَاءُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ

لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھْرُ" (اسلامی تقریبات ص ۴۱)

"بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے راتوں کو کھڑے رہنے والے ایسے ہیں کہ ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر جاگنا۔

ہر ہر عضو کا روزہ

حضرات گرامی! اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ صرف کھانے اور پینے سے رکنا ہی روزہ نہیں بلکہ ہر عضو کو ہر قسم کی برائی سے روکنے کا نام روزہ ہے۔ مثلاً

آنکھ کو ہر اس چیز کے دیکھنے سے بچانا جو ذکر الٰہی سے غافل کرتی ہو آنکھ کا روزہ ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بری نظر شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک تیر ہے پس جو شخص بری نظر کو خوف الٰہی سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت قلب میں محسوس ہوگی۔ (اسلامی تقریبات ص ۳۹)

زبان کو بکواس، جھوٹ، غیبت اور فحش گوئی سے محفوظ رکھے۔ کان کو ہر مکروہ اور ناجائز آواز کے سننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو وہاں سے اٹھ جائے ورنہ یہ بھی گنہگار ہوگا کیونکہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔ (ایضاً ص ۳۹)

ہاتھوں کو چوری، بدکاری وغیرہ سے محفوظ رکھے۔ کسی کو ناجائز پیٹنے مارنے سے باز رہے۔

پاؤں کو سینما، تھیٹر اور بری مجلس کی طرف جانے سے محفوظ رکھے۔ بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔ ایسا پیٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض تر ہے۔

علاوہ ازیں جو روزے کا فائدہ (یعنی شہوت کا توڑنا) تھا اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔

افطار کے بعد قلب خوف اور امید کے درمیان رہے کیا معلوم کس کا روزہ اللہ کے نزدیک مقبول ہوا اور وہ مقربین میں سے ہوگیا۔ یا روزہ درجہ مقبولیت کو نہ پہنچ سکا اور وہ مردود بارگاہ خداوندی ہوا۔ (اسلامی تقریبات ص ۳۹)

ابتداء اسلام میں روزہ کی ہیئت

حضرات سامعین!

نبوت کے پندرھویں سال دس شوال المکرم ۲ ہجری میں روزہ فرض ہوا (دُرِمختار وخازن) اولاً صرف ایک روزہ یعنی عاشورہ کا فرض ہوا۔ پھر یہ منسوخ ہوکر ہر ماہ چاند کی تیرہ' چودہ اور پندرہ کا روزہ فرض کیا گیا۔ پھر یہ بھی منسوخ ہوکر ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے مگر لوگوں کو اختیار تھا چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ ادا کریں یعنی ہر روزہ کے عوض آدھا صاع (عربی پیمانہ ہے)

گیہوں یا ایک صاع جو صدقہ کریں پھر یہ اختیار منسوخ ہوکر رمضان کا روزہ فرض ہوا۔ مگر یہ پابندی تھی رات کو سونے سے پیشتر جو چاہو کھاؤ سوکر کچھ نہیں کھا سکتے۔ (تفسیر نعیمی جلد ثانی ص ۱۱۴)

رات سحری تک کھانے پینے کی اجازت

حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت صرمہ ابن قیسؓ ایک مزدور صحابیؓ تھے۔

دن بھر مزدوری کرکے شام کو گھر آئے۔ زوجہ نے آٹا گوندھ رکھا تھا کہ جب صرمہ آئیں گے تو تازہ چپاتی پکادوں گی۔

یہ وفا شعار عورتیں

یہ سلیقہ شعار خواتین اب کہاں؟

اب تو عورت سینما وبازار کی زینت بن کے رہ گئی ہے۔

وہ عورت جو

آٹا پینے کیلئے چکی چلاتی تو قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔

بچہ کو گود میں لے کر دودھ پلاتی تو قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔
گھر کی صفائی کرتی تو درود شریف پڑھا کرتی تھی۔

آج وہی عورت!
فیشن کی دلدادہ ہے۔
بازار کی رونق ہے۔
سینما کی زینت ہے۔
قرآن کی جگہ فلمی گانے گاتی ہے۔اگر
مائیں' بیٹیاں' بہنیں۔

سیرۃ فاطمہ کو اپناتے ہوئے آج بھی قرآن کی تلاوت کریں۔ درود شریف اور پنج وقتہ نماز پڑھیں تو آج بھی ان کی گود میں ولایت کی پرورش ہو سکتی ہے۔ یاد رکھئے اگر:

ماں نمازی ہو	بیٹا نمازی ہوگا
اگر ماں متقیہ	بیٹا متقی ہوگا
اگر ماں فاطمہؓ ہو	بیٹا علی ہوگا
اگر ماں فاطمہؓ ہو	بیٹا حسینؓ ہوگا
اگر ماں فاطمہؓ ہو	بیٹا غوث اعظم ہوگا
اگر ماں فاطمہؓ ہو	بیٹا گنج شکر ہوگا

؎ وہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غنچے میں انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

اور اگر ماں سینما بین ہو۔
ماں فیشن کی دلدادہ ہو۔
ماں رونق بازار ہو۔

ماں فاحشہ اور بازاری ہو۔
تو پھر یاد رکھیئے۔

؎ معدن ذر معدن فولاد بن سکتی نہیں!
بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں

سرکار غوث اعظمؒ

حضرت ام الخیر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ بادلوں کے سبب رمضان کے چاند میں لوگوں کو شک تھا۔

صبح لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ آج روزہ ہے یا نہیں؟ میں نے کہا آج روزہ ہے۔ وہ کہنے لگے کیا آپ نے چاند دیکھا ہے؟

میں نے کہا میں نے چاند تو نہیں دیکھا مگر صبح سے میرے چاند (غوث اعظم) نے دودھ نہیں پیا۔

سرکار غوث اعظمؒ کی یہ کرامت زمانہ شیر خوارگی میں ہی مشہور ہو گئی تھی۔ (سیرت غوث الثقلین ص)

؎ غوث اعظم متقی ہر آن میں!!
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

سرکار باوا گنج شکرؒ

باوا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی ولادت باسعادت آغاز ماہ رمضان ۵۶۹ھ میں ہوئی۔

رمضان کے چاند میں شک تھا۔ ایک بزرگ وہاں مقیم تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا روزہ رکھا جائے یا نہیں؟

انہوں نے فرمایا: قاضی جمال الدین سلیمان (والد حضرت باوا صاحب) کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اگر اس نے دودھ پیا تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اسی رات

آپ کی ولادت ہوئی اور آپ نے دودھ نہ پیا۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔

(ہشت بہشت مطبوعہ پروگریسو بک ڈپو لاہور ص ۱۷۵)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

قطب الاولیاء حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ جب پانچ سال کے ہوئے تو آپ کو ایک مرد کامل حضرت ابوحفص کے پاس قرآن کریم کی تعلیم کے لئے لے جایا گیا۔

جب استاد نے قرآن حکیم پڑھانے کیلئے ابتدء کی تو آپ نے قرآن حکیم کے چھ پارے زبانی ہی سنا دیئے۔

پوچھا بیٹے' یہ کیسے یاد ہوئے۔

فرمایا: جب میں شکم مادر میں تھا تو میری والدہ روزانہ چکی پیستے چھ پارے تلاوت کیا کرتی تھیں لہٰذا یاد ہو گئے۔ (ہشت بہشت ص ۱۳۱)

حضرات گرامی!

اگر ماں چکی پیستے ہوئے قرآن پڑھے۔

بچہ چھ سپارے شکم مادر میں حفظ کر لیتا ہے۔

اگر ماں ہی رونق بازار ہو کر زبان کو گانوں سے تر رکھے تو بیٹا بھی گلیوں میں گانے ہی گاتا ہوا نظر آئے گا۔

اسے پھر شکم مادر میں گانے ہی یاد ہوں گے۔

کیونکہ

؎ معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں!
بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں

رفیقہ حیات

حضرات گرامی! عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت صرمہ سارا دن مزدوری کرنے کے

بعد گھر واپس لوٹے تو بیوی نے عرض کیا کہ آپ ذرا کمر سیدھی فرمالیں میں ابھی روٹی پکا کے لاتی ہوں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ امت مصطفویہ کو ایسی بیویوں سے نوازے' آج کل تو ہر بیوی اپنے شوہر کی رفیقہ حیات نہیں بلکہ رفیقہ مطالبات بن گئی ہے اور صبح مطالبہ' شام مطالبہ پھر مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں صبح لڑائی شام لڑائی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اُرِیْتُ النَّارَ فَاِذَا اَکْثَرُ اَھْلِھَا النِّسَآءُ یَکْفُرْنَ قِیْلَ یَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ بِالْعَشِیْرِ" (بخاری شریف' جلد اول ص۹)

جہنم میں عورتوں کی کثرت

مجھے جہنم میں عورتوں کی کثرت دکھائی گئی کیونکہ یہ کفر کرتی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کیا یہ اللہ سے کفر کرتی ہیں۔ فرمایا: نہیں بلکہ یہ شوہر کی ناشکری ہو کر کفر کرتی ہیں۔

حور عین کہتی ہے

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَا تُؤْذِیْ اِمْرَاَۃٌ زَوْجَھَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُہٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعَیْنِ لَا تُؤْذِیْہِ قَاتَلَكِ اللّٰہُ فَاِنَّمَا ھُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشَكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا (مشکوٰۃ شریف ص۲۸۱)

"کوئی ایسی عورت نہیں کہ جو اپنے شوہر سے تکلیف دہی کی بات کرے دنیا میں' مگر اس شوہر کی وہ زوجہ جو کہ حور عین ہے کہتی ہے اسے تکلیف نہ دے تجھے اللہ قتل کرے۔ یہ تو تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے۔ عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔

اگر سجدہ جائز ہوتا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"لَوْ كُنْتُ اٰمِرٌ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحِدٍ لَاَ مَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا" (مشکوٰۃ شریف ص۲۸۱)

"اگر میں (اللہ کے علاوہ) کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم فرماتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

اللہ کریم ان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیوں کو سیدہ فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہا کے نقش قدم پر چلنے اور زوجہ حضرت صرمہ کے عمل کے مطابق عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضرات گرامی!

حضرت صرمہ ابن قیسؓ نے کھانے کے انتظار میں کمر سیدھی کی تو سارے دن کی تھکاوٹ سے نیند آ گئی اور سو گئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ کھانا لائیں تو انہیں سوتے ہوئے پایا۔

جگایا اور کھانا پیش کیا تو آپ نے فرمایا۔ اب میرے لئے کھانا جائز نہیں کیونکہ میں سو چکا ہوں اور سونے کے بعد کھانا جائز نہیں ہے۔ اگلے دن پھر مزدوری کی۔

عرب کی گرمی' بھوک کی شدت

موسم کی حدت کی وجہ سے بیہوش ہو کر پڑے تو

"فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيٰتِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا" (بخاری شریف' جلد اول ص ۲۵۷)

کھاؤ اور پیو

نبی کریم علیہ السلام سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

"وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ"

"اور کھاؤ اور پیو۔ یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفید ڈورا

سیاہ ڈورے سے صبح کے وقت پھر پورا کرو روزہ کو رات تک"

رات جماع کی اجازت

ایسے ہی رات کو اپنی بیویوں سے قربت کی اجازت ابتداء میں نہ تھی۔ بعض صحابہ کرامؓ سے یہ فعل سرزد ہوگیا جن میں حضرت فاروق اعظمؓ بھی تھے۔ جب اس کا ذکر حضور علیہ السلام سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآءِ کُمْ"

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

"تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں سے مجامعت حلال کردی گئی"۔

روزہ کی تین اقسام ہیں

حضرات محترم!

روزہ کی تین اقسام ہیں۔ فرضی، نفلی، وصلی

روزہ فرضی

روزہ فرضی وہ ہے جس کو چھوڑنے سے اس کی قضا اور توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ جیسا کہ رمضان المبارک کے روزے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"فَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ"

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

"اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے۔"

لہٰذا اگر فرضی روزہ قضا ہو جائے تو اسے غیر رمضان میں پورا کرنا واجب ہے لیکن اس کا ثواب رمضان کے روزے کے برابر نہ ہوگا۔ کیونکہ رمضان المبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے مطابق عطا کیا جاتا ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے

کہ رمضان کا روزہ چھوٹنے ہی نہ پائے۔

جب انسان یہ ارادہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا ہے۔

فرضی روزہ کا کفارہ

اگر جان بوجھ کر رمضان المبارک کا فرضی روزہ توڑ دیا تو اس کا کفارہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱- پے در پے مسلسل دو ماہ کے روزے۔

۲- غلام آزاد کرنا۔

۳- ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم علیہ السلام کی درگاہ عالیہ میں حاضر تھے کہ اچانک ایک آدمی حاضر ہوا اور بولا

یا رسول اللہؐ میں ہلاک ہو گیا۔

فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ عرض کیا:

روزہ توڑنے والا

"وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَأَتِیْ وَأَنَا صَائِمٌ"

حضورؐ! میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے مقاربت کر لی ہے یعنی جماع کر لیا ہے۔

اب میں کیا کروں؟ فرمایا:

"هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تَعْتِقُهَا قَالَ لَا"

''کیا تیرے پاس ایک غلام ہے جسے تو آزاد کرے؟''

عرض کیا نہیں......فرمایا:

"هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا"

''کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے''

عرض کیا نہیں...... فرمایا:

"فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے۔

عرض کیا نہیں۔

پس نبی کریم علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

نذرانہ کی کھجوریں

"فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ"

پس نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پاس ایک کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ٹوکرہ جس میں کھجوریں تھیں (بطور ہدیہ) لایا گیا۔

حدیث کے ان الفاظ سے بزرگوں کی بارگاہ میں نذرانے لانے کا ثبوت ملتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا:

دل یار دا نذرانہ لے یار دے کول آئے!
محبوب دی مرضی اے گل لاوے یا ٹھکرائے

سرکار کا اختیار

جب کھجوروں کا ٹوکرا آ گیا تو سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

سائل کہاں ہے؟

عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔

فرمایا: یہ کھجوریں لے لو اور انہیں ساٹھ مسکینوں کو صدقہ کر دو۔

اس نے عرض کیا:

حضور میرے اور میرے اہل خانہ سے زیادہ پورے مدینہ میں فقیر کوئی نہیں۔

میں تو سب سے زیادہ محتاج ہوں۔

حدیث کے الفاظ ہیں کہ:

"فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِدَتْ اَنْیَابُهٗ"

"پس حضور علیہ السلام مسکرا پڑے حتیٰ کہ آپ کے سامنے کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اللہ اکبر!

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی!
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

سرکار مسکرائے کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ چاہتا ہے کہ دینا بھی کچھ نہ پڑے اور کام بھی بن جائے۔ فرمایا:

"اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ" (بخاری شریف جلد اول ص۲۸۹، ص۲۶۰)

اپنے اہل وعیال کو کھلا دے۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

حضرات محترم!

دنیا کا کوئی مولوی ملوانا۔ کوئی بڑا یا چھوٹا۔

اپنے اختیار سے کسی کو مذکورہ تین کفاروں کے علاوہ چوتھی بات نہیں کہہ سکتا۔ مگر آمنہ کے دریتیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو چوتھی بات اپنے اختیار سے فرمانے کا حق حاصل ہے۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا!

سامعین محترم! روزہ کی دوسری قسم ہے روزہ نفلی۔ یہ روزہ رکھ کر توڑنے سے اس کی قضا لازم ہو جاتی ہے۔ اس کا کفارہ نہیں ہوتا۔

نذر کا روزہ — ایام بیض کا روزہ وغیرہ۔

یہ سب نفلی روزے ہیں۔

صیام ایام بیض

چاند کی ہر تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو ایام بیض کہتے ہیں۔ ان روزوں کا بہت ثواب ہے۔

حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت نبی کریم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

اس وقت آپ حجرہ مقدس میں جلوہ افروز تھے۔

میں نے سلام عرض کیا۔

آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا: اور

پھر کہا: اے علی جبرائیلؑ تم کو سلام کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر اور ان پر بھی سلام ہو۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے نزدیک آ جاؤ۔

میں آپ کے نزدیک ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور وہ تمہیں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم ہر ایک مہینہ میں تین روز روزے رکھا کرو تو پہلے روزہ کے عوض میں دس ہزار سال کے روزوں کا ثواب عطا ہوگا۔

دوسرے روز کے بدلہ میں تیس ہزار سال کا ثواب اور تیسرے میں ایک لاکھ روزوں کا ثواب دیا جائے گا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ثواب میرے ہی واسطے مخصوص ہے یا سب لوگوں کیلئے؟

آپ نے فرمایا کہ اے علی خدا تعالیٰ نے یہ ثواب تم کو عطا کیا ہے اور اس کو بھی جو تمہارے بعد یہ کام کرے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون سے دن ہیں؟ فرمایا ایام بیض یعنی ہر

مہینہ کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخ۔ (غنیۃ الطالبین اردو ص ۳۷۸)

ایام بیض کی وجہ تسمیہ

عترہ نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ ان کو ایام بیض کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکال کر دینا میں پھینک دیا تو آفتاب کی حرارت سے آپ کا جسم جل گیا اور رنگ سیاہ ہو گیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا اے آدمؑ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ آپ کا بدن سفید ہو جائے؟

آپ نے فرمایا کہ ہاں میں چاہتا ہوں۔

جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ ہر ایک مہینہ کی تیرہ' چودہ اور پندرہ کو روزہ رکھا کرو۔ پس حضرت آدمؑ نے جب پہلی (تیرہ) تاریخ کو روزہ رکھا تو ان کے بدن کا تیسرا حصہ سفید ہو گیا۔

جب دوسرے دن (چودھویں) کا روزہ رکھا تو ان کے بدن کے دو حصے سفید ہو گئے اور جب تیسرے دن کا روزہ رکھا تو سارا بدن سفید ہو گیا اور اسی واسطے ان دنوں کو ایام بیض کہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین اردو ص ۳۷۹' ص ۳۷۸)

شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ السلام نے فرمایا:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ"

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹)

جس آدمی نے رمضان المبارک روزے رکھے اور پھر ان کے ساتھ چھ روزے شوال کے ملائے تو اس نے گویا تمام عمر روزے رکھے۔

تمام عمر کا مسئلہ اس وقت ہے جب کہ وہ شوال کے چھ روزے تمام عمر رکھے۔ اگر شوال کے چھ روزے صرف ایک سال رکھے تب پورے سال کے شمار ہوں گے۔

حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق رمضان شریف کے تیس اور شوال کے چھ روزے کل روزے چھتیس ہوئے۔ اب ان کے دس گنا تین سو ساٹھ (کیونکہ نیکی کا اجر دس گنا دیا جاتا ہے)

گویا سال بھر کے روزے۔

اور سال بھر شب بیداری کا۔

اور سال بھر جہاد کا۔

اور سال بھر عبادت کا ثواب پائے گا۔ (مجموعہ وظائف قادریہ ص۳۳۶)

نذر کے روزے

سورہ دہر کی آیات نمبر ۸ تا ۱۰ کے بارہ مین مفسرین کرام نے تحریر فرمایا کہ یہ آیات حضرت علی اور حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کے حق میں نازل ہوئیں جبکہ شہزادگان علیل ہوگئے۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ نذر مانو کہ جب شہزادے صحت یاب ہوجائیں گے تو ہم روزے رکھیں گے۔

چنانچہ حضرت علی' سیدہ فاطمہ' امام حسن' امام حسین علیہم السلام اور ان کی لونڈی حضرت فضہ نے نذر مانی کہ اگر شہزادے صحت یاب ہوگئے تو ہم تین دن روزے رکھیں گے۔

چنانچہ شہزادگان روبصحت ہوگئے تو ان حضرات نے روزہ رکھا۔ حضرت مولا علی علیہ السلام نے مزدوری کر کے اتنے جو مزدوی میں حاصل کیے کہ ان حضرات کی ایک ایک روٹی پک سکی۔ جب افطاری کا ٹائم آیا تو دروازے پر ایک مسکین نے صدا لگائی۔

''اے نبیؐ کے گھر والو!

اے اہل بیت عظام!

میں ایک مسکین ہوں' کئی دن سے بھوکا ہوں۔ اس دروازے سے کبھی کوئی خالی نہیں جاتا۔ مجھے کھانا عطا فرما دو۔

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ ''بیٹا حسنؑ یا پانچوں روٹیاں اس مسکین کو دے دو''

خود پانی کے گھوٹ سے روزہ افطار فرمالیا۔ اللہ اکبر!

بھوکے رہتے ہیں خود اوروں کو کھلا دیتے ہیں!
کیسے صابر ہیں محمدؐ کے گھرانے والے!

سحری میں پھر ایک گھونٹ پانی پی کر روزہ رکھ لیا۔ آج پھر مزدوری کر کے پانچ روٹیوں کے آٹے کیلئے جو حضرت مولا علی نے حاصل کئے شام کو حضرت سیدہ نے چکی میں پیس کر آٹا تیار فرمایا۔ روٹی پکائی بوقت افطار دروازہ سے پھر آواز آئی۔

''اے اہل بیت رسولؐ میں ایک یتیم ہوں' سخت بھوک لگی ہوئی ہے' کھانا کھلا دو۔''

سیدہ پاک نے پھر روٹیاں اس یتیم کو دلوا دیں اور خود روزہ پانی سے افطار فرمالیا۔ سحری میں پانی کا گھونٹ پی کر روزہ رکھ لیا۔

حسب سابق شام کو روٹیاں سامنے رکھ کر دستر خوان پر جب بیٹھے اور افطار کا ٹائم ہوا تو دروازہ پر ایک قیدی نے صدا دی۔

''میں ایک قیدی ہوں' قید سے رہا ہو کر آیا ہوں' اے نبی کریمؐ کے گھرانے والو مجھے کھانا دو۔''

سیدہ نے آج بھی پانچوں روٹیاں اس قیدی کو دے دیں اور خود پانی سے افطار فرمایا۔

حضرت علی پاک مسلسل تین دن کے فاقہ کے بعد اپنے شہزادوں کو ساتھ لے کر بارگاہ مصطفویہؐ میں حاضر ہوئے۔

سرکارِ دو عالمؐ نے لڑکھڑاتے ہوئے شہزادوں کو ملاحظہ فرمایا۔
فوراً وحی نازل ہوئی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالتؐ میں سلام عرض کیا اور کہا۔ یارسول اللہ تین دن مسلسل دروازہ فاطمیہ پر حاضر ہو کر سوال کرنے والا۔
مسکین، قیدی، یتیم کوئی دنیا کا بشر نہ تھا بلکہ جبرائیل امینؑ تھا جو کبھی سیدہ کے دروازہ پر مسکین، کبھی یتیم، کبھی قیدی بن کر حاضر ہوتا رہا۔
اپنی شہزادی کو مبارکباد دیجئے اور یہ پیغام باری سنا دیجئے کہ
''وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا''
(پ۲۹' سورۃ الدھر آیت نمبر ۸)
''اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو۔''
اور جبرائیل علیہ السلام نے شکریہ ادا کیا تو سیدہ نے فرمایا ہم نے تو صرف ''لوجہ اللہ'' سخاوت کی ہے نہ کہ اس لئے کہ کوئی ہمارا شکریہ ادا کرے۔
اللہ تعالیٰ نے سیدہ کے الفاظ کو قرآن کی آیت بنا دیا کہ:
''اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا''
(پ۲۹ سورۃ الدھر آیت نمبر ۹)
''ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کیلئے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔'' (تفسیر ضیاء القرآن، جلد پنجم ص ۴۴۴)

عظمت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرات گرامی!
تین دن کی روٹیاں پانچ پانچ اور پانچ پندرہ ہوئیں۔ آیات اکتیس (۳۱) نازل ہوئیں اور ایک ایک روٹی کے بدلہ دو دو آیات۔
یہ بنت رسولؐ کی عظمت و شان کا اچھوتا اظہار ہے۔ حضرت حسن رضا بریلوی

علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ:

کس زباں سے ہو بیان عزوشان اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت
باغ جنت کے ہیں بہرے مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ ناکا اے دشمنانِ اہل بیت!

وصلی روزہ

حضرات محترم! بغیر کچھ کھائے پیئے مسلسل روزے رکھنا وصلی روزے کہلاتے ہیں۔ صحاح ستہ میں کی مختلف روایات میں صیام وصال کا ذکر مبارک موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

"نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ"

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۶۳)

نبی کریم علیہ السلام نے وصلی روزے رکھنے سے منع فرمایا۔

تم میں سے کون میری مثل ہے

"فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللهِ"

جماعت صحابہؓ میں سے کسی نے عرض کیا:

یارسول اللہؐ! آپؐ وصلی روزے رکھتے ہیں۔

تو رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"وَاَیُّکُمْ مِّثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ"

(بخاری شریف، جلد اول ص ۲۶۳)

"اور تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات اس حال میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔"

اے میرے صحابہؓ یہ ٹھیک ہے کہ تم میں سے کوئی:

صداقت کا	تاجدار ہے
عدالت کا	شہسوار ہے
سخاوت کا	علمبردار ہے
اور کوئی	حیدر کرار ہے

مگر...... تم میری مثل نہیں ہو۔

ملاں کہتا ہے میں بشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اور حضور بشر میری طرح ہیں۔ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم سپاہ صحابہؓ ہیں حالانکہ یہ عقیدہ صحابہ کرام کا بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو۔

صحابہ کرامؓ کا عقیدہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا:

"اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ" (بخاری شریف جلد اول ص ۷)

یارسول اللہ! ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو نبی کی مثل کہنا اور یہ کہنا کہ

''میرے وی اوہتھ اوہدے وی دو ای آ

میرا وی ویاہ ہو یاتے اوہدا وی ہو یاوا

فرق تے کوئی وی ناہیں!

غلط عقیدہ اور سراسر قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ ہے۔ صحیح عقیدہ ہم اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی مکتب فکر کا ہے کہ جو تاجدار بریلی شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمان نے ارشاد فرمایا:

؎ تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں!
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اہلسنّت کا عقیدہ

ساری کائنات کے ولی	حضرت علیؓ کی مثل نہیں
ساری کائنات اور علی	حضرت ابوبکرؓ کی مثل نہیں
ساری کائنات اور ابوبکرؓ	کسی نبیؑ کی مثل نہیں
ساری کائنات اور تمام نبیؑ	آمنہؓ کے لالؐ کی مثل نہیں

تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا
تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرات گرامی!
میں نے آیت کریمہ تلاوت کی تھی کہ
"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۲)
اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔
یہی وجہ ہے کہ ایمان والے روزہ رکھتے ہیں۔
کیونکہ حکم ہی ایمان والوں کو ہے۔ بے ایمانوں کو تو حکم ہی نہیں۔

احترام رمضان

مومن تو رہے مومن۔ اگر روزہ کا احترام مجوسی کرے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بخارا شہر میں ایک یہودی اور مجوسی نے اپنے بیٹے کو محض اس لئے طمانچہ رسید کیا کہ وہ رمضان المبارک میں سر بازار کھا پی رہا تھا۔

"جب وہ مجوسی فوت ہوا تو بخارا کے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ جب اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے جو احترام رمضان میں اپنے بیٹے کو تھپڑ رسید کیا تھا۔ اس کی وجہ سے بوقت موت مجھے ایمان اور بعد از موت جنت مل گئی۔ (نزہت المجالس، جلد اول ص ۱۳۶)

روزہ اور قرآن

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

''اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ''

''روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

فقیر نے عرض کیا ہے کہ:

روزہ و قرآن کریں گے حشر کے میدان میں
اپنے صاحب کی شفاعت واہ واہ کیا بات ہے

روزہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا۔ اے مولا!

گرمی کی شدت' موسم کی حدت میں اس بندے نے مجھے اپنے سے جدا نہیں کیا۔ آج میں اسے اپنے سے جدا کیسے کروں۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔

قرآن عرض کرے گا۔ یا اللہ!

سردی کی طویل راتوں میں' ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے آدھی رات کے نوافل میں یہ مجھے تلاوت کرتا رہا۔

آج میں اسے تنہا کیسے چھوڑ دوں۔

سرکار نے فرمایا قرآن بھی شفاعت کرے گا تو پھر فَیُشَفَّعَانِ ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

ملاں کا عقیدہ ہے جو کسی کو اللہ کی بارگاہ میں شفیع مانے وہ پکا مشرک۔ ملاحظہ ہو۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان''

حضور فرماتے ہیں قرآن اور روزہ شفاعت کریں گے

اب ملاں کی بات مانیں یا حضور کی۔

شفاعت باذن اللہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ"

(پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵ آیت الکرسی)

"کون ہے جو سفارش کر سکے اور اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے۔"

اب ملاں اسی آیت کو پڑھ کر شفاعت کا منکر ہوتا ہے۔

کہتا ہے۔

"مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ"

کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔

مگر آیت کا اگلا حصہ ہضم کر جاتا ہے کہ "اِلَّا بِاِذْنِہٖ" مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

چوہا بوریاں نکلتا ہے۔

ملاں حدیثیں نکلتا ہے۔

حالانکہ آیت کے اس جملہ نے بتایا کہ جسے اللہ اجازت دے گا وہ شفاعت کرے گا۔

انبیاء، علماء اور شہداء کی شفاعت

حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلاَثَۃُ الْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ الشُّھَدَآءُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ" (مشکوٰۃ شریف ص۴۹۵)

بروز محشر تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔

پہلے انبیاء — دوسرے علما — تیسرے شہداء

ملاں شفاعت کا انکار کر کے تین جرائم کا مرتکب ہوتا ہے۔

پہلا — نبوت انبیاء کا دشمن

دوسرا — عظمت علماء کا دشمن

تیسرا شانِ شہداء کا دشمن

ہمارا عقیدہ

حضرات گرامی!

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شہزادہ رضا، جگر گوشہ تاجدار بریلی حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

گنہگاروں کا روزِ محشر شفیعِ خیر الانام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبیؐ ہوگا

''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

دوسرا خطبہ

فضائل حضرت مخدومۂ کونین
سلام اللہ علیہا

خطبہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ اِلَیَّ اَهْلِیْ فَاطِمَةُ

صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"

درود شریف:۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

؎ وہ عبداللہ کی پوتی آمنہؓ کے پور کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے محمدؐ نور کی بیٹی
ملا تھا اور بھی حصہ اپنے عز و شرافت کا
اسی کی گود سے دریا ابلنا تھا شہادت کا

حضرات گرامی!

ادب سے گردنیں جھکالیں۔

دل کو مدینۃ الرسول بنالیں۔

آنکھوں میں حب اہل بیت کا سرمہ لگالیں۔

سینہ میں مودت آل رسول کا مقام بنالیں۔

قلب ونظر کو پاکیزگی سے معطر فرمالیں کہ میں تذکرہ بنت رسول (سلام اللہ علیہا وعلیہ السلام) کرنے لگا ہوں۔توجہ فرمایئے۔

کون بنت رسولؐ

جوشجر نبوت کا ثمر ہے
جوعصمت کا گوہر ہے۔
جوگلشن علی کی بہار ہے
جونساء جنت کی سردار ہے۔
جوقرۃ العین رسالت ہے
جومجمع بحرین شہادت ہے

کون فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مرکز دائرہ عصمت — مجسمہ عفت وطہارت
محور عظمت سیادت — مخزن صدق وصداقت
معدن طریقت وولایت — منبع حقیقت ومعرفت
عارفۂ علوم نبوت — وارثہ کمالات رسالت
قاسمہ جواہر شہادت — مفتاح ابواب رحمت
سیدہ نساء اہل جنت سلام اللہ علیہا

کون فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

راحت جان مصطفےٰؐ — رونق خانہ مرتضیٰ
ام شہیدان وفا — راز دار محبوب خدا
منبع جودوعطا — مصدر علم وحیا
معدن کرم وسخا — سرچشمہ مہر وولاء
مرکز آل عبا سلام اللہ علیہا

کون فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جس کا وجود خود رحمۃ اللعالمین علیہ السلام کے لئے باعث رحمت ہو۔ ملاحظہ ہو
نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْوَلَدُ نِعْمَةٌ وَالْبِنْتُ رَحْمَةٌ لِلنِّعْمَةِ حِسَابٌ وَلِلرَّحْمَةِ لَيْسَ بِحِسَابٍ" (کتب عامہ)

بیٹا اللہ کی نعمت ہے۔ بیٹی اللہ کی رحمت ہے۔
بروز محشر نعمت کا حساب ہوگا۔ رحمت کا حساب نہ ہوگا۔
پتہ چلا! عام بیٹی عام باپ کیلئے رحمت ہے۔
مگر قربان جاؤں سیدہ تیری عظمت پر کہ تو اس کے لئے رحمت ہے جو خود رحمۃ للعلمین ہے۔

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ" (پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

کون فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کملی والے علیہ السلام نے فرمایا:

"اَلنِّكَاحُ نِصْفُ الْاِيْمَانُ" (احیاء العلوم اردو جلد دوم ص ۴۱، ص ۵۱)

"نکاح نصف ایمان ہے۔"

یعنی کہ عام عورت اپنے شوہر کے نصف ایمان کی وارثہ ومحافظہ ہے مگر اے سیدہ
تیری گرد راہ پر میرے جیسے کروڑوں ملاں نثار کہ جو اس کے آدھے ایمان کی وارثہ
ہے جسے زبان نبوت نے کل ایمان فرمایا:

ارشاد نبوی ہے کہ

"بَرَزَ الْاِيْمَانُ كُلُّهُ بِالْكُفْرِ كُلِّهٖ"

(ینابیع المودۃ ص ۹۴، علی ابن ابی طالب ص ۱۴۵)

کون فاطمہ سلام اللہ علیہا

میرے آقا نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا"

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

"بے شک جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

عام اولاد کی جنت اپنی ماؤں کے پاؤں تلے ہے۔

اے سیدہ تیرے نعلین مبارک پر عرش معلیٰ کو قربان کردوں کہ جس کے قدموں تلے ان کی جنت ہے جو خود جوانان جنت کے سردار ہیں۔

"اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ"

(جامع الترمذی المجلد الثانی ص ۲۱۸)

کون فاطمہ سلام اللہ علیہا

جس کا باپ　　　سید الانبیاء

جس کا شوہر　　　سید الاولیاء

جس کا بیٹا　　　سید الشہداء

جو خود　　　سیدۃ النساء

علامہ اقبال مرحوم کی روح تڑپ اٹھی۔

وہ فرماتے ہیں کہ آ ؤ میں بتاؤں کہ سیدہ کا کیا مقام ہے۔

؎ نور چشم رحمۃ للعلمین!　　　آن امام اوّلین و آخرین

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

امام اولین وآخرین حضور رحمۃ اللعالمین علیہ السلام کی آنکھوں کا نور ہے۔

؎ بانوئے آں تاجدار ھل اتی!

مرتضےٰ مشکل کشا شیر خدا

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے شوہر۔ تاجدار ھل اتی۔ مرتضٰے۔ مشکل کشا۔ شیر خدا علیہ السلام ہیں۔

مادر آں مرکز پر کار عشق
مادر آں قافلہ سالار عشق

فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس عظیم ہستی کی مادر مشفقہ ہے جو عشق کی پرکار کا مرکز ہے اور نخو عشق کا سالار قافلہ ہے یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام

رشتہ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفےٰ است

آئین حق یعنی قرآن کریم کا رشتہ میرے پاؤں کی زنجیر ہے اور مصطفےٰ علیہ السلام کے ارشاد کا مجھے پاس ہے۔

ورنہ گردے تربتش گردیدمے
سجدہ ھا برخاک او پاشیدمے

اگر قرآن کا رشتہ میرے پاؤں کی زنجیر اور مصطفےٰ علیہ السلام کے ارشاد پاک میں ممانعت نہ ہوتی تو میں سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تربت مقدسہ کا طواف کرتا اور ان کی قبر منورہ کے ذروں پر سجدے لٹاتا۔

کون فاطمہ سلام اللہ علیہا

جو وارث آیت تطہیر ہے۔
نبی کریم کی پوری تصویر ہے۔
جو والدہ شبیر ہے۔

جنکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

کون فاطمہ سلام اللہ علیہا

صحابہؓ نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سوال کیا کہ آپ نے اپنی لخت جگر، نور نظر کا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے؟

فرمایا اس لئے کہ:

"اِنَّمَا سَمَّیْتُ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَطَمَھَا وَذُرِّیَّتَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ"

(اسعاف الراغبین ص ۸۴ مطبوعہ مصر دیلمی بحوالہ
اسعاف الراغبین ص ۱۰۹ ذخائر العقبیٰ ص ۲۶ مطبوعہ مکہ بیروت)

میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی ذرّیت اور اس کے محبین کو جہنم سے علیحدہ رکھا ہے۔

محدث کبیر علامہ الحافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اَلْفَاطِمَۃُ مُشْتَقَّۃٌ مِّنَ الْفَطْمِ وَھُوَ الْقَطْعُ سُمِّیَتْ بِذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَطَمَھَا عَنِ النَّارِ"

(الصواعق المحرقہ ص ۱۸۸، تنویر الازھار کا ترجمہ نور الابصار ص ۴۵)

فاطمہ مشتق ہے فطم سے جس کا معنیٰ ہے قطع کرنا یعنی علیحدگی۔ سیدہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ جناب باری تعالیٰ نے آپ کو دوزخ کی آگ سے علیحدہ رکھا ہے۔

کون فاطمہ سلام اللہ علیہا

جن کا لقب ہے بتولؑ

اور بتول کے معنیٰ ہیں کسی چیز کا دوسری چیز سے کٹ جانا، علیحدہ ہو جانا اور منفرد ہونا، بے مثال ہونا۔

اور عورتوں والی آلائش سے پاک ہونا۔

لغت کی مشہور کتاب ''المنجد'' میں ہے کہ بتول کا معنی ہے۔

''اِنْقَطَعَ عَنِ الدُّنْیَا اِلَی اللّٰہِ'' (المنجد ص ۲۷ مطبوعہ دہلی)

''دنیا سے کٹ کر اللہ سے تعلق جوڑنا''

سیدہ کا لقب بتول اسی لئے ہے کہ آپ اس خصوصیت سے بدرجہ اتم متصف ہیں۔

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''لِاِنْقِطَاعِهَا عَنْ نِسَآءِ زَمَانِهَا فَضْلاً وَّدِیْنًا وَحَسَبًا''

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۷۵)

آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے فضائل، دین اور حسب ونسب کے اعتبار سے ممتاز اور منفرد تھیں۔

''سُمِّیَتْ بَتُوْلاً لِاَنَّهَا بَتَلَتْ عَنِ النَّظِیْرِ'' (فضائل الخمسہ ص ۱۵۶)

''آپ کا نام بتول اس لئے رکھا گیا کہ آپ اپنی مثال نہیں رکھتیں۔''

علامہ مومن شلنجی لکھتے ہیں کہ:

''اَلْبَتُوْلُ الَّتِیْ لَمْ تَرٰی قَطُّ اَیْ لَمْ تَحِضْ'' (نور الابصار ص ۱۱۹)

''بتول اسے کہتے ہیں جو عورتوں کی آلائشوں سے پاک ہو۔''

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''قَبِلَتْ فَاطِمَةُ بِالْحَسَنِ فَلَمْ اَرٰی لَهَا دَمًّا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ اَرٰی الْفَاطِمَةَ دَمًّا فِی الْحَیْضِ وَالنِّفَاسِ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنَتِیْ طَاهِرَةٌ وَّمُطَهَّرَةٌ'' (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۴۷، اسعاف الراغبین ص ۱۷۲)

سیدہ کے ہاں فرزند ارجمند حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں نے کسی قسم کا کوئی خون نہ دیکھا تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم علیہ السلام سے کیا۔ حضور

نے فرمایا اے اسماء کیا تو نہیں جانتی میری بیٹی طاہرہ و مطہرہ ہے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔

ادھر حضرت حسنؓ کی ولادت ہوئی۔

ادھر ایک ساعت کے بعد آپ پاک ہوئیں، آپ کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی۔

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۷۵، ص ۱۷۴)

"اِنَّ ابْنَتِیْ فَاطِمَةُ حُوْرَآءُ آدَمِیَّةٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ"

(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۷ الامن والعلی ص ۲۴۱، الشرف المؤبد ص ۴۲، فرائد السمطین جلد ثانی ص ۴۸)

''بے شک میری بیٹی انسانی شکل میں حور ہے اور حیض و نفاس وغیرہ سے پاک ہے۔''

"اِنَّ فَاطِمَةَ خُلِقَتْ حُوْرِيًّا فِیْ صُوْرَةِ الْاِنْسِيَّةِ" (جواہر البحار جلد نمبر ۳ ص ۱۲)

''بے شک فاطمہ ایک حور ہے جسے انسانی شکل میں تخلیق کیا گیا ہے۔''

بتول دو ہیں مریمؑ اور زہراؑ

حضرات گرامی!

بتول حضرت مریمؑ بھی ہیں اور حضرت فاطمہؓ بھی۔

مگر حضرت مریم کا بتول ہونا کمال نہیں کیونکہ ان کا شوہر ہی نہیں۔ کمال تو سیدہ پاک کا ہے کہ بتول بھی ہیں اور شوہر بھی رکھتی ہیں، مجدد الشعراء حضرت صائم چشتیؒ نے کیا خوب فرمایا کہ:

؎ جس دے پتر حسنین جئے لال ہوون
تے سرتاج جس دا مولا علی ہووے
کیہڑی عورت اے وچ کونین جس نے
زہرا وانگ پائی شان جلی ہووے

اوھدی دیاں تے دیاں مثال کیوں!
جو محمدؐ دی گود وچ پل ہووے

تلاوت کردہ حدیث پاک

محترم حضرات!

میں نے آپ کے سامنے ایک حدیث پاک تلاوت کی ہے۔ سرکار دو عالم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اَحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَۃُ" (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۲۷)

"مجھے تمام اہل بیت میں سب سے زیادہ محبت فاطمہؓ سے ہے۔"

جامع الترمذی میں اس کی مؤید ایک حدیث پاک میں بریدہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"کَانَ اَحَبُّ النِّسَآءِ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ فَاطِمَۃُ"

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۷)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب فاطمہؓ تھیں۔"

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جبکہ ان سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا۔ تو فرمایا:

"فَاطِمَۃُ وَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا"

(مشکوۃ شریف ص ۵۷۰)

"فاطمہؓ اور پھر پوچھا گیا مردوں سے تو فرمایا فاطمہؓ کے شوہر علیؓ"

حضرات گرامی!

ذرا توجہ فرمایئے!

ساری کائنات محبت کرتی ہے اللہ سے۔

"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ" (القرآن)
اللہ محبت فرماتا ہے اپنے محبوبؐ سے۔
"أَلا وَأَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ" (الحدیث)
اور حضور محبت فرماتے ہیں فاطمہ سے

شبیہِ رسولؐ

سامعین محترم!
محبت کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔
ایک مرید کو کسی شخص میں اپنے مرشد کی ایک جھلک نظر آ جائے تو وہ اسے محبوب ہو جاتا ہے۔
ایک استاد کو کوئی شاگرد اپنی کسی ہدایت پر عمل پیرا نظر آئے تو وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔
ایک باپ کو اگر اپنی اولاد میں سے کوئی اپنی طرح کا نظر آ جائے تو وہ اسے پیارا ہو جاتا ہے۔
حضور علیہ السلام کو اپنی بیٹی سے اسی لئے ہی محبت تھی کہ حضرت سیدہ صورت وسیرت میں باپ کا مکمل عکس جمیل تھیں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ:
"مَا رَأَیْتُ اَشْبَہَ سَمْتًا وَدَلًّا ھَدْیًا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ) کَلَامًا وَحَدِیْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قِیَامِھَا وَقُعُوْدِھَا مِنْ فَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"
(المستدرک للحاکم جلد نمبر۳ ص ۱۴۰ جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۷)
میں نے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، حسن اخلاق اور گفتگو میں کسی کو سرکار کے مشابہ حضرت فاطمہؓ سے زیادہ نہیں دیکھا۔

اسی لئے سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّی" (بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۶)

فاطمہؓ میرے جسد اطہر کا ٹکڑا ہے۔

ذکرِ زہراؑ ذکرِ رسولؐ ہے

حضرات گرامی!

ان احادیث سے پتہ چلا کہ

سیدہ کا ذکر　　　حضورؐ کا ذکر

سیدہ سے محبت　　　حضورؐ سے محبت

کیونکہ سیدہ وہ ہیں کہ:

جن کی تنویر　　　تنویرِ مصطفےٰ

جن کی تشہیر　　　تشہیرِ مصطفےٰ

جن کی تصویر　　　تصویرِ مصطفےٰ

جن کی تاثیر　　　تاثیرِ مصطفےٰ

جن کی تقریر　　　تقریرِ مصطفےٰ

جن کی تحریر　　　تحریرِ مصطفےٰ

جن کی توقیر　　　توقیرِ مصطفےٰ

اور سیدہ وہ ہیں کہ:

جن کا کمال　　　کمالِ رسولؐ

جن کا جمال　　　جمالِ رسولؐ

جن کا خیال　　　خیالِ رسولؐ

جن کا وصال　　　وصالِ رسولؐ

بلکہ جو ہوئی　　　آلِ رسولؐ

کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ:

ذکر زہراؑ سے شرافت کا شعور آتا ہے
اسم زہراؑ سے محمدؐ کا سرور آتا ہے
جس کے بابا کے سپاروں پہ شجر پلتا ہے
جس کے بابا کے اشاروں پر قمر چلتا ہے
جس کے بابا کی اطاعت کا صلہ ملتا ہے
جس کے بابا کے توسط سے خدا ملتا ہے
جس کا سرتاج ولایت کے خزانے بانٹے
جس کا فرزند شہادت کے ترانے بانٹے
جس کے بیٹوں کیلئے سجدوں میں طول آجائے
جس کے بیٹوں کی سواری میں رسولؐ آجائے

چکیاں پیس کے حسنینؑ کو پالا جس نے
کر دیا شان امامت کو دوبالا جس نے
فاطمہؑ دین پیغمبر کو قدم دیتی ہے!
فاطمہؑ شاہ شہیداں کو جنم دیتی ہے
عزم زینت کی بلندی میں بھی ماں شامل ہے
خطبہ شام میں زہراؑ کی زباں شامل ہے
بیٹیو بہنو! شرافت کی فضا اچھی ہے
اوڑھ لو تم بھی یہ زہراؑ کی ردا اچھی ہے
جو بھی زہراؑ کے اصولوں پہ چلے گی سن لے
باغ فردوس کے پھولوں پہ چلے گی سن لے

فصاحت و بلاغت

عرب کی فصاحت و بلاغت کو کون تسلیم نہیں کرتا؟

مگر جناب سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی فصاحت و بلاغت نے عرب کی فصحاء بلغاء کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں!

حضورؐ کی مشابہت

یہی فصاحت و بلاغت اور یہی لہجہ سرکار فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا تھا جسے سیدہ عائشہ ام المومنین نے بیان فرمایا ہے کہ:

"مَا رَأَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَصْدَقُ لَھْجَةً مِنْ "فَاطِمَةَ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ الَّذِیْ وَلَدَھَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

(الاستیعاب جلد نمبر ۲ ص ۷۷۲)

"میں نے سیدہ فاطمہؓ سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ نہ دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ جناب رسالت مآب علیہ السلام کی لخت جگر تھیں۔"

معیار مشترک

حضرات گرامی!

اسی طرح ایک موقع پر جناب نبی کریمؐ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق انہی خیالات کا اظہار فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب بنت جحش ہی میرا مقابلہ کیا کرتی تھیں۔ بیبیوں نے ان کو اپنا سفیر بنا کر حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ (وہ جا کر عرض

کریں کہ آپ صحابہ کرامؓ کو حکم فرمائیں۔ وہ صرف حضرت عائشہؓ کی باری میں ہدیے نہ بھیجا کریں بلکہ حضورؐ جس زوجہ کے پاس ہوں وہیں بھیجا کریں)

انہوں نے بڑی دلیری سے آ کر کے تقریر کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چپ چاپ ان کی باتیں سنتی رہیں اور کنکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتی رہیں جب حضرت زینب خاموش ہوئیں تو حضور علیہ السلام کی مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور ایسی مسکت اور مدلل گفتگو فرمائی کہ حضرت زینب لاجواب ہو کر رہ گئیں۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''اِنَّهَا اِبْنَةُ اَبِیْ بَکْرٍ'' (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۵)

''ایسا کیوں نہ ہو یہ آخر ابوبکرؓ کی بیٹی ہے۔''

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی طبع مبارکہ میں بھی معیار تعریف یہی تھا کہ اولادیں باپ کی وارث ہوتی ہیں۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ:

''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ''

''بیٹا اپنے باپ کا راز ہوا کرتا ہے۔''

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایسا کیوں نہ ہو یہ رسول اللہ کی جگر گوشہ ہیں۔

شمع منیر قصر طہارت ہے فاطمہؓ
سرمایہ فروغ امامت ہے فاطمہؓ

ختم رسل کا اجر رسالتؐ ہے فاطمہؓ
قرآن ہے رسولؐ تو آیت ہے فاطمہؓ
لازم تھا چونکہ نور سے پردہ بتولؓ کا
رخ پہ سمٹ کے آ گیا سایہ رسولؐ کا

رنگ بہار باغ رسالتؐ ہے فاطمہؑ
سر چشمہ ریاض ولایت ہے فاطمہؑ
تابندگی اوج امامت ہے فاطمہؑ
دنیا میں وجہ آیت رحمت ہے فاطمہؑ

اور کسی نے کیا خوب فرمایا:

نور نگاہ چشم رسالتؐ ہے فاطمہؑ
امید گاہ حشر وقیامت ہے فاطمہؑ
روح روان پنجتن اور جان مصطفٰےؐ
آل عبا کی دوسری آیت ہے فاطمہؑ
معصومیت پہ جنکی ہے حورو ملک کو ناز
نقد ومتاع عہد نبوت ہے فاطمہؑ

حضرات گرامی! اسی لئے فرمایا:

فاطمہؑ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

محبوب خداؐ کی جگر گوشہ فاطمہ سلام اللہ علیہا۔

حضورؐ استقبال فرماتے

روایت میں منقول ہے کہ جب کبھی امام الانبیاء علیہ السلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لے جاتے تو سیدہ آپ کا استقبال فرماتے ہوئے آپ کا ہاتھ مبارک چومتیں اور جب سیدہ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو:

"قَامَ اِلَیْهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلَسِهٖ" (جامع الترمذی جلد ثانی ص۲۲۷)

"حضور علیہ السلام قیام فرما ہوتے اور آپ کو بوسہ دیتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے۔"

اور جب کبھی آپ کسی طویل سفر پر تشریف لیجاتے تو:

”كَانَ اٰخِرُ النَّاسِ عَهْدًا وَاِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ كَانَ اَوَّلُ النَّاسِ بِهٖ عَهْدًا فَاطِمَةُ“ (المستدرک للحاکم جلد ثالث ص۱۵۴)

”سب سے آخر میں اور جب واپس سفر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات فرماتے۔“

ان احادیث مبارکہ سے بخوبی واضح ہوگیا کہ کائنات کے والی علیہ السلام کو اپنی لخت جگر سے کتنی محبت تھی اور کس قدر پیار تھا۔ اسی لئے سرکارؐ نے فرمایا:

”فَاِنَّهَا بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا“

(جامع الترمذی جلد ثانی ص۲۲۷)

”بے شک وہ (فاطمہؓ) میرا ٹکڑا ہے جو چیز اسے تکلیف دے وہ مجھے تکلیف پہنچاتی ہے۔“)

جو ان سے محبت کرے

بلکہ یہاں تک فرمایا کہ ان سے محبت رکھنے والا جنت میں میرا ساتھی ہے۔

”مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ“

(جامع الترمذی جلد ثانی ص۲۱۵ الصواعق المحرقہ ص۱۸۷)

”جو شخص مجھ سے محبت رکھے اور ان دونوں (حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ) سے اور ان کے والد اور والدہ سے محبت رکھے گا۔ وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔“

؎ دوائے دردِ عصیاں پنجتن کے در سے ملتی ہے
زمانے میں یہی مشہور ہیں دار الشفاء والے

سیدۃ النساء

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی

ہیں کہ جب نبی اکرم علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ الزہرا کو اپنے وصال کی خبر دی تو آپ رونے لگیں اور پھر آپ کے کان میں کچھ فرمایا تو آپ ہنسنے لگیں۔ میں نے پوچھا تو آپ نے مجھے بتایا کہ حضورؐ نے یہ فرمایا تھا کہ اے میری بیٹی!

"اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوْنِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ" (مسلم شریف' جلد ثانی ص ۲۹۱ الصواعق المحرقہ ص ۱۹۱' بخاری شریف' جلد اول ص ۵۳۲)

کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو تمام مومنین کی عورتوں یا "تمام امت کی عورتوں یا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو۔"

کیا حسن خطابت و انداز فصاحت و بلاغت ہے۔ جناب رسالت مآب کا یہ نہیں فرمایا کہ:

اے میری بیٹی تو سردار ہے بلکہ استفہام انکاری فرمایا۔

اَلَا تَرْضَیْنَ استفہام انکاری ایجاب کے معنی میں ہوا کرتا ہے۔

یعنی اے بیٹی میری جدائی میں رو رہی ہو۔ اب راضی ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہیں جنتی عورتوں کا سردار بنا دیا ہے۔

یعنی کہ اب راضی ہو جا۔

اے اللہ تو راضی ہو جا

حضرات گرامی!

ساری کائنات کا تقاضا ہے اے مولا تو راضی ہو جا۔

نمازی۔ نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ — مولا تو راضی ہو جا

روزے دار روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ — مولا تو راضی ہو جا

حاجی حج اس لئے کرتے ہیں کہ — مولا تو راضی ہو جا

مصائب آدم علیہ السلام کا تقاضا — مولا تو راضی ہو جا

طوفان نوح کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا
نارِ نمرود میں خلیلؑ کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا
چھری کے نیچے اسماعیلؑ ذبیح اللہ کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا
شکم حوت میں یونسؑ کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا
درخت کی کھوہ میں زکریاؑ کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا
چاہ کنعان میں یوسفؑ کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا
الغرض ساری کائنات کا تقاضا　　مولا تو راضی ہو جا

اور

میرے مولا کا تقاضا
اے محبوب تو راضی ہو جا۔

محبوب تو راضی ہو جا

حدیث قدسی میں موجود ہے کہ
"كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَأَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ" (صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) (نزہت المجالس جلد ثانی ص ۸۸ مکتوبات خواجہ معصوم سرہندی ص ۳۷)
اے محبوب! تمام کائنات چاہتی ہے میں راضی ہو جاؤں۔
اور میں چاہتا ہوں تو راضی ہو جائے

؎ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

اے پیارے:
میں نے قبلہ بدلا　　کہ تو راضی ہو جا
میں نے سورج پلٹایا　　کہ تو راضی ہو جا

میں نے چاند دو ٹکڑے کیا	کہ تو راضی ہو جا
میں نے درختوں کو جھکایا	کہ تو راضی ہو جا
میں نے پتھروں کو پانی پہ تیرایا	کہ تو راضی ہو جا
میں نے جانوروں سے کلمہ پڑھوایا	کہ تو راضی ہو جا
میں نے فترضیٰ کا وعدہ فرمایا	کہ تو راضی ہو جا

پتہ چلا کہ ساری کائنات جسے کہے تو راضی ہو جا۔ وہ خدا ہے اور خدا جسے کہے تو راضی ہو جا۔ وہ مصطفیٰ ہے۔

سامعین محترم!

ذرا توجہ فرمائیں:

آپ کے عشق کا امتحان ہے اور میرے ایمان کی معراج۔

منکرین کے سینوں پر میرا یہ جملہ بجلی بن کر گرے گا۔

یہ جملہ ساری تقریر کی جان ہے۔ غور کیجئے۔

بیٹی تو راضی ہو جا

ساری کائنات جسے کہے تو راضی ہو جا۔ وہ ہے خدا۔ جل جلالہٗ

خدا جسے فرمائے محبوب تو راضی ہو جا۔ وہ ہے مصطفیٰ۔ علیہ السلام

اور مصطفیٰ جسے فرمائیں' بیٹی تو راضی ہو جا۔

وہ ہے فاطمۃ الزہرا علیہ السلام

''اَلَا تَرْضَيْنِ'' بیٹی کیا تو راضی نہیں۔

اب راضی ہو جا کہ تو جنتی عورتوں کی سردار بن گئی ہے۔

محدث دہلوی کا عقیدہ

حضرت شیخ محقق الشاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"بدانکہ ایں حدیث دلالت دارد فضل فاطمہ برتمامہ نساء
مومنات حتیٰ ازمریم وآسیہ وخدیجہ وعائشہ"
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد چہارم ص۶۸۴)

جان لو کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت فاطمہؓ تمام نساء مومنات سے افضل ہیں حتیٰ کہ حضرت مریمؑ' آسیہ- خدیجہ وعائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل ہیں۔

مولانا روم کا عقیدہ

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

گفتگوئے رفت درخانہ رسولؐ
درمیاں صدیقہ وزہرا بتول

رسول اللہ کا گھر تھا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

گفت اے مادر من از تو افضلم!
زانکہ من مضنعات جسم مرسلم

ترجمہ: اے اماں! میں آپ سے افضل ہوں کیوں؟
دلیل اس پر یہ ہے کہ میں رسول اللہؐ کے جسم کا لوتھڑا ہوں۔

اے اماں جان!

میں پیر کی بیٹی — تو مرید کی بیٹی
میں مصطفےٰؐ کی بیٹی — تو صدیقؓ کی بیٹی
میں مطاع کی بیٹی — تو مطیع کی بیٹی

میں مصدق کی بیٹی	تو مصدق کی بیٹی
میں نبیؐ کی بیٹی	تو امتی کی بیٹی
میں محمدؐ کی بیٹی	تو ابوبکرؓ کی بیٹی
میں رسول کی بیٹی	تو صحابیؓ کی بیٹی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا' بیٹی! میں تجھ سے افضل ہوں۔ ذرا میری دلیل بھی سن لو۔

تیرے ابا جان نے ایک دن بڑے اچھوتے انداز سے بیان کیا تھا کہ نیک بیویاں شوہروں کے ساتھ جنت میں جائیں گی۔

بیٹی! جنت تو بھی جائے گی۔

میں بھی جاؤں مگر:

؎ من باحمد باشم وتو باعلی

میں جنت میں جاؤں گی	ہاتھ میرا ہوگا۔ انگلی مصطفےٰ ہوگی
تو جنت میں جائے گی	ہاتھ تیرا ہوگا انگلی مرتضےٰ کی ہوگی

؎ من باحمد باشم وتو باعلی
فرق کن در این وآں گرعاقلی!

میری پیاری چہیتی بیٹی اب تو ہی بتا کہ کون افضل ہے؟

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سنا تو ساکت ہوگئیں حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے سر انور کو بوسہ دیا اور فرمایا:

اے بیٹی!

''یٰلَیْتَنِیْ شَعْرَۃٌ فِیْ رَاسِكَ'' (نزہت المجالس جلد ثانی ص۲۲۶)

''کاش میں تیرے سر کا بال ہوتی''

یہ دلیل افضلیت نہیں ہوسکتی

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ دلیل افضلیت کی نہیں

بن سکتی کیونکہ قیامت کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور علی بھی حضور کے ساتھ ہی ہوں گے۔

ملاحظہ ہو!

’’درحدیث واقع است کہ آنحضرت بافاطمہ خطاب کرد کہ
من وتو وعلی وحسن وحسین دریک مکان ویک مقام خواہیم بود۔‘‘
(اشعۃ اللمعات جلد رابع ص ۶۸۴)

حدیث میں واقع ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خطاب فرمایا کہ ہم اور تم اور علی اور حسن اور حسین جنت میں ایک ہی مقام اور ایک ہی مکان پر رہیں گے۔

دلیل یہ ہے

حضرات گرامی!

میرے نزدیک اس سے قوی بات یہ ہے کہ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمائی کہ:

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر!
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

کسی کا خمیر کسی　　ملاں کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی　　پیر کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی　　مفسّر کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی　　محدث کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی　　مجدد کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی　　غوث کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی　　قطب کے خون سے بنا

کسی کا خمیر کسی	اوتاد کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی	ابدال کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی	صحابی کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی	نبی کے خون سے بنا
کسی کا خمیر کسی	رسول کے خون سے بنا

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر

مگر سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا خمیر مصطفےٰ علیہ السلام کے خون سے بنا۔

اس خون سے بہتر کوئی خون نہیں
اس خمیر سے بہتر کوئی خمیر نہیں

یہ خون بھی پاک
یہ خمیر بھی پاک
کائنات یہاں آ کر پاک ہوتی ہے۔
مگر یہ خون اور خمیر آتا بعد میں ہے پاک پہلے ہوتا ہے۔

خدائی فیصلہ

''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا'' (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر۳۳)

''اے اہل بیت سوائے اس کے نہیں کہ اللہ ارادہ فرماتا ہے تاکہ تمہیں سے دور رکھے ہر قسم کی پلیدی کو اور تمہیں خوب ستھرا اور پاک فرما دے۔''

رسول خود پاک — آل رسول بھی پاک

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں!
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت
اور تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا!
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا!

حضرت سیوطی کا فیصلہ

معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا کائنات کی تمام عورتوں سے افضل ہیں یہی اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے۔
ابھی آپ نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ سماعت فرمایا:
آیئے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا بھی فیصلہ سماع فرمایئے۔وہ فرماتے ہیں کہ:

"اَصَحُّهَا اَنَّ فَاطِمَةَ اَفْضَلُ" (الحاوی للفتاویٰ الجزء الثانی ص ۹۹)
اس میں مختلف مذاہب ہیں۔
زیادہ صحیح مسلک یہی ہے کہ بے شک حضرت فاطمہؓ افضل ہیں۔

علامہ نبھانی کا عقیدہ

حضرت علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
"اَلَّذِیْ نَخْتَارُهٗ وَنَدِیْنَ اللّٰهَ بِهٖ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَفْضَلُ"
(الشرف المو بد لآل محمد ص ۴۷)
"اللہ کے لئے ہمارا مختار مذہب یہ ہے کہ بیشک سیدہ فاطمہؓ بنت محمد افضل ہیں۔"

علامہ سبکی بدر زرکشی، تقی مقریزی کا عقیدہ

ان تینوں بزرگوں کا فیصلہ یہ ہے کہ جو علامہ نبھانی نے نقل فرمایا:
"وَصَرَّحَ بِاَفْضَلِیَّتِهَا عَلٰی سَآئِرِ النِّسَآءِ حَتّٰی السَّیِّدَةَ مَرْیَمَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْهُمُ التَّقِیُّ وَالْجَلَالُ السُّیُوْطِیُّ وَالْبَدْرُ الزَّرْکَشِیُّ وَالتَّقِیُّ الْمِقْرِیْزِیُّ" (الشرف المو بد لآل محمد ص ۴۷)
"جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کا تمام عورتوں حتیٰ کہ سیدہ مریم سے بھی افضل ہونا کثیر علماء محققین نے صراحۃً بیان کیا ہے جن میں امام

سبکی۔ امام سیوطی، علامہ بدر زرکشی اور تقی الدین مقریزی شامل ہیں۔"

سیدہ، زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمدؐ کی راحت پہ لاکھوں سلام

امام ابن ابی داؤد کا عقیدہ

"وَسُئِلَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ ابْنُ اَبِیْ دَاؤُدِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ وَلَا اَعْدِلُ بِبِضْعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَدًا" (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۴)

ایسا ہی سوال ابن ابی داؤد سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔" لہٰذا میں کسی کو رسول اللہ علیہ السلام کے ٹکڑا کے برابر نہیں سمجھتا۔

ملا علی قاری کا عقیدہ

شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ:

"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ (الحدیث) هٰذَا بِظَاهِرِهٖ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهَا اَفْضَلُ النِّسَآءِ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنْ خَدِیْجَةَ وَعَائِشَةَ وَاٰسِیَةَ وَ مَرْیَمَ"

(مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری بحوالہ بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۲ حاشیہ نمبر ۲)

"فاطمہ میرا ٹکڑا ہے (الحدیث) یہ بظاہر اس پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک حضرت فاطمہ مطلقاً تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ خدیجہ۔ عائشہ۔ مریم اور آسیہ علیہن السلام سے بھی۔"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فیصلہ

"وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ بِاَسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا مَا رَاَیْتُ اَحَدًا قَطُّ اَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ غَیْرَ اَبِیْهَا" (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۲)

طبرانی نے بخاری مسلم کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو فاطمہؓ سے افضل نہیں دیکھا۔

ایسا کیوں نہ ہو؟

حضرات گرامی! ایسا کیوں نہ ہو؟

☆ اس کائنات میں اگر کوئی باپ کی طرف سے افضل ہے تو' سیدہ فاطمہؓ۔
☆ اس کائنات میں اگر کوئی شوہر کی طرف سے افضل ہے تو' سیدہ فاطمہ۔
☆ اس کائنات میں اگر کوئی بیٹیوں کی طرف سے افضل ہے تو' سیدہ فاطمہؓ۔
☆ اس کائنات میں اگر کوئی اپنی ذات کی طرف سے افضل ہے تو' سیدہ فاطمہؓ۔

تو پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کی افضلیت کیوں نہ بیان فرمائیں۔
کوئی باپ کی طرف سے افضل ہے مگر شوہر کی طرف سے نہیں؟
کوئی شوہر کی طرف سے افضل ہے مگر بیٹوں کی طرف سے نہیں؟
کوئی شوہر باپ بیٹوں کی طرف سے افضل ہے۔
مگر خود سیدۃ النساء اہل الجنت نہیں؟

؎ کیہڑی عورت اے وچ کونین جس نے!
زہراؓ وانگ پائی شان جلی ہووے
جس دے پتر حسنینؓ جئے لال ہوون
تے سرتاج جس دا مولا علیؓ ہووے
کیہڑی شہنشاہ زادی اے گھر جس دے
کئی کئی روز تک اگ نہ بلی ہوووے
اوہدی صائم میں دیواں مثال کیویں
جو محمدؐ دی گود وچہ پلی ہووے

حضرات محترم!

''اَلَا تَرْضَیْنَ'' بیٹی تو راضی ہو جا۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حبیبؐ سے فرمایا:

''اَمَا یُرْضِیْكَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیْ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا'' (نسائی جلد اول ص۱۹۱)

''اے محبوب! کیا یہ بات آپ کو راضی نہیں کرتی کہ آپ کی امت کا کوئی فرد آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو میں دس مرتبہ اس پر رحمت بھیجوں اور آپ کی امت کا کوئی ایک فرد ایک مرتبہ آپ پر سلام پڑھے تو میں دس مرتبہ اس پر سلام پڑھوں۔

اے محبوبؐ راضی ہو جایئے

حضرات گرامی!

مطلب یہ ہے کہ آقائے دو عالم علیہ السلام امت کی طرف سے غمگین ہوئے تو اس غم کو دور کرنے کیلئے تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اے محبوب غمگین نہ ہوں بلکہ راضی ہو جایئے آپ کا جو امتی یہ کام کرے گا۔ میں اسے اتنا زیادہ اجر عطا کروں گا پس آپ خوش ہو جایئے۔

اے بیٹی راضی ہو جایئے

بالکل اسی طرح جب سیدہ پاک حضورؐ کی رحلت کی وجہ سے رو پڑیں تو فرمایا: بیٹی غم نہ کر راضی ہو جا تجھے جنتی عورتوں کی سردار بنایا گیا ہے خوش ہو جا۔

جس طرح خدا کو اپنے محبوب کی غمی برداشت نہیں۔

اسی طرح حضور علیہ السلام کو اپنی شہزادی کی غمی برداشت نہیں۔

کیونکہ!

خدا کو محبت ہے مصطفیٰؐ سے
اور مصطفیٰؐ کو محبت ہے فاطمۃ الزہراؑ سے

فرمایا: "اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَةُ"

مجھے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ پیار فاطمہؑ سے ہے۔

حضرت علیؑ کا سوال و جواب

طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا کہ حضرت علی نے حضورؐ سے سوال کیا:

یارسول اللہ!

"اَیُّنَا اَحَبُّ اِلَیْكَ اَنَا اَمْ فَاطِمَةُ"

آپ کو ہم میں سے کون محبوب ہے۔ میں یا فاطمہؑ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فَاطِمَةُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْكَ وَاَنْتَ اَعَزُّ عَلَیَّ مِنْهَا"

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۲)

"فاطمہؑ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔"

دعا

گرامی حضرات!

دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں بھی آل رسول علیہم السلام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ:

خدایا بحق بنی فاطمہؑ!
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول!
من و دست و دامان آل رسولؐ

میدانِ محشر میں سیدہ کی آمد

حضرات گرامی! سیدۃ النساء کی عظمت کا میدان محشر میں پتہ چلے گا جب کہ ایک منادی ندا کرے گا۔

"یَا اَھْلَ الْمَحْشَرِ غُضُّوا اَبْصَارَکُمْ وَنکِّسُوْا رُؤُوْسَکُم حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ"

(الصواعق المحرقہ ص ۱۹۰ الشرف المؤبد ص)

اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کیجئے' سر جھکا لیجئے' حتیٰ کہ فاطمہؑ بنت محمد گزر جائے' پل صراط سے عورتیں عرض کریں گی۔

مولا! ہم تو عورتیں ہیں' کیا ہم بھی آنکھیں بند کرلیں' آواز آئے گی تم بھی آنکھیں بند کرلو۔ صاحب روضۃ الشہداء حضرت ملا معین کاشفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

علماء کہتے ہیں عورتوں کا نگاہیں نیچی کرنا نامحرم ہونے کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ ان کی آنکھیں خیرہ اور پریشان ہو جانے کی وجہ سے ہوگا۔

(روضۃ الشہداء اردو ص ۱۳۷ جلد اول)

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا عرصہ محشر میں اس شان سے تشریف لائیں گی کہ کسی بھی شخص میں ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہوگی۔

آپ کے دائیں شانہ مبارک پر حضرت امام حسن علیہ السلام کا زہر آلود خرقہ اور بائیں شانہ مبارک پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون میں ڈوبا ہوا پیرھن ہوگا۔

سیدنا حضرت علی علیہ السلام کی خون میں ڈوبی ہوئی دستار مبارک آپ کے ہاتھ میں ہوگی اور آپ عرش الٰہی کی طرف رخ کر کے اس درد کے ساتھ فریاد کریں گی کہ ملائکہ تڑپ کر نالہ وفغاں کرنے لگیں گے۔

انبیاء کرام اپنی کرسیاں چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے۔
جنت کی حوریں رونا شروع کر دیں گی۔
جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا وَ اَبِیُہا عرش کے پائے پر ہاتھ مار کر عرض کریں گی۔ الٰہی میری دادرسی فرما اور میری فریاد کو پہنچ۔

جبرئیلؑ بارگاہ رسالتؐ میں

حضرت جبرائیل علیہ السلام نالہ وفریاد کرتے ہوئے سید عالم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔
سیدہ فاطمہ خرقہ زہر آلود اور جامہ خون آلود لے کر عرش کے نیچے تشریف لے آئی ہیں۔
عنقریب دریائے قہر خداوندی موجزن ہو جائے گا
اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو عظیم خطرہ ہے

حضور بیٹی کے پاس

حضور سید عالم علیہ السلام منبر شریف سے نیچے اتر کر عرض اعظم کے نیچے تشریف لے آئیں گے اور کہیں گے۔
اے فاطمہؓ! اے میری آنکھوں کی روشنی اور میری پسندیدہ بیٹی۔
اے باپ کی پیاری آج کا دن لوگوں کی فریاد کو پہنچنے کا ہے نا کہ فریاد کرنے کا۔ اور یہ دن نوازنے کا ہے نا کہ پگھلا دینے کا۔
یہ دن برداشت کرنے کا ہے نا کہ بھول جانے کا۔
میں مظلوموں کی شفاعت کرتا ہوں تو ظالموں کی شناعت کر۔

امت کی مغفرت

جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا عرض کریں گی۔
ابا جان کیا کروں جب میں حسینؓ کا خون آلود پیرہن دیکھتی ہوں تو میرا جگر

جل جاتا ہے۔

جب میں حسنؓ کی زہر آلود عبا دیکھتی ہوں تو میرا دل کباب ہو جاتا ہے۔ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

اے جان پدر حسینؓ کی خون میں ڈوبی ہوئی قبا اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کر بارالہا حسینؓ کے ناحق بہائے گئے خون کے صدقے سے ہر اس شخص کی مغفرت فرما دے جو میرے بیٹوں سے محبت رکھتا ہے اور اس نے اپنے دل کی کھیتی میں ان کی دوستی کی فصل کاشت کر رکھی تھی۔ اور وہ ان کے ساتھ ہونے والے واقعات سے غمزدہ رہا ہے اور ان کی مصیبت پر رویا ہے اس کا گناہ مجھے بخش دے۔

اے جان پدر!

آ میزان کے پاس چلیں جہاں ہزاروں فقیر و مفلس اور بے کس گنہگار اپنے اپنے دلوں کو ہمارے ساتھ باندھے ہوئے ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

آ وہاں چلیں تو خون آلود قبا ہاتھوں میں اٹھالے میں خاک آلود زلفیں ہتھیلی پر رکھ لیتا ہوں۔ تو اپنے گھائل دل سے فریاد کر اور میں اپنے مضروب دانتوں کے ساتھ شفاعت کروں یہاں تک کہ خدائے ارحم الراحمین میری امت کے بے کسوں اور گنہگاروں پر رحم کرے۔ (روضۃ الشہداء جلد اول ص ۱۳۷، ص ۱۳۸، ص ۱۳۹)

حضرات گرامی!

اس نفسا نفسی کے ماحول میں پھر

پایہ پکڑ کے عرش کا زہراؓ نے یوں کہا
مولا تیرے بندوں نے ذبح میرا پسر کیا!

آواز آئے گی۔

میرے محبوبؐ کی شہزادی کیا چاہتی ہے۔

مانگ آج جو مانگے میں عطا کروں گا۔

تو پھر کیا مانگیں گی۔

امت کو میرے باپ کی تو بخشش دے خدا
سمجھوں گی مجھ کو مل گیا بدلہ حسینؓ کا

ایک پنجابی شاعر نے یوں منظر کشی کی کہ:

فاطمہؓ رو کے عرض سناوے اے بے پرواہ خدایا
اس امت کے بدلے کربل اندر میں سب کنبہ کہایا
اجے وی امت دوزخ جاوے ہور میرے وس ناہیں
رو واں گی میں تے بچڑے میرے جد تک بخشیں ناہیں

عرش پر سیدہ کا بے مثال نکاح

رات گرامی!

مہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ جب سیدہ کا نکاح آسمانوں پر خداوند قدوس نے فرمایا ... یس ہزار فرشتہ اس کا گواہ تھا۔

دم علیہ السلام نکاح خوان تھے۔

جنت حق مہر تھا۔

حوروں کی تقریب تھی۔

خاوند علیؑ تھا

للہ ولی تھا۔

نبی ن ... ادی کے نکاح کا ولی خود اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور جب نکاح ہوا تو اللہ نے رضوان جنت کو ارشاد فرمایا کہ ذرا شجر طوبیٰ کو ہلاؤ۔

اس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا ہے تو اس نے میرے اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے مطابق وثیقے اٹھالئے ہیں اور ان کے نیچے اس نے نوری فرشتے پیدا کئے ہیں۔ ہر فرشتہ کو ایک ...ثیقہ دیا ہے۔ جب قیامت اپنے اہل پر قائم ہو جائے گی تو فرشتے

مخلوق میں آواز دیں گے اور اہل بیت کے محب کی طرف وثیقہ پھینکیں گے جس میں اس کے آگ سے آزادی پانے کا ذکر ہوگا۔

پس میرا بھائی اور چچا کا بیٹا اور میری بیٹی میری امت کے مردوں اور عورتوں کی آگ سے گردنیں چھڑانے والے بن جائیں گے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۷۳)

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ"

تیسرا خطبہ

؎ محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان مال اولاد سے پیارا

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ۔

درود شریف:۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

ہمارے اذہان میں جب جہاد کا تصور آتا ہے تو ہمارے خیالات کا مرکز وہ میدان ہوتا ہے جس میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہوں۔

دو فوجیں آپس میں برسرپیکار ہوں۔

آمنے سامنے ایک دوسرے سے متقاتلہ ومقابلہ ہو رہا ہو۔

تلواریں گردنیں اڑا رہی ہوں۔

نیزے سینے چھلنی کر رہے ہوں۔

برچھے کمروں میں پیوست ہو رہے ہوں۔

جسم کے تمام اعضاء جسم سے علیحدہ ہو کر میدان کارزار میں بکھرے ہوئے

ہوں۔

ہمارے ہاں جہاد کا تصور یہ ہے اور کسی حد تک مسلمانوں کی جنگوں کا نقشہ بھی یونہی ہوتا ہے۔

مگر یہ جہاد اصغر ہے۔

جہاد افضل و جہاد اکبر

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضر ہوا۔

اور عرض کیا یارسول اللہ!

"اَیُّ النَّاسُ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ یُّجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ" (بخاری شریف' جلد اول ص ۳۹۱)

کون سے لوگ افضل ہیں؟

فرمایا: نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے کہ وہ مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

یعنی اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں' یہ جہاد افضل و اکبر ہے یعنی حق کی راہ میں عیش و آرام' اہل و عیال اور جان و مال ہر چیز کو قربان کر دینا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ" (پ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ٦)

"اور جو کوئی جہاد کرتا ہے وہ اپنے نفس ہی کیلئے جہاد کرتا ہے۔"

ترمذی-طبرانی- حاکم اور صحیح ابن حبان میں ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

اے صحابہ کرام!

"اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ" (کتاب الایمان جلد نمبر ا ص ۳۹)

''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔''

ایک مرتبہ آپ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ تم کس کو پہلوان کہتے ہو۔

عرض کیا جس کو لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ فرمایا:

''وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ'' (مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۲۶)

''پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔''

حضرت علیؓ

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی علیہ السلام اور ایک کافر (جو بعد میں مسلمان ہوگیا) کے درمیان ایک جنگ میں مقابلہ ہورہا تھا۔

حضرت علیؓ نے اس کو پچھاڑا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر ارادہ فرمایا کہ اس کی گردن اڑا دوں تو اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔

از خدو انداخت بر روئے علیؓ

افتخار ہر نبی و ہر ولی

ترجمہ: ''اُس نے حضرت علی پاک کے منہ پر تھوک دیا۔ (وہ علی) جس پر ہر نبی و ہر ولی کو فخر ہے''۔

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ

کرد اُو اندر غزائش کاہلی

''ترجمہ: آپ نے فوراً تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور اس کے ساتھ مقابلہ سے دستبردار ہوگئے۔''

آپ نے اپنی تلوار نیام میں ڈال دی اور اسے مارنے کا ارادہ ترک کردیا۔ مولا علی کے اس بے موقع معاف فرمانے اور رحم کرنے سے وہ کافر حیران و ششدرہ رہ گیا اور عرض کرنے لگا۔ آپ نے مجھ پر قادر ہوتے ہوئے کیوں چھوڑ دیا۔

؎ راز بکشا اے علیؓ مرتضےؓ
اے پس سوء القضا حسن القضا

ترجمہ: حضور یہ راز کھول دیجئے۔ اے میری بدبختی کو خوش بختی میں بدلنے والے۔"

آپ نے فرمایا:

؎ گفت من تیغ از پے حق میزنم
بندہ حقم نہ مامور تنم!

"ترجمہ: میں اللہ کیلئے تلوار چلاتا ہوں۔ میں بندہ حق ہوں نہ کہ بندہ نفس۔"

خدائی فوج

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہؓ کے اس جہاد کو بڑے احسن انداز میں بیان فرماتے ہو قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (پ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۲)

"تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو۔ اللہ اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا

ان کے کنبہ والے لوگ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے اور انہیں اپنے فیض خاص سے تقویت بخشی ہے اور داخل کرے گا۔ انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا۔ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ یہی لوگ اللہ کی فوج ہیں، سن لو اللہ تعالیٰ کی فوج ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے۔"

صحابہ کرامؓ کا جذبہ جہاد

گرامی حضرات!

یہی تو وہ نفوس قدسیہ تھے جن سے حضور علیہ السلام نے جب جنگ بدر کیلئے مشورہ فرمایا تو ان مجاہدین اسلام کی رگوں میں خون جوش مارنے لگا اور عرض کیا۔

آقا آپ نے حکم کیوں نہ فرما دیا۔

مشورہ کیوں فرمایا۔

فرمایا: میرے سامنے قوم موسیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا موجود تھا جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جہاد کیلئے آؤ تو انہوں نے جواب دیا:

"فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ"

(پ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر۲۴)

"جایئے آپ اور آپ کا رب دونوں جہاد کیجئے ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں۔"

یعنی کہ اگر کوئی:

کھانے پینے کی بات ہے تو ہم حاضر ہیں
حلوے اور جلوے کی بات ہے تو ہم حاضر ہیں
اگر جہاد کی بات ہے تو آپ اور آپ کا رب کافی ہے۔

ہم یہ تکلیف نہیں کر سکتے اور اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا:

یا رسول علیک السلام:

"لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ"

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۵۶۴)

"ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب جہاد کریں بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے لڑیں گے۔"

؎ تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا!
پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرہ اللہ اکبر میں
ہمیں ہرگز نہیں ہے قوم موسیٰ سے کوئی نسبت
بحمد اللہ کہ ہم ہیں صاحب لولاک کی امت
ہمارا سر ہے حاضر خواہ یہ کٹ جائے یا رہ جائے
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر جان مال اولاد سے پیارا

تم کامیاب رہو گے

حضرات گرامی!

ایمان مضبوط ہو جذبہ کامل ہو۔

تو ایک دس پر دس سو پر اور سو ہزار پر بھاری ہوا کرتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا“ (پ۱۰ سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۵)

”اگر تم میں سے ہوں بیس آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوئے تم میں سو آدمی (صبر کرنے والے) تو غالب آئیں گے ہزار کافروں پر۔“

اگر تم سو ہو تو

”فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللہِ“ (پ۱۰ سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۶)

”تو اگر ہوئے تم میں سے سو آدمی صبر کرنے والے تو غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوئے تم میں سے ایک ہزار (صابر) تو وہ دو ہزار پر غالب آئیں گے۔“

اگر تم سچے ہو تو

”وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ“
(پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹)

”اور نہ تو ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سر بلند ہو گے اگر تم سچے مومن ہو۔“

ہم کیوں ذلیل خوار ہیں

حضرات گرامی!

اس کا مشاہدہ آپ کے سامنے ہے کہ بدر میں تین سو تیرہ ہزاروں پر غالب رہے۔ سوال یہ ہے کہ آج ہماری کثرت ہے اس کے باوجود ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟

ملاحظہ کیجئے اور سوچئے:

کشمیر میں — کیا ہورہا ہے؟ اور ہم غالب کیوں نہیں؟

فلسطین میں — کیا ہورہا ہے؟ اور ہم غالب کیوں نہیں؟

بوسنیا میں — کیا ہورہا ہے؟ اور ہم غالب کیوں نہیں؟

چیچنیا میں — کیا ہورہا ہے؟ اور ہم غالب کیوں نہیں؟

اس کی وجہ علامہ اقبال نے بیان فرمائی کہ:

؎ تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا نہیں!
جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں
آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اور دوسری جگہ جنگ بدر کی مثال دے کر فرماتے ہیں کہ اے میرے مسلمان!

؎ فضائے بدر پیدا کرفرشتے تیری نصرت کو!
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

جذبہ ایمان۔
عشق رسول۔
اطاعت مصطفیٰ۔
تعمیل قرآن۔

ہمارے جذبہ جہاد کی بنیادیں تھیں جو ہم میں مفقود ہوگئیں اور ہم خوار ہوگئے۔
علامہ فرماتے ہیں کہ:

؎ وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر!
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر!
درس قرآں نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

اور ایک عاشق رسول اس حالت زار کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

لشکر کی تیاری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ تقاریر سنیں اور جذبہ جہاد ملاحظہ فرمایا تو لشکر تشکیل دیا جس کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی۔

جناب حفیظ جالندھری مرحوم کہتے ہیں کہ:

نہیں تھا تین تو تیرہ کے آگے تک شماران کا
سنا ہے یہ کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا
یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا
نہ تیغ وتیر پر تکیہ نے خنجر پر نہ بھالے پر!
بھروسہ تھا تو اک ساری سی کالی کملی والے پر!
تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے وہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
جناب سرور عالم نے کی افراد کی گنتی
تھی ساری تین سو تیرہ فقط تعداد کی گنتی
کھجوریں تک میسر تھیں نہ جن کے پیٹ بھرنے کو
یہ اللہ کے مجاہد تھے چلے تھے جنگ کرنے کو

کامل مومنوں کی جماعت

حضرات گرامی!

یہی مجاہد ہیں جنہیں اللہ اپنی فوج قرار دیتا ہے اور جن کا اجر وثواب یہ ارشاد

فرماتا ہے کہ:

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَرِيْمٌ" (پ۱۰ سورۃ الانفال آیت نمبر۷۴)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ ہجرت کی اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہ سب سچے مومن ہیں ان کیلئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔"

قطعی جنتیوں کی جماعت

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" (پ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر۱۰۰)

"اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والے (مہاجر) اور مدد کرنے والے (انصار) اور جو ان کے پیروکار ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے تیار کر رکھے ہیں وہ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

صادقین کی جماعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" (پ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر۸)

"یہ مال ان ضرورت مند مہاجرین کا ہے جو اپنے گھروں سے نکالے

گئے اور مالوں سے علیحدہ کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رضا کے خواستگار ہوتے ہوئے اللہ رسول کی مدد کرتے ہوئے یہ تمام لوگ ہی سچے ہیں۔"

مجاہدین کی عظمت وشان

"لَايَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرَ اُوْلِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً"

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۱)

"نہیں برابر ہو سکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذوروں کے اور جہاد کرنیوالے اللہ کی راہ میں' اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بزرگی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے اپنے مالوں اور جانوں سے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں"

وعدہ حسنیٰ

"وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى" (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۶)

"اور سب سے وعدہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا۔"

اجرِ عظیم

"وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۶)

"فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر اجرِ عظیم سے (ان کیلئے) بلند درجے ہیں' اللہ (کی جانب) سے اور (نوید) بخشش ورحمت کی ہے اور اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔"

جو چاہیں کریں

اصحاب بدر کیلئے خصوصاً فرمایا گیا۔

"اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ قَدْغَفَرْتُ لَکُمْ"

(ابوداؤد شریف بحوالہ تکمیل الایمان ص ۱۷۱ اردو)

"جو چاہو عمل کرو ہم نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

"لَنْ یَّدْخُلَ اللّٰهُ النَّارَ رَجُلاً شَھِدَ بَدْرًا اَوْ حُدَیْبِیَّۃَ"

(تکمیل الایمان ص ۱۷۱)

"اس شخص کو ہرگز آگ نہیں چھو سکے گی جو میدان بدر یا میدان حدیبیہ میں حاضر ہوا۔"

صحرائے بدر کی دعا

حضرات گرامی!

سرور کائنات ان مٹھی بھر اپنے عشاق کو ساتھ لے کر بدر میں تشریف لائے۔

آئے بدر میں	نہتے مسافر
آئے بدر میں	بے سر و ساماں مجاہد
آئے بدر میں	بھوکے اور پیاسے جانباز

تو بدر نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی؛

اے مولا! تیرے حبیب کے یہ پیاسے اور بھوکے جانباز میرے دامن میں قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ میرے دامن کے ذرے موسم کی شدت گرمی کی وجہ سے سرخ کوئلے ہو چکے ہیں۔ ان مہمانوں کو اس صحرا میں پانی پیش نہیں کر سکا تو ہی مہربانی فرما اور بارش برسا دے۔ اے مولا!

تیرے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پر آئے
الٰہی حکم دے سورج کو اب آتش نہ برسائے

اگر اب میرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی
تو مجھ کو رحمۃ اللعالمین سے شرم آئے گی
جلیل الشان مہمانوں کا صدقہ مہربانی کر
عطا بہر وضوان کیلئے تھوڑا سا پانی کر
برائے چند ساعت ابر باراں بھیج دے یارب
بہاراں بھیج دے یارب بہاراں بھیج دے یارب

دعا کی قبولیت

اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے بیان فرمایا کہ:
"اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ" (۹سورۃ الانفال آیت نمبر۱۱)
"یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تا کہ باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اتارا تم پر آسمان سے پانی تا کہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کرے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو۔"

ریتلا علاقہ تھا۔
جب صحابہؓ چلتے تو پاؤں ریت میں دھنس جاتے۔
پانی پر کفار کا قبضہ تھا۔
ناچار (بغیر پانی کے) خیمے گاڑنے پڑے۔
زمین تپ رہی تھی۔
گرمی کا موسم تھا۔
ہوا سخت گرم تھی۔

دعا صحرا نے مانگی دامن امید پھیلا کر
یکایک ابر باراں آسماں پر چھا گیا آ کر
نزول آب سے تسکین وراحت ہوگئی طاری!
مٹی تشنہ لبی گرد و کدورت دھل گئی ساری
سپاس وشکر سے لبریز تھا دل اس جماعت کا
بنا کر حوض پانی بھر لیا باران رحمت کا

زیت جم گئی۔
زمین ٹھنڈی ہوگئی۔
پیاس بجھ گئی۔
ہوا سرد ہوگئی۔
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حوض بنا کر پانی جمع کرلیا۔

عریشہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک علیحدہ چھت کا انتظام کیا جائے چنانچہ عریشہ تیار کیا گیا۔ جہاں اب بھی مسجد عریش موجود ہے۔ وہاں رات سرکار نے بسر فرمائی۔

دعائے محبوب

صبح نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بڑے الحاد زاری سے دعا فرمائی کہ:

الٰہی یہ تیرے بندے ہیں تیری راہ میں حاضر!
ہوئے ہیں سربکف ہو کر شہادت گاہ میں حاضر
اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کرڈالا
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو پوجنے والا

اجابت دعائے محبوب

جونہی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک اٹھے تو اللہ نے ملائکہ کو بھیج دیا۔ اللہ فرماتا ہے۔

"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ" (۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۳)

"اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ نے بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے۔"

حضرات محترم!

مدد خدا کی تھی مگر خدا خود آ کے میدان بدر میں لڑا نہیں۔ مدد کی مگر ملائکہ کے ذریعہ ملاحظہ ہو قرآن کریم فرماتا ہے:

"اَنْ یُّمِدَّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ"

(پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۴)

"یہ کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

"بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ" (۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۵)

"پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں"

حضرات!

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بیان فرمایا کہ ہم سنتے تھے تو یہ آواز آتی تھی کہ:

اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ　　اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ

حیزوم آگے بڑھو　　حیزوم آگے بڑھو

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم حیران تھے یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

یہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی آواز ہے۔ حیزوم ان کے گھوڑے کا نام ہے اور وہ اس سے کہہ رہے ہیں کہ حیزوم آگے بڑھو۔

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے کئی بار دیکھا کہ جس آدمی کو قتل کرنے کیلئے ہم بڑھتے وہ پہلے ہی گر جاتا تو ہم سمجھتے یہ اللہ کی ہی مدد ہے۔

ملاں سے پوچھئے

کیا یہ امداد کو آنے والے غیر اللہ نہ تھے؟

اگر غیر اللہ تھے اور یقیناً غیر اللہ تھے تو اللہ نے ان کو کیوں بھیجا؟ کیا یہ شرک اس نے خود کروایا؟

معلوم ہوا ملاں کا عقیدہ ہی سرے سے غلط ہے۔

ایک وہابی مفسر مولوی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے۔

جے تنگی ترشی رب ونجاون چاہے آپ کدائیں
رو ولیاں دے مدد اوہ بھیجے کوئی تعجب ناہیں

بتایئے ملاں جی!

یہ مولوی عبدالستار مشرک ہوا کہ نہیں؟

اگر نہیں ہوا تو ہمیں مشرک کیوں کہتے ہو۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام!
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچہ نہیں ہوتا

سرکار علیہ السلام نے پہلے ہی بتا دیا

سرکار دو عالم علیہ السلام نے بدر کے میدان میں اپنی چھڑی مبارک سے نشان لگاتے ہوئے فرمایا:

”هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ" (مسلم شریف جلد ثانی ص۱۰۲)

''یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ مبارک زمین پر رکھتے اور فرماتے اس جگہ صحابی نے فرمایا: کہ (اگلے دن جب ہم نے دیکھا) جس جگہ نشانات لگے تھے اس سے کوئی آگے پیچھے نہ تھا۔''

ملاں کہتا ہے سرکار کو کیا علم کہ کون کہاں مرے گا اور سرکار نے پہلے ہی بتا دیا اور اسی کے مطابق بے ایمان مرے پڑے تھے۔

سردارانِ قریش مارے گئے

اب لڑائی شروع ہوئی' القصہ مختصر یہ کہ حضرات امیر حمزہ عتبہ' حضرت علی ولید اور حضرت عبیدہ شیبہ کے مقابلہ میں نکلے۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مدمقابل کو واصل جہنم کر دیا مگر حضرت عبیدہ زخمی ہو گئے۔

حضرت شیر خدا نے شیبہ کا کام بھی تمام فرما دیا۔ ادھر بڑے بڑے یہ سردار مارے گئے ادھر دو چھوٹے بچوں نے ابوجہل لعین کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

وعدہ خداوندی پورا ہو گیا

حضرات گرامی!

تائید ربانی اور امداد سبحانی کی وجہ سے حضور علیہ السلام کا یہ معجزہ رونما ہوا کہ ستر (۷۰) کفار واصل جہنم ہوئے اور مسلمان صرف چودہ شہید ہوئے۔ اس طرح وعدہ خداوندی کہ:

''اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ'' (پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹)

''تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو تو۔'' پورا ہو گیا

حضرت عباس ایمان لے آئے

گرامی قدر' سامعین محترم!

بدر کے قیدیوں کو جب فدیہ لے کر چھوڑا جانے لگا تو ان میں حضرت عباس حضور علیہ السلام کے عم محترم بھی موجود تھے جن کی وجہ سے سرکار بہت پریشان تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ بھی فدیہ دیں اور آزادی حاصل کریں مگر اس وقت وہ حالت کفر میں تھے اس لئے یوں کہنے لگے کہ میرے پاس تو فدیہ کیلئے کوئی چیز نہیں ہے۔

سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا: چچا جان۔

کہا جب شرکت اعداء کی نیت کر کے آئے تھے!
تو ام الفضل سے تم کیا وصیت کر کے آئے تھے!

اے چچا جان! آپ جب گھر سے آ رہے تھے تو آپ کی زوجہ ام الفضل نے دامن پکڑ کو کہا تھا کہ ہمارا کیا بنے گا تو آپ نے سونے اور چاندی کی اینٹیں انہیں دیتے ہوئے کہا تھا کہ:

کہا تھا تم نے کہ عباس گر مارا بھی جائے گا!
یہ اتنا جو اثاثہ ہے تمہارے کام آئے گا

حضرت عباس اس وقت تک حالت کفر میں ہونے کی وجہ سے یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انہیں کیسے پتہ چل سکتا ہے؟

تو جب حضور نے ایسے فرمایا تو!

یہ سن کر حضرت عباس پر رعشہ ہوا طاری
کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبرداری!
پکار اٹھے بحال وجد میں ایمان لے آیا
بجا ہے راست ہے جو کچھ رسول اللہ نے فرمایا

معلوم ہوا

اے جنگ بدر بیان کرنے اور سننے والو! تمہیں یہ حقائق ماننے پڑیں گے کہ جنگ بدر سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام غیب کا علم رکھتے تھے۔

وقت سے پہلے کفار کی موت کا بتانا	علم غیب ہے
حضرت عباس کا گذشتہ واقعہ بتانا	علم غیب ہے

اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی مدد بذریعہ اس کے بندوں کے ہوتی ہے۔ غیر اللہ کہہ کر اسے شرک کہنا غلط عقیدہ ہے۔

تین ہزار ملائکہ کا آنا	غیر اللہ کے ذریعہ مدد تھی
پانچ ہزار فرشتوں کا آنا	غیر اللہ کے ذریعہ مدد تھی

اللہ کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے طفیل کہانیوں' قصوں سے بچتے ہوئے۔ قرآن وحدیث کے مطابق اپنے عقاید درست رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

چوتھا خطبہ
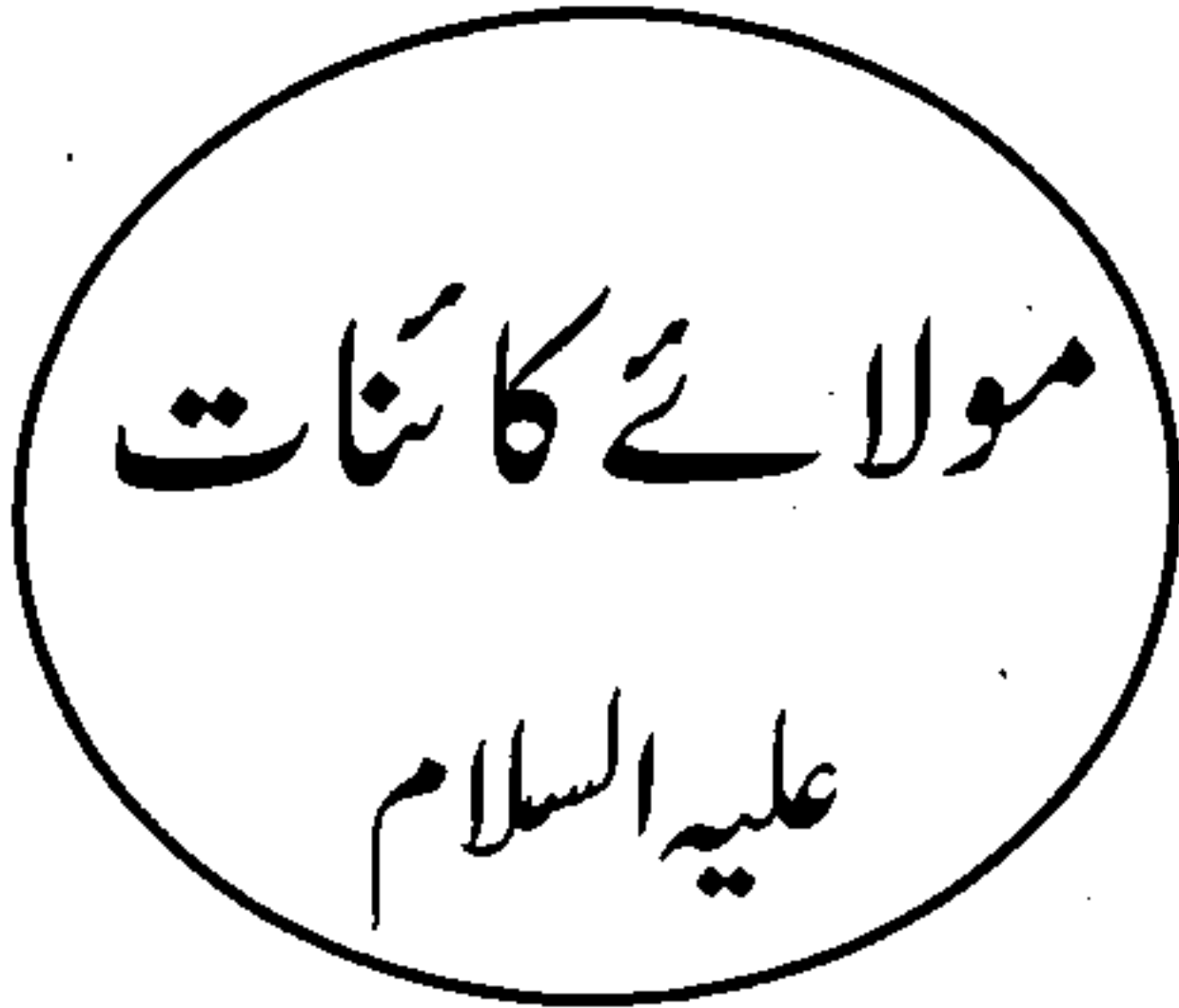
خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (ترمذی شریف)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

جمعۃ الوداع

گرامی حضرات! آج جمعۃ الوداع ہے۔

ماہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ نا معلوم اگلے سال یہ جمعۃ الوداع کی برکات کو ہم پائیں گے یا نہیں۔ کتنے ہمارے بزرگ اور نوجوان ساتھی ایسے ہیں جو پچھلے سال اس تقریب سعید کے موقع پر ہمارے درمیان موجود تھے مگر آج اپنی اپنی آخری آرام گاہوں کی زینت بن چکے ہیں اور اس سال وہ برکات جمعۃ الوداع کو نہیں پاسکے۔ اسی طرح اگلے سال کے جمعۃ الوداع کی تقریب میں نامعلوم ہم میں سے کتنے احباب اس مبارک موقع کو نہ پاسکیں گے۔

کسی پنجابی کے عاشق نے کہا کہ:

چونکر خواجہ حافظ صاحب لکھیا وچ دیوان ایں
اک بلبل میں روندی ڈٹھی پھڑیا پھل دھان ایں
میں کہیا کیوں رووے بلبل کیہہ تیرے دل آوے
فیر بہار پھلاندی آوٗنی بھر بھر لویں کلاوے
بلبل آکھیا میرے تائیں میں ایہو غم کھاواں
شاید بہار آوٗن توں پہلاں میں نہ کتنے مرجاواں

ماہ رمضان پھر بھی آئے گا۔

جمعۃ الوداع کی تقریب سعید دوبارہ آئے گی مگر شاید پھر ہم ہی نہ ہوں' اس لئے آج اس اپنے مہمان کو رو رو کر الوداع کرلو۔

اس کے جانے کا غم دل میں اچھی طرح سے بھرلو۔

اگر قبر میں جائیں تو رمضان کا غم دل میں موجود ہو۔

مسجد میں آتے رہیئے

میں ان اپنے صاحبان سے پرزور اپیل کروں گا کہ جو صرف رمضان رمضان مسجد میں تشریف لاتے ہیں کہ وہ جس طرح تشریف لاتے رہے ہیں شیطان کے رہا ہوتے ہی اس کے ساتھی نہ بن جائیں بلکہ اس پر لعنت بھیجتے ہوئے مسجد کی رونق کو دوبالا کریں کیونکہ:

مسجد — مسلمان کا مرکز ہے
مسجد — عبادت کا مقام ہے
مسجد — بنیاد عشق رسول ہے
مسجد — مومن کی پہچان ہے

میرے عشق رسول اللہ کی بنیاد ہے مسجد!
خدا آباد رکھے آج بھی آباد ہے مسجد

ارشادِ نبوی

حضرات محترم! میں نے آپ حضرات کے سامنے بڑی مشہور حدیث پاک تلاوت کی ہے جسے ہر سنی تو اچھے طریقہ سے جانتا ہی ہے۔ مخالفین بھی بڑے احسن طریقہ سے جانتے ہیں کیونکہ وہ دن رات اس حدیث پاک پر جرح کرتے ہیں کہ دیکھو جی' مولا اللہ ہی ہے کوئی اور مولا نہیں۔

حالانکہ جب وہ اپنے مولوی کا نام لیتے ہیں تو اسے فوراً حضرت علامہ مولانا کہتے ہیں۔ اس وقت انہیں یاد نہیں ہوتا کہ مولا صرف اللہ ہی ہے مگر جب حضرت علی کے متعلق کہیں کہ:

میرے مشکل کشاء مولا علیؑ ہیں!
میرے حاجت روا مولا علیؑ ہیں!
میں کیوں غیروں کے دروازے پہ جاؤں!
میرے دکھ کی دوا مولا علی ہیں!

تو ملاں فوراً فتویٰ شرک دیتا ہے۔
دلیل یہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مولا ہے۔
دیکھئے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اللہ مولانا ہے

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَتَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"

(پ۳ سورۃ البقرہ آخری آیت)

اس آیت میں ہے "اَنْتَ مَوْلٰنَا"
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مولا ہے اور کوئی مولا نہیں ہوسکتا۔

ملاں مولانا ہے

میں نے عرض کیا۔ حضرت آج کے آپ کے جلسہ کا اشتہار میرے پاس موجود ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے ''خطیب پاکستان فخر ایشیاء وکیل صحابہ حضرت علامہ مولانا...... صاحب''

مہربانی فرمائیں اپنی ذرّیت کو منع فرمادیں کہ وہ اب آپ کو مولانا نہ لکھا کریں بلکہ ''پنڈت جی'' ''گرو جی'' لکھا کریں ورنہ اگر۔

علیؑ مولانا ہے

کوئی ملاں مولانا	ہوسکتا ہے
کوئی مولوی مولانا	ہوسکتا ہے
تو حضرت علی بھی مولانا	مولا ہوسکتے ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ'' (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۱۳)

یہ حدیث پاک سینکڑوں کتب میں موجود ہے اور اس کے تمیں راوی ثقہ ہیں مگر میں نے صرف جامع الترمذی کے حوالہ سے بات کی ہے تاکہ کوئی مولوی ملوانا اعتراض نہ کرسکے۔

جامع الترمذی صحاح ستہ میں شامل ہے۔

فرمایا: لوگو سن لو۔

جس کا میں مولا۔ اس کا علی مولا۔

نبی کس کا مولا ہے

حضرت محترم! آیئے اب معلوم کریں نبی کس کا مولا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ'' (۲۱ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۶)

''نبی مومنوں کا مولا ہے''

نبی مومنوں کا مولا ہے

جب یہ پتہ چل گیا کہ نبی مومنوں کا مولا ہے تو اب آیئے پتہ کریں کہ مومن کون کون ہے۔

کیا ایک میں ہی — مومن ہوں

کیا ایک ملاں ہی — مومن ہے

نہیں بلکہ قرآن فرماتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء بھی مومن ہیں۔

تمام انبیاء مومن ہیں

نبیوں نے جو وعدہ میثاق کے دن کیا تھا کہ:

''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

''ہم ضرور ایمان لائیں گے اس رسول پر اور اس کی مدد کریں گے''

وہ وعدہ شب معراج پورا فرمایا:

سارے میرے آقا علیہ السلام پر ایمان لائے تو سب ہوئے مومن۔ پتہ چلا کہ تمام انبیاء کا میرا محبوب مولا ہے۔

اللہ بھی مومن ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ''

(۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۳)

''وہی اللہ ہے جو ہے نہیں کوئی الہ مگر وہ جو ملک قدوس سلام مومن ہے۔''

ذرا توجہ رہے بڑی باریک بات ہے۔ ملاؤں سے بھی کہتا ہوں کہ درویش کی پوری بات سن کر جو فتویٰ دینا چاہو فقیر حاضر ہے مگر ابھی سنتے ہو جاؤ۔

نتیجہ کیا نکلا

نبی　　　　نبیوں کا بھی مولا

نبی　　　　اللہ کا بھی مولا

جس کا نبی مولا اس کا علی مولا۔

نتیجہ کیا نکلا؟

علی نبیوں کا بھی مولا۔علی اللہ کا بھی مولا۔

اب سنیئے مولا کا معنی کیا ہے۔

مولا کا معنی

مولیٰ کے بہت سے معانی ہیں۔

اب اگر میں معنی کروں تو ملاں چیخے گا۔ اگر ملاں کرے تو پھر مجھے اعتراض ہوگا۔

مولیٰ کا معنی خود حضور علیہ السلام سے ہی نہ پوچھ لیں؟ فرمایا:

''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ'' (الصواعق المحرقہ ص۱۲۲)

جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ' اے اللہ تو محبت کر اس سے جو علی سے محبت کرے' اور دشمنی کر اس سے جو علی سے دشمنی کرے۔ وال صیغہ امر کا ہے جس سے مولیٰ اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا مصدر ولایت ہے جس کا معنی محبت ہے تو پھر مولیٰ کا معنی محبوب ہوگا تو ترجمہ یہ ہوا کہ

''جس کا میں محبوب اس کا علی محبوب ہے''

نبی شرق کا محبوب　　　　علی شرق کا محبوب

نبی یمین کا محبوب　　　　علی یمین کا محبوب

نبی غرب کا محبوب　　　　علی غرب کا محبوب

نبی یسار کا محبوب	علی یسار کا محبوب
نبی جنوب کا محبوب	علی جنوب کا محبوب
نبی تحت کا محبوب	علی تحت کا محبوب
نبی شمال کا محبوب	علی شمال کا محبوب
نبی فوق کا محبوب	علی فوق کا محبوب
نبی زمین کا محبوب	علی زمین کا محبوب
نبی آسمان کا محبوب	علی آسمان کا محبوب
نبی جبرائیل کا محبوب	علی جبرائیل کا محبوب
نبی میکائیل کا محبوب	علی میکائیل کا محبوب
نبی ولیوں کا محبوب	علی ولیوں کا محبوب
نبی قطبوں کا محبوب	علی قطبوں کا محبوب
نبی غوثوں کا محبوب	علی غوثوں کا محبوب
نبی ابدالوں کا محبوب	علی ابدالوں کا محبوب
نبی صدیق کا محبوب	علی صدیق کا محبوب
نبی فاروق کا محبوب	علی فاروق کا محبوب
نبی عثمان کا محبوب	علی عثمان کا محبوب
نبی نبیوں کا محبوب	علی نبیوں کا محبوب
نبی رسولوں کا محبوب	علی رسولوں کا محبوب
نبی خدائی کا محبوب	علی خدائی کا محبوب
نبی خدا کا محبوب	علی خدا کا محبوب

مفتیو دو فتویٰ

ـــ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

لگاؤ فتویٰ

کیا فتویٰ لگاتے ہو؟ یہ فتویٰ زبان نبوت پر جائے گا۔ ذرا ہوش سے لگانا۔ مولیٰ کا معنی ہے محبوب۔

نبی بھی محبوب ہے۔ علی بھی محبوب ہے لیکن کس کا؟ مومنین کا۔ اسی لئے مومن نبی و علی کو مولیٰ کہتے ہیں۔

بے ایمان کو کیا ضرورت ہے علی کو مولا کہنے کی؟

ولی ہو غوث ہو قطب جہاں ہو
ہر اک کا مدعا مولا علیؑ ہیں
خدا نے جن کو تیغ لافتی دی
وہی شیر خدا مولا علیؑ ہیں

اللہ فرماتا ہے کہ کافروں کا مولا کوئی نہیں۔

وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ (پ۲۶ سورۃ محمد آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولا نہیں ہے۔

مولیٰ کا معنی خلیفہ نہیں ہے

حضرات گرامی! ایک بے وقوف قوم مولا کا معنی خلیفہ کرتی ہے حالانکہ اگر مولیٰ کا معنی خلیفہ کیا جائے تو اس قوم کے تمام ملاں ان کے خلیفے بن جائیں گے اور یہ امر محال ہے۔ اللہ مولانا ہے جیسا کہ میں نے پہلے آیت کریمہ میں آپ کو تلاوت کر کے سنایا کہ "انت مولانا" تو پھر اللہ بھی ان کا خلیفہ ہے؟

بدیں عقل و دانش بباید گریست
خرد کو جنوں کہدیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حدیث کا صحیح ترجمہ

اگر حدیث کا صحیح ترجمہ کرنا چاہتے ہو تو آؤ میں تمہیں اپنے مخدوم ومحترم سلطان سلاطین خطابت' افتخار ملت حضرت صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے چلوں' وہ فرماتے ہیں۔

''جب تک کُنْتُ کا ترجمہ نہ کرو' حدیث کا ترجمہ صحیح نہیں ہوسکتا۔ ترجمہ کرنے کیلئے اس حدیث پر غور کیجئے:

''کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ''

''کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

اب ترجمہ کرو۔ ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ'' جس کا میں مولا تھا۔ اب اس کا علی مولا ہے''

اب ترجمہ یہ ہوگا۔

''جس کا میں محبوب تھا۔ اب اس کا محبوب علی ہے''

اے آقا آپ کب سے محبوب ہو۔

فرمایا: اللہ سے پوچھو۔

میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا۔

یا اللہ! مجھے بتا تیرا محبوب کب سے تیرا محبوب ہے۔ فرمایا:

''کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِکَیْ اُعْرَفَ'' (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۴۲)

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس مجھے محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں۔ میں نے ایک مخلوق (حضور علیہ السلام) کو پیدا کیا تاکہ میری پہچان ہو جائے۔

پتہ چلا کہ جب سے نور مصطفےٰ موجود ہے۔ وہ اللہ کا محبوب ہے۔ اب حضور علیہ السلام سے پوچھیں کہ آپ کا نور کب سے موجود ہے تو فرمایا:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" (مدارج النبوت جلد اول ص ۷ اردو)

"سب سے پہلے نور میرا تخلیق کیا گیا۔"

پتہ چلا جب کچھ بھی نہ تھا اس وقت حضور کا نورؐ اللہ کا محبوب تھا۔ تو اسی وقت سے نور علی بھی اللہ کا محبوب تھا کیونکہ حضور فرماتے ہیں کہ:

میں اور علی ایک نور سے ہیں

"اَنَا وَعَلِیٌّ مِّنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ" (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ ینابیع المودۃ اردو ص ۲۸)

"میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں"

گولڑہ شریف کے تاجدار حضرت خواجہ پیر سید مہر علی رحمۃ اللہ علیہ وجد میں آ گئے اور فرمایا:

حب نبی ہے مہر علیؔ مہر علی ہے حب نبی
لَحْمُكَ لَحْمِیْ جِسْمُكَ جِسْمِیْ کچھ فرق نہیں مابین بیا

حضرات گرامی!

میں ذرا گرہ کو اور اچھی طرح سے کھول دوں۔ حضرت امام محب طبری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

چاروں کا نور

"كُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ اَنْوَارًا عَلٰى يَمِيْنِ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ بِاَلْفِ عَامٍ"

(الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ الجزء الاول ص ۵۱)

"میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی ایک نور تھے۔ یمین عرش پر آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے کسی نے کیا خوب کہا"

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
بوبکر و عمرؓ عثمان و علی!

ہم مسلک ہیں یاران نبیؐ!
کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

محبوب علی ہی ہیں

مگر محبوب علی ہی ہیں۔ خم غدیر کے موقع پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ تسلیم کیا کہ محبوب علی ہیں۔

جب یہ اعلان ولایت حضور کی زبانی ہو چکا تو حضرت فاروق اعظم نے حضرت علی سے کہا:

"هَنِيْئًا لَّكَ يَا ابْنَ اَبِىْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ" (تفسیر کبیر جلد نمبر۱۲، ص۵۰)

"اے ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا بن گئے ہیں"

"بَخٍ بَخٍ لَكَ يَا ابْنَ اَبِىْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" (تاریخ بغداد جلد نمبر۸ص۲۹۰)

"آفرین ہے آپ کیلئے اے ابن ابی طالب آپ میرے اور ہر مسلمان کے مولیٰ ہوئے"

ولی ہو، غوث ہو، قطب جہاں ہو!
ہر اک کا آسرا مولا علی ہیں

فاروق اعظمؓ کا عقیدہ

علامہ محب طبری فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں ایسے ہوا کہ:

"جَاءَ اِنِ اعْرَابِيَانِ يَخْتَصِمَانِ فَاَذَنَ لِعَلِيٍّ فِى الْقَضَاءِ بَيْنَهُمَا فَقَضٰى"

''دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت فاروق اعظم نے حضرت علی کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے فرمایا تو ایک بولا:

''أَهٰذَا يَقْضِي بَيْنَنَا''

''کیا یہ ہمارا فیصلہ کریں گے''

''فَوَثَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ وَأَخَذَ بِتَلْبِيْهِ وَقَالَ وَيْحَكَ مَاتَدْرِيْ مَنْ هٰذَا''

''حضرت عمر اس کی طرف جھپٹے اور اس کو گریبان سے پکڑ لیا اور فرمایا:
افسوس کہ تو انہیں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟''

''هٰذَا مَوْلَايَ وَمَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَوْلَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ''(ذخائر عقبیٰ ص ۶۸)

''یہ میرے اور ہر مومن کے مولیٰ ہیں' جن کے یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں ہے''

حضرات گرامی!

یہی واقعہ الصواعق المحرقہ ص ۱۷۹ پر حضرت ابن حجر مکی ہیتمی نے بھی نقل فرمایا ہے اور یہی فیصلہ خدا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فیصلہ خداوندی

''وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَامَوْلٰى لَهُمْ'' (۲۶ سورۃ محمد آیت نمبر ۱۱)

''اور بے شک کافروں کا کوئی مولا نہیں ہے''

مومن اس فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

؎ میرے مشکل کشا مولا علیؓ ہیں
میرے حاجت روا مولا علی ہیں!

مولوی ظفر علی خان

اور اب تو مولوی ظفر علی خان نے بھی لکھا ہے کہ

؎ کچھ شیعوں کے ہی نہیں مشکل کشاء علیؑ
بلکہ ہے نعرہ سنیوں کا ہر رن میں یا علیؑ

(چمنستان)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حضرات محترم! حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ' پیران پیر ہیں' علماء دیوبند کے تھانوی' انبیٹھوی' گنگوہی' نانوتوی سب کے پیرومرشد حاجی صاحب نالہ امداد غریب میں اپنے شجرہ میں لکھتے ہیں۔

؎ دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب!
کھول دے دل میں میرے علم حقیقت میرے رب
ھادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(نالہ امداد غریب)

اولیٰ بمعنی مولیٰ

حضرات گرامی! میں نے قرآن کریم سے حضور علیہ السلام کا مولیٰ ہونا لفظ اولیٰ سے ثابت کیا ہے اور آیت کریمہ:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"

میں لفظ اولیٰ موجود اگر کوئی من چلا کہہ دے کہ یہ تم نے اپنی طرف سے بیان کر دیا ہے حالانکہ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو صحابہ کرام سے ثابت ہو تو آیئے! اولیٰ بمعنی مولا صحابہ کرامؓ سے ملاحظہ کریں۔

حضرت براء ابن عازبؓ

حضرت براء ابن عازبؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہؐ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ آپ نے رستہ میں اتر کر لوگوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

"اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"

"کیا میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں"

"قَالُوْا بَلٰی" سب نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا:

"فَهٰذَا وَلِیٌّ مَنْ اَنَا مَوْلٰی اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ"

"فرمایا: یہ علی ولی ہیں اس شخص کے جس کا میں مولا ہوں' اے اللہ! دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کو دشمن رکھ" (ابن ماجہ شریف ص ۱۲)

حضرت زید بن ارقمؓ

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا:

"اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ"

"کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمام مومنین کی جانوں کا ان سے زیادہ مالک ہوں؟"

لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہر مومن کی جان کے اس سے زیادہ مالک ہیں تو آپ نے ارشاد فرمادیا کہ:

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا (عَلِیٌّ) مَوْلَاهُ وَاَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ" (الخصائص النسائی ص ۲۲)

"جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ (علی) مولا ہیں' اور پکڑ لیا۔ حضرت علی کے ہاتھ کو"

حضرت سعد بن مالکؓ

حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کو تین چیزیں ایسی مرحمت فرمائی گئی ہیں کہ ان میں سے ایک بھر میرے لئے دنیا و مافیھا سے پیاری ہے۔ (ان

میں سے ایک یہ ہے جو) نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے غدیر خم کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمائی کہ:

"هَلْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مومنوں کا مولیٰ ہوں؟"

ہم نے عرض کی ہاں! آپ نے فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ" (المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳، ص ۱۱۲)

"اے اللہ جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کا مولیٰ ہے تو بھی علی کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھ۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربؓ

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ وَلِیِّ وَاَنَا وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ"

(الاصابہ جلد نمبر ۲ ص ۴۰۸)

"بے شک اللہ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔"

حضرات گرامی! ان روایات سے ثابت ہوا کہ اولیٰ بمعنیٰ مولا ہے اور جس کا نبی مولا ہے اس کا علی مولا ہے۔ علاوہ ازیں۔

بے شمار راوی

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ" الخ

اِنَّهٗ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ لَا مِرْیَةَ فِیْهِ وَقَدْ اَخْرَجَهٗ جَمَاعَةٌ كَالتِّرْمِذِیْ وَالنِّسَائِیْ وَاَحْمَدُ وَطُرُقُهٗ كَثِیْرَةٌ جِدًّا وَمِنْ ثَمَّ سِتَّةَ عَشَرَ

صِحَابِیًا" (الصواعق المحرقہ ص۴۲)

"بلاشبہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ایک جماعت نے روایت کیا ہے جیسے ترمذی، نسائی اور احمد یہ حدیث بے شمار طرق سے مروی ہے۔ اسے سولہ صحابہؓ نے روایت کیا ہے"

سولہ کے بعد تیس راوی

علامہ ابن حجر مزید فرماتے ہیں کہ:

"وَفِیْ رِوَایَۃِ الْاَحْمَدِ اِنَّہٗ سَمِعَہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُوْنَ صِحَابِیًا وَشَھِدُوْا بِہٖ لِعَلِیٍّ لَمَّا نُوْزِعَ اَیَّامَ خِلَافَتِہٖ"

(الصواعق المحرقہ ص۴۲)

"اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اس حدیث کو تیس صحابہ کرام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سماع فرمایا اور حضرت علی سے جب ان کے دور خلافت میں تنازعہ کیا گیا تو اس حدیث پاک سے ان صحابہ کرامؓ نے حضرت علی کے حق میں شہادت دی"

بدری صحابہؓ کی شہادت

حضرت علی پاک علیہ السلام نے مقام رحبہ میں لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر فرمایا کہ جس نے نبی کریم سے حدیث:

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ"

سنی ہو تو بتایئے۔

ابی ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر بارہ بدری صحابہؓ کھڑے ہوئے اور اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے غدیرخم کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے کہ۔

سرکار فرماتے تھے:

"اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجِیْ اُمَّهَاتُهُمْ؟"

"کیا میں مومنوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں اور کیا میری بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں؟"

"قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

"ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ!"

تو آپ نے فرمایا:

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ"

"پس جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ! جو علی کو محبوب رکھتا ہو تو اسے محبوب رکھ اور جو اسے دشمن رکھتا ہو تو اسے دشمن رکھ" (مسند امام احمد جلد اول ص۱۱۹)

حب نبی ہے مہر علی اور مہر علی ہے حب نبی
لَحْمُكَ لَحْمِیْ جِسْمُكَ جِسْمِیْ کچھ فرق نہیں مابین پیا

محبِّ علی و مبغضِ علی

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے مجھے فرمایا اے علی:

"لَا یُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ"

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۱۵)

"تم سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور تم سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق"

نگاہ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے
اسی سے اس کی طبع بہرہ مند ہوتی ہے
ہر ایک دل میں سماتی نہیں ہے حب علی
یہ بڑی ہی نفاست پسند ہوتی ہے

منافقوں کی پہچان

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ:

"اِنْ کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ" (جامع الترمذی جلد ثانی ص۲۱۳)

"ہم منافقین کو بغض علی سے پہچانتے تھے"

جب محفل میں ذکر علی چھڑتا تھا۔ مومن کا چہرہ گلاب کی طرح کھلتا تھا۔ منافق ذکر علی سے چڑتا تھا اس کا دل بغض علی سے جلتا تھا۔

جسے علیؑ کی ولایت کا اعتراف نہیں
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پر حج کا احرام دل میں بغض علیؑ
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

جنت کی بو نہ سونگھ سکے گا

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"لَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبْدَاللّٰهِ مِثْلَ مَاقَامَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِهٖ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمُدَّ فِیْ عُمُرِهٖ حَتّٰی یَحُجَّ اَلْفَ عَامٍ عَلٰی قَدَمَیْهِ ثُمَّ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قُتِلَ مَظْلُوْمًا ثُمَّ لَمْ یُوَالِیْكَ یَا عَلِیُّ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَمْ یَدْخُلْهَا" (کوکب دری ص۲۰۵)

"اگر کوئی بندہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے برابر (یعنی ساڑھے نو سو سال) عبادت کرے اور احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک ہزار سال حج اپنے قدموں پر پیدل چل کر کرے۔ پھر وہ صفا اور مروہ کے درمیان مظلوم شہید کیا جائے۔ اگر اے علی تمہاری محبت نہیں رکھتا تو وہ جنت کی بو تک نہ سونگھ سکے گا اور جنت میں داخل نہ ہو سکے گا"

حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد

جنت میں داخل ہونا تو تب ہے جب علی ٹکٹ دیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"لَایَجُوْزُ اَحَدٌ نِ الصِّرَاطَ اَلَّامَنْ کَتَبَ لَہٗ عَلِیٌّ نِ الْجَوَازَ"
(الصواعق المحرقہ ص۱۲۶)

"کوئی شخص پل صراط سے گزر نہیں سکے گا سوائے اس کے کہ حضرت علی نے اس کے گزرنے کا لکھا ہو۔"

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں!
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام دل میں بغض علی
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

بروز محشر پوچھا جائے گا

پل صراط گزرنے سے پہلے ہی ولایت کا اقرار کرایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ" (پ۲۳ سورۃ الصافات آیت نمبر۲۴)

"انہیں کھڑا کرو یہ پوچھے جائیں گے"

دیلمی نے حضرت ابوسعید خدری سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ اَیْ عَنْ وَلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ"
(الصواعق المحرقہ ص۱۴۹)

"یعنی کہ انہیں کھڑا کرو اور ان سے علی کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

تم جنت و دوزخ کے قسیم ہو

حضرات گرامی! اگر ولایت علی کے اقراری ہوئے تو جنت پالیں گے کیونکہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"یَاعَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"

(الصواعق المحرقہ ص۱۲۶)

"اے علی آپ جنت اور دوزخ کے قسیم (تقسیم کرنے والے) ہیں۔"

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں!
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پر حج کا احرام دل میں بغض علی!
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

کعبہ جائے ولادت علیؑ ہے

اے حاجیو! یہ کعبہ جس کا تم حج کرتے ہو یہ جائے ولادت علی ہے۔ اگر حج کرتے ہو تو پہلے ولایت علی کو تسلیم کرو۔

قاری سعید مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ:

علی نال بغض رکھیں اینویں تول نکمیاں
اوتھے تیرا حج ہووے جتھے علی جمیاں!

حضرات محترم!

کعبہ ہے بیت اور علی ہے اہل بیت۔ بیت میں اہل بیت ہی آ سکتا ہے اور سنئے کہ!

کعبہ ہے بیت اللہ　　علی ہے مظہر اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ　　علی ہے حجۃ اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ　　علی ہے اذن اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ　　علی ہے ہدایت اللہ

کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے عنایت اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے صبغۃ اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے ابرار اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے اخیار اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے اسرار اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے انوار اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے آثار اللہ
کعبہ ہے بیت اللہ	علی ہے ولی اللہ

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت!

کعبے چہ ولادت حیدر دی
مسجد چہ شہادت حیدر دی
منی سب ولیاں غوثاں نے
اپنے تے ولایت حیدر دی

علی کا چہرہ دیکھنا عبادت

یہی وجہ ہے کہ کملی والے نے ارشاد فرمایا:

''اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ'' (الصواعق المحرقہ ص۱۲۳)

''علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔''

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ جس طرح بیت اللہ شریف کے بارے میں وارد ہے کہ:

''اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ''

''کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے''

جس طرح قرآن پاک کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اَلنَّظْرُ اِلَى الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ"

"قرآن کے حروف کو دیکھنا عبادت ہے"

اسی طرح علی کے لئے فرمایا:

"اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ"

"علی کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت ہے"

(تفسیر عزیزی پارہ نمبر ۳۰ اردو ص ۳۲۷)

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی !
اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی!
اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی!

اعظم چشتی مرحوم کا دعویٰ

حضرات محترم! اعظم صاحب نے ایک عجیب وغریب دعویٰ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس نبی پر اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں وہ نبی مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ پہلے مصرعہ میں یہ دعویٰ کرتے ہیں اور دوسرے مصرعے میں اس کی دلیل دیتے ہیں۔

ملاحظہ ہو اعظم مرحوم کہتے ہیں کہ:

رسول پاک کا میری طرف سلام آیا
لیکن کب؟ میری زباں پہ جسدم علی کا نام آیا

صدیق وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرات محترم! بات کہاں سے چلی اور کہاں تک پہنچی۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ سرکار نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولیٰ ہے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ

علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا سر بازار حضرت علی سے ٹکراؤ ہو گیا۔ علی کو کھڑے دیکھ کر صدیق نے علی کے چہرہ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر تکنا شروع کر دیا۔

؎ رندوں کے لئے میخانے کی ہر رسم عبادت ہوتی ہے!
دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

اور

؎ ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا!
تصور میں تیرا رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

علی پاک نے فرمایا:

اے صدیق کیا بات ہے؟

آج میرا چہرہ کیوں تک رہے ہو۔

فرمایا: علی، میں نے نبی سے سنا ہے کہ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے اس لئے میں عبادت کر رہا ہوں۔

میں نے نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل قیامت کے میدان میں جنت کے ٹکٹ علی تقسیم کریں گے۔

حضرت علی نے فرمایا: صدیقؓ تمہیں مبارک ہو مجھے نبی نے یہ فرمایا۔ اے علی! ٹکٹ اسے دینا جو صدیق کا محب ہو جس پر مہر ابوبکر لگائیں۔ (الصدیق ص ۴۷)

ولایت علیؓ و صداقت صدیقؓ

حضرات گرامی! صدیق اسی پر مہر لگائیں گے جو علی کو ولی مانتا ہے اور علی اسے ٹکٹ دیں گے جو صدیق اکبرؓ کو برحق سمجھتا ہے جو ان کو برحق نہ سمجھے وہ علی کو برحق نہیں سمجھتا۔ اور جو ولایت علی کا قائل نہیں وہ صداقت صدیق کا بھی قائل نہیں ہے۔

دشمن علی کا انجام

حضرات محترم! جب سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہ کی ولایت کا اعلان غدیر خم کے موقع پر زبان رسالت سے ہوا تو حارث بن نعمان فہری اونٹنی پر سوار ہو کر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں آیا۔ اونٹنی کو بٹھا کر اترا اور کہنے لگا۔ یا محمد! آپ نے ہمیں اللہ کے حکم سے جو کچھ کہا ہم نے تسلیم کیا۔

آپ نے کہا اللہ کی واحدانیت اور میری رسالت کو تسلیم کرو۔

ہم نے تسلیم کیا:

آپ نے کہا پانچ نمازیں پڑھو — ہم نے پانچ نمازیں پڑھیں

آپ نے کہا رمضان کے روزے رکھو — ہم نے رمضان کے روزے رکھے

آپ نے کہا زکوٰۃ ادا کرو — ہم نے زکوٰۃ ادا کی

آپ نے کہا حج بیت اللہ ادا کرو — ہم نے حج بیت اللہ ادا کیا

کیا آپ نے یہ اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے''

حارث بن نعمان فہری اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔

یا اللہ! اگر یہ سچ ہے جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو:

''فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ''

''تو پھر ہم پر آسمان سے پتھر برسایا۔ ہمیں عذاب الیم میں مبتلا کر''

ابھی وہ سواری تک نہ پہنچا تھا کہ ایک پتھر اس کی کھوپڑی پر آ لگا جو اس کا جسم چیرتا ہوا اس کے نیچے سے نکل گیا اور وہ بدبخت ہلاک ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت کریمہ نازل فرمائی:

"سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ" (پ۲۹ سورۃ المعارج آیت نمبر۱)
(نور الابصار ص۷۸)

''سائل نے ایسے عذاب کا سوال کیا ہے جو واقع ہے''

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں!
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں!
بدن پر حج کا احرام اور دل میں بغض علی!
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

حضرات گرامی قدر! پتہ چل گیا کہ:

ابوہیت	خدا کی	جل جلالہ
نبوت	مصطفیٰ کی	علیہ السلام
ولایت	مرتضیٰ کی	علیہ السلام

علیؑ اور تلاوت

اسی لئے مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

"اَلْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ وَالْعَلِيُّ مَعَ الْقُرْآنِ" (الصواعق المحرقہ ص۱۲۶)

''قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ ہے''

میں نے عالم تصور میں عرض کیا:

آقا! آپ نے کبھی قرآن کی تلاوت کی۔ فرمایا:

''میں گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں ڈال کر قرآن شروع کرتا ہوں دوسری میں پاؤں اس وقت تک نہیں ڈالتا جب تک تیس سپارے قرآن ختم نہ ہو جائے''

حضرت مولانا جامی فرماتے ہیں کہ:

''روایات صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں ڈالتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید ختم کر لیتے۔''

(شواہد النبوت ص۲۸۰ اردو مطبوعہ لاہور)

علیؑ اور خدا کی زیارت

نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

''اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَالْعَلِیُّ مَعَ الْحَقِّ اَللّٰھُمَّ اَدِرِالْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ'' (ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۳)

''حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ۔ یا اللہ حق کو ادھر پھیر دے علی کے ساتھ جدھر علی پھرے''

میں نے عالم تصور میں پوچھا:

حضور آپ نے کبھی حق کو دیکھا تو فرمایا:

''میں ایک سجدہ کر کے دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک حق کو دیکھ نہ لوں''

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''ایک شخص نے آپ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تو فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں اور اسے نہ دیکھوں؟'' (شواہد النبوت ص۲۷۹ اردو مطبوعہ لاہور)

اسی لئے تو کسی عاشق نے کہا کہ:

وہ راز دار خفی جلی ہے
جدھر بھی دیکھو علی علی ہے
گواہ مدینے کی ہر گلی ہے!
جدھر بھی دیکھو علی علی ہے

علی نے خیبر کے در کو توڑا!
علی نے مرحب کے سر کو پھوڑا
علی نے کعبہ میں بت نہ چھوڑا
جدھر بھی دیکھو علی علی ہے

حضرات گرامی! نبی کریم نے ارشاد فرمایا: علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں۔ علی کا گوشت میرا گوشت' علی کا خون میرا خون اور علی کا جسم میرا جسم ہے۔ اس لیے یہ واضح ہو گیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

اگر غور فرماؤ تو پتہ چلتا ہے کہ:

نبی..........امام الانبیاء ہے۔

علی..........امام الاولیاء ہے۔

کون علی

جو ہمارے نبی کا وزیر ہے۔
صحابہ کا مشیر ہے۔
مومنوں کا امیر ہے۔
سنیوں کا پیر ہے۔
جو نہ مانے پکا شریر ہے۔

کون علی

جو مرتضٰے ہے۔
مشکل کشاء ہے۔
شیر خدا ہے۔
کانِ سخا ہے۔
جانِ عطا ہے۔

آن حیاء ہے۔

مصدرِ وفا ہے۔ سید الاولیاء ہے۔

کون علی

جو امیر المومنین ہے

امام المتقین ہے۔

یعسوب المسلمین ہے۔

زبدۃ الفاتحین ہے۔

امان الخائفین ہے۔

کون علی

جو فاتح خیبر ہے۔

قاتل عنتر ہے۔

والد شبر ہے۔

اخی سرور ہے۔

جس کا دشمن؛ دونوں عالم میں بدتر ہے۔

کون علی

جو نبی کے دل کا چین ہے۔

والد حسنین ہے۔

مالک ملوین ہے۔

ولیوں کا نور عین ہے۔

مالک دارین ہے۔

اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن

جب سے ہوا ہے ورد ہمارا علی علی

رحمت نے لے لیا مجھے آغوش نور میں
میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی
دنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نور ہو!
اس واسطے ہے نام تمہارا علی علی!
کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی

علی مجھ سے ہے

نبی نے فرمایا:

"عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ" (جامع الترمذی جلد ثانی ص۲۱۳)

"علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں"

علی میرا نام ہے

اللہ نے فرمایا:

"وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم" (۳ آیت الکرسی)

"اے محبوب! تجھ سے علی ہے اور میرا نام علی ہے"

اوپر وہ علی، نیچے یہ علی، اوہ منکرو! یا علی اگر علی کی وجہ سے نہیں کہتے تو خدا کو ہی یا علی کہہ دو۔ کہو تو سہی۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

''دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت فاروق اعظم نے حضرت علی کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے فرمایا تو ایک بولا:

''أَهٰذَ الْيَقْضِي بَيْنَنَا''

''کیا یہ ہمارا فیصلہ کریں گے''

''فَوَثَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ وَأَخَذَ بِتَلْبِيْهِ وَقَالَ وَيْحَكَ مَاتَدْرِيْ مَنْ هٰذَا''

''حضرت عمر اس کی طرف جھپٹے اور اس کو گریبان سے پکڑ لیا اور فرمایا: افسوس کہ تو انہیں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟''

''هٰذَا مَوْلَايَ وَمَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَوْلَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ'' (ذخائر عقبیٰ ص ۶۸)

''یہ میرے اور ہر مومن کے مولیٰ ہیں، جن کے یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں ہے''

حضرات گرامی!

یہی واقعہ الصواعق المحرقہ ص ۱۷۹ پر حضرت ابن حجر مکی ہیتمی نے بھی نقل فرمایا ہے اور یہی فیصلہ خدا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فیصلہ خداوندی

''وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَامَوْلٰى لَهُمْ'' (۲۶ سورۃ محمد آیت نمبر ۱۱)

''اور بے شک کافروں کا کوئی مولا نہیں ہے''

مومن اس فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ے میرے مشکل کشا مولا علیؑ ہیں
میرے حاجت روا مولا علی ہیں!

مولوی ظفر علی خان

اور اب تو مولوی ظفر علی خان نے بھی لکھا ہے کہ

علماء۔ خطباء۔ واعظین۔ مقررین کے لئے بے مثال تحفہ
پورے سال کے خطبات جمعہ سے بے نیاز کر دینے والی کتاب

• فضائل اہلبیت از قرآن کریم • فضائل اہلبیت از حدیث پاک • فلسفہ شہادت دو خطبات • قافلہ کی واپسی
• شان ولایت • فوز عظیم • اعلیٰ حضرت • حیات اولیاء • ثبوت میلاد • میلاد شریف • ولادت رسولؐ • خلیفۃ اللہ الاعظم

• اچھی نسبت • سرکار غوث اعظم • وسیلہ • برکات تبرکات • صراط مستقیم • توحید کی دلیل ناطق
• سراپا معجزہ • شان صحابہؓ • حضرت بلالؓ • اولیت صدیقؓ اکبر • خلیل الٰہی • محسن رسول

• تفسیر آیت اسریٰ • فلسفہ معراج النبیؐ • مسجد اقصیٰ تک • اقصیٰ سے آگے • محدث اعظم پاکستان • شب برات کی برکات
• حضرت امام اعظم • فضائل ماہ رمضان • ماہ صیام کی برکات • فضائل مخدومہ کونین • غزوۂ بدر • مولائے کائنات

• عظمت بلد الحبیب • فلاح کا راستہ • بے مثل بشر • عظمت مصطفیٰؐ • حسن بے مثال • حاضر و ناظر رسول
• حدیث جبرائیل • دستگیر عالمین • عظمت والدین • بنی صدیق • ذبحِ عظیم • حضرت عثمان غنیؓ • حضرت فاروق اعظمؓ

• مودت اہلبیت • محبت رسولؐ • حیات النبیؐ • فضائل درود شریف • روضۃ من ریاض الجنۃ • حق چار یار
• ذائقۃ الموت • نور مبین • صدیق اکبر سراپا حسنات • ایصالِ ثواب • سیدہ عائشہ صدیقہؓ • لیلۃ القدر

مخدومۂ کائنات حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی سوانح طیبہ جس سے علماء محققین اور واعظین و مقررین بیک وقت مستفید ہو سکتے ہیں فصاحت و بلاغت اور مستند حوالہ جات سے مزین خوبصورت تحفہ

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی سوانح طیبہ
علماء و خطباء کے لیے یکساں مفید لاجواب کتاب

شبیر برادرز ۴۰۔ اردو بازار ۰ لاہور